بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھٰذَا بَصَآ ئِرُ مِنۡ رَّبِّکُمۡ وَ ھُدًی وَّرَحۡمَۃٌ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡ مِنُوۡنَ ہ (سورۃ اعراف۔آیت ۲۰۳)

یہ روشن دلیلیں ہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے اور رحمت ہے مومنوں (مقبل مومنوں) کے لئے

الحمدُ للّٰہ وَالمِنّۃ

مخزن الدّلائل

مولفہ

حضرت علاّمہ قاضی منتجب الدّینؒ خلیفہ حضرت بندگیمیاں شاہ نعمتؓ

مترجم

(باہتمام)

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیۃ مہدویہ۔دائرہ زمستان پور مشیر آباد حیدرآباد، دکن

۱۳۷۳ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس

مصدقان حضرت سید محمد جونپوری امام مہدی موعود آخرالزماں خلیفۃ الرحمان خاتم ولایت محمد ﷺ سے التماس ہے کہ۔

حضرت بندگیمیاں سید قاسم مجتہد گروہ مہدیہ ؒ نے لکھا ہے کہ

''قاضی منتجب جو علامۂ زماں تھے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی مہدیت کے ثبوت میں مدلل رسالہ لکھ کر اس کا نام مخزن الدلائل رکھا ہے (ملاحظہ ہو آسامی مصدقین مولفہ مجتہد گروہؒ)

صاحب تاریخ سلیمانی علیہ رحمتہ نے لکھا ہے کہ

میاں قاضی منتجبؒ جو ملک خاندیس قصبہ جونیر کے باشندے تھے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے اوصاف حمیدہ سنکر ضلع بیدر آئے اور امام علیہ السلام کی قدمبوسی سے سرفراز ہو کر تصدیق سے مشرف ہوئے اور حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ[1] کی خلافت میں مبشر اور منظور نظر ہوئے عالم عامل سالک کامل تھے۔ حضرت مہدیؑ کی مہدیت کے ثبوت میں قوی دلیلوں اور حجتوں سے بھرا ہوا رسالہ عربی زبان میں لکھا ہے جس کا نام مخزن الدلائل ہے (ملاحظہ ہو تاریخ سلیمانی گلشن ششم چمن چہارم)

چونکہ مخزن الدلائل حضرت مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہدیت کے ثبوت کا بہترین خزانہ ہے لہذا ہر مہدوی کا فرض ہے کہ یہ خزانہ اپنے پاس رکھے۔ فقط

المرقوم/۲۸ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ

از

احقر دلاور

............☆☆☆............

[1] حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ حضرت مہدی علیہ السلام کے خلیفۂ سوم ہیں۔

مخزن الدَّ لائل

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

تمام تعریف ثابت ہے اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے اپنے دوستوں کے سینوں کو اپنی معرفت کے آثار دیکھنے کیلئے کشادہ کیا تا کہ اس کشادگی میں شریعت کے حقایق کو جانیں (پیروی کریں) اور اپنے برگزیدہ بندوں کے دلوں کو اپنی محبت کے انوار سے منور کیا تا کہ ان انوار سے طریقت کی باریکیوں کو سمجھ کر اُن کے ساتھ موافقت کریں (عمل کریں) اور اپنے دوستوں کی آنکھوں میں اپنے ظہورِ جمال کا سرمہ لگایا تا کہ حقیقت کے اسرار کو سمجھیں پس دیکھ لیا انہوں نے ان تمام باریکیوں اور بھیدوں کو پاک ہے وہ ذاتِ پاک جس نے اپنے دوستوں کے دل کی آنکھوں سے غیر اللہ کے پردوں اور باطنی امور کی مشکلوں کو دور کردیا۔ اور پھر اُنکے سامنے بے پردہ و بے حجاب جلوہ افروز ہوا اور درود وسلام ہو اُس پر جس نے اولیاء و اصفیاء کو جلال کے پردوں کی تاریکی سے ہٹا کر نور جمال کی ہدایت کی وہ محمد مصطفٰے خاتم الانبیاء علیہ السلام ہے اور درود وسلام ہو آپ کی سب آل واصحاب پر پھر درود وسلام ہو اس پر جس نے اولیاء واصفیاء کو اُس ذات کی راہ دکھائی جس کی بزرگی اور کمال ثابت ہے (یعنے خدا کے دیدار کی راہ دکھائی) وہ محمد مجتبٰی مہدی موعود آخر الزماں خاتم الاولیاءؑ ہے اور درود وسلام ہو آپ کی سب آل واصحاب پر۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ جب میں نے دیکھا کہ اکثر علماء مہدی علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں اس ذات کی مہدیت پر جس نے اس زمانہ میں باوجود مستحق ہونے دعوئے مہدیت کے دلیل اخلاق سے مہدیت کا دعویٰ کیا ہے اور ردِّ مہدیت کے لئے سست حجتیں اور باطل اقوال (جو ایک دوسرے کے متعارض ہیں) پیش کرتے ہیں احادیث صحیح وحسان سے دلیل لاتے ہیں حالانکہ ان احادیث کے حقیقی اور مجازی معنی سے بے خبر ہیں اور منکرانِ مہدیؑ گمان کرتے ہیں کہ جس نے مہدیؑ کو قبول کیا ہے اس کیلئے کوئی حجت قوی اور دلیل استوار نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ انہوں نے گمان کیا ہے بلکہ اللہ کیلئے ثابت ہے حجت کاملہ پس اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو راہ راست دکھاتا۔ وہی ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اپنے حکم سے ہر ایک امر اسی سے ہے سچ تو یہ ہے کہ جب کافروں نے قرآن سے ہدایت نہ پائی تو کہدیا کہ یہ تو قدیمی جھوٹ ہے میں نے ایک مختصر جامع رسالہ لکھنے کا ارادہ کیا جو منکروں کی مشکلات کو حل کرنے والا ہے اور جو گمراہی کا مرض ان کے سینوں میں ہے اس کو شفا دینے والا ہے اور اس کی رہبری کرتا ہے جو اس رسالہ میں صراط مستقیم (تصدیق مہدیؑ) کی فکر کرتا ہے اور اس کو پہنچاتا ہے آخرت کی راہ اور دین استوار (اتباع مہدیؑ) کی طرف پس میں نے درگاہ الٰہی میں نہایت خشوع وخضوع سے مدد طلب کر کے اس

رسالہ کوشروع کیا اوراللہ تعالیٰ سے میری عرض ہے کہ جو بات میری زبان سے نکلتی ہے اور جو کچھ میرا قلم لکھتا ہے اور جو اعتقادمیرے دِل میں ہے یہ سب اہل سنت والجماعت (نبی ﷺ کے صحابہؓ تابعین، تبع تابعین صالحین کاملینؒ) کے موافق کرے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر اور عاجزوں کی دعا قبول کرنے کے سزاوار ہے اور جان کہ جب منکرِ حق بندگانِ خدا میں سے کسی بندۂ خدا کی حق بات سنتا ہے تو اس کو قبول کرنے سے عار کرتا ہے اور اس کے انکار پر مستعد ہو جاتا ہے اور اسی لئے تو مسائل دینی میں بحث کرنے والوں کو دیکھتا ہے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ دین کے اسرار میں بحث کر رہے ہیں حالانکہ یہ لوگ ایسا ہی انکار کرتے ہیں جیسا کہ منکرین نے تمام خلفاءؑ اللہ کے زمانہ میں انکار کیا ہے اور اگر اس وقت (منکرین کی بحث کے وقت) کسی کی زبان سے حق بات نکلے تو دوسرا اس کو قبول کرنے سے ہٹ جاتا ہے اور اسکے انکار پر آمادہ ہو جاتا ہے اور حق کو رد کرنے کیلئے مکر و حیلہ کرتا ہے اور یہ کام ابلیس کے اخلاق و افعال سے ہے (اہل حق سے نہیں) پس اے منصف منکرین کی موافقت تیرے لئے سزاوار نہیں اور تو مخلوق کے کاروبار پر غور کر اور ان کے احوال کو سمجھ پس تجھ پر اہل حق اور اہل انکار کے کاروبار میں ازروئے انصاف غور کرنا اور خلوص کے ساتھ اپنے دِل کو حق کی طرف متوجہ کرنا لازم ہے اور دیکھ اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو کیا[1] یہ لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں مجھے دعویٰ نہیں کہ میرا یہ کلام نقص و عیب سے خالی ہے بیشک اللہ کا کلام نقص و شک سے پاک ہے۔ میں نے اس رسالہ کے شروع کرنے اور ختم کرنے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے اور میں نے اس رسالہ کا نام مخزن الدلائل رکھا ہے اور خدائے برتر سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کے دوست ومحبّ اس رسالہ سے نفع اٹھائیں اور خشوع وخضوع کرنے والے طالبانِ حق اس میں غور کریں اور مجھے اللہ سے امید ہے کہ جب وہ میری ندا سنیگا تو ضرور میری دعا قبول کرے گا اس لئے کہ کوئی شخص محتاج کی دعا کو قبول نہیں کرتا جبکہ اسکو پکارتا ہے مگر خدائے تعالیٰ اور جان کہ لوگوں نے مہدیؑ کی علامات اور صفات میں اختلاف کیا ہے پس بعض نے کہا کہ مہدیؑ صاحبِ لشکر عظیم خلیفہ ہوگا اور جزیرۂ قسطنطنیہ کنیتہ الذہب اور شہر انطا کیہ واندس فتح کریگا اور عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھے گا اور مہدی وعیسیٰ علیہما السلام باوجود خلیفے اور امام ہونے کے ایک ہی زمانہ میں جمع ہونگے اور مہدیؑ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک عدل وانصاف سے بھر دے گا اور مہدیؑ کے لئے زمین کے خزانے نکل پڑیں گے اور ایک شخص مہدیؑ کے پاس آکر کہے گا کہ اے مہدیؑ مجھے مال عطا کر مجھے مال عطا کر تو مہدیؑ اس کو بہت سا مال از قسم سونا چاندی اور جواہر عطا کریگا اور ان کے سوا دوسرے مشہور علامات ہیں جن پر احادیث صحیح اور حسان سے استدلال کرتے ہیں اور ان کا جواب بعض محققین نے دیا ہے اور اُن علامات پر اکتفا کیا ہے جو عقلاً ونقلاً صحیح ہیں اور وہ احادیث کہ جن کو اگلوں نے مہدیؑ

---

[1] افلا یتد برون القرآن ام علیٰ قلوب اقفا لھا (سورہ محمدؐ۔ آیت ۲۴) تو کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں یا انکے دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔

کے صاحب لشکر بزرگ خلیفہ ہونے اور جزیرۂ قسطنطنیہ فتح کرنے عیسیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے اور خلیفے اور امام ہونے کے باوجود مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کے ایک ہی زمانہ میں موجود ہونے پر حجۃً لاے ہیں وہ احادیث یہہ ہیں۔ **پہلی حدیث مسلم** کی ہے ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی موضع اعماق یا وابق میں داخل ہوں۔ پس آئے گا اُس روز رومیوں کے پاس مدینہ کے رہنے والے نیکوں کا ایک لشکر پس جب با یک دیگر جنگ پر آمادہ ہوجائیں گے تو رومی کہیں گے کہ ہٹ جاؤ ہمارے اور اُن کے درمیان سے جنہوں نے ہمارے لوگوں کو قید کیا ہے پس ہم ان سے جنگ کریں گے پس کہیں گے مسلمان کہ بخدا ہم خالی نہیں کریں گے تمہارے اور ہمارے بھائیوں کے راستہ کو پس آپس میں جنگ کریں گے تو بھاگ جائیں گے اور شکست کھائے گا مسلمانوں کا تیسرا حصّہ ان کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ کیلئے توبہ کی توفیق نہ دیگا اور ان میں کا تیسرا حصّہ مقتول ہوگا یہ قتل شدہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس بزرگترین شہید ہوں گے اور فتح پائے گا ان میں کا تیسرا حصّہ اور یہ آزمائش میں نہیں ڈالے جائیں گے ہمیشہ، پس فتح کریں گے شہر قسطنطنیہ اور آپس میں مال غنیمت تقسیم کریں گے درانحالیکہ وہ لٹکائے ہوئے ہوں گے اپنی تلواروں کو زیتون کے درخت سے یکا یک انکے پاس شیطان چیخ اٹھیگا کہ دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں گھس گیا ہے اور یہ بات جھوٹی ہوگی پس جب وہ شام میں آئیں گے تو دجال نکلے گا تب ہی وہ لڑائی کیلئے تیار ہوں گے صفیں درست کریں گے جب نماز کی جماعت کھڑی ہوجائے گی تو عیسیٰ بن مریم اُتر آئیں گے اور ان کی امامت کریں گے پس جب دجال دیکھے گا عیسیٰؑ کو تو پگھلنے لگے گا جیسا کہ پگھلتا ہے نمک پانی میں اگر عیسیٰ اس کو قتل کئے بغیر چھوڑ دیں بھی تو البتہ وہ پگھلے گا یہاں تک کہ ہلاک ہوجائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرائے گا عیسیٰؑ کے ہاتھ سے پس عیسیٰ دکھائیں گے اس کا خون لوگوں کو اپنے نیزہ میں۔ **مسلم کی دوسری حدیث** جابرؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک حق پر لڑنے والی غالب رہے گی آپ نے فرمایا پھر مریم کے بیٹے عیسیٰ اتر آئیں گے تو مسلمانوں کا سردار کہے گا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ وہ کہیں گے نہیں بیشک تم میں کے بعض بعض پر امیر ہیں اللہ تعالیٰ اس امت کو بزرگی دینے کی وجہ سے۔ **مسلم کی تیسری حدیث** ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تمہارا حال کیا ہوگا جبکہ عیسیٰؑ ابن مریم تمہارے درمیان ائیں گے اور تمہارے امام ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ تم میں کا بعض تمہاری امامت کریگا انتہیٰ۔ پس جان کہ بعض علماء نے گمان کیا ہے اور اپنے کتب متداولہ میں لکھا ہے کہ حدیث اول میں جو جیش ہے وہ جیش مہدیؑ ہے۔ اور دوسری حدیث میں امیر اور تیسری میں جو امام ہے اس سے مراد مہدیؑ ہے پس ان کے یہ اقوال شبہی اور گمانی ہیں یا تشبیہ کے طور پر چنانچہ اس احتمال شبہ اور تشبیہ کی صراحت مقدسی نے قول رسول ﷺ **فیقول امیر ھم تعال صل بنا**، کے تحت کی ہے پس

مقدسی کہتا ہے کہ، اس امت کے امیر کے متعلق شبہ ہے کہ وہ امیر مہدیؑ ہے اور وہ وہی مرد ہے جس کے متعلق لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ مغرب سے نکلے گا پس اس قسم کا کلام شک اور گمان پر دلالت کرتا ہے بعض جگہ کہا ہے شاید کہ مہدیؑ دو مرتبہ شہر قسطنطنیہ فتح کریگا ایک مرتبہ تکبیر کہہ کر فتح کرے گا اور ایک مرتبہ جنگ کر کے چنانچہ یہ بات قرطبی میں مذکور ہے اور کلمہ لعل (شاید) شک کے لئے ہے اعتقاد و صادقہ کے باب میں دلیل قطعی نہیں ہوسکتا اور اس قسم کا کلام اس بات کی دلیل ہے کہ علماء سلف نے خود یہ ظاہر کر دیا ہے کہ ہمارا یہ کلام ظنی ہے یقین کے لائق نہیں ان کا یہ بیان ان کی کثرت دیانت کو ثابت کرتا ہے اللہ کی رحمت ہواُن سب پر۔ بنابریں کلام مذکور کا جواب محققوں نے دیا ہے کہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت یا اہل مدینہ کا لشکر حق پر جنگ کریں گے اہل حق اہل باطل پر غالب ہوں گے۔ اور آنحضرتؐ کے قول قیامت تک کی مراد یہ ہے کہ جب مسلمانوں میں سے ایک شخص مرجائے گا تو اس کا قائم مقام دوسرا ہوگا اسی طرح قیامت تک ہوتا رہے گا پس ان میں سے ایک شخص شہر قسطنطنیہ فتح کریگا اور جو امیر کہ فتح کرے گا عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھے گا اور ان الفاظ سے یہ بات نہیں سمجھی جاتی کہ جیش سے مراد لشکر مہدیؑ ہے اور امیر و امام سے مراد مہدیؑ کی ذات ہے بلکہ آنحضرتؐ کا قول تم میں کے بعض بعض پر امیر ہوں گے، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ سب امرِ دین میں برابر ہوں گے اور مہدیؑ کہ اس کے زمانہ میں کوئی اس کے برابر نہ ہوگا کیونکہ وہ خود زمانہ میں افضل ہے پس مہدیؑ کا اُس جیش (لشکر) میں ہونا ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ تخصیص[ا] بلا مخصص ہے نیز آنحضرتؐ کا قول کہ میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ رہے گی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول ﷺ کے زمانہ سے قیامت تک حق پر جنگ کرنے والی جماعت ہوتی رہے گی جبکہ فوت ہوگا اُن میں کا ایک شخص تو اس کا قایم مقام دوسرا ہوگا اور مہدیؑ کا گروہ ایسا نہیں ہے بلکہ مہدیؑ مبعوث ہوں گے اوقات میں سے ایک وقت پھر باقی رہیں گے مہدیؑ کی پیروی کرنے والے نزول عیسیٰؑ تک پس معلوم ہوا کہ حدیث جیش میں جس جماعت کا ذکر کیا گیا ہے وہ مطلق مومنوں کی ایک جماعت ہے۔ حق تو یہ ہے کہ وہ بنی اسحاق کی جماعت ہے انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کو مفصل بیان کروں گا پس حدیث جیش یا امام و امیر کے ذکر کو مہدیؑ کے ذکر سے کوئی تعلق نہیں اور عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھنے والا جماعت کا مطلق امیر ہے اور مطلق سے مراد غیر مخصوص (مہدیؑ سے خاص نہیں کیا گیا) ہے اور جو شارع کے حکم سے بطریق یقین مقرر ہوئے مثلاً خاتم الرسل تک ہر زمانہ میں پیغمبروں کا ہونا مہدیؑ کا آنا نزول عیسیٰؑ دجال اور دابۃ الارض ہے پس ان میں کے بعض مخصوص ہیں اور بعض منصوب مطلق پس مہدیؑ کے ساتھ مطلق کو

[ا] یعنے احادیث میں جو امیر و امام آیا ہے اس کو مہدیؑ سے بغیر تخصیص کنندہ کے خاص کرنا ہے یعنے نہ تو حق تعالیٰ نے خاص کیا ہے اور نہ رسولؐ نے اور نہ اجماع حق نے محض اپنی رائے و اجتہاد پر یقین کرنا جائز نہیں (از شرح فارسی)۔

مقید کرنا جائز نہیں اس لئے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے اور مطلق کو مقید کرنا مطلق کو منسوخ کرنا ہے پس جو شخص مہدیؑ کے حق میں مطلق کو دلیل گردانتا ہے پس اس نے گمان کیا گمانِ فاسد اور کہا ایک گمانی بات اور یہ موثر نہیں ہوتی خبر غیب پر قطعاً اس لئے کہ خبر مہدیؑ خبر غیب ہے جو معجزہ کے طور پر رسول ﷺ سے صادر ہوئی ہے اسلئے کہ خبر غیب خارق عادت ہے اور شکی بات خارق عادت میں اثر نہیں کرتی قطعاً پس وہ شکی بات دلیل قطعی نہ ہوگی پھر اگر کوئی روایت ہمارے بیان کے خلاف ملے بھی تو وہ ضعیف ثابت ہوگی جس سے علماء سلف نے استدلال نہیں کیا ہے خوشنودی ہو اللہ کی اُن سب پر اس کی تصریح علامہ تفتازانیؒ نے شرح مقاصد میں کردی ہے چنانچہ کہا کہ مہدیؑ کے ساتھ عیسیٰؑ کے ہونے کی کوئی صحیح حدیث مروی نہیں سوائے اس حدیث کے جو روایت کی گئی ہے کہ فرمایاؐ نے میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑنے والی غالب رہیگی الخ پس یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ اقتدا کریں گے مہدیؑ کی یا مہدیؑ اقتدا کرینگے عیسیٰؑ کی اس کے لئے کوئی سند نہیں پس اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔پس اس نقل سے یہ معلوم ہوا کہ عیسیٰؑ کا نزول صاحب لشکر امیر کے ساتھ ہوگا نہ کہ مہدیؑ کے ساتھ اور مہدیؑ امام دین ہے (پیغمبروں کی طرح) نہ کہ امیر دنیا ہے (کہ قلعے فتح کریگا مانند امراء دنیا کے) پس صحیح و ثابت ہوا کہ مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام ایک زمانہ میں جمع نہ ہوں گے پس اسی لئے علامہ تفتازانیؒ نے شرح مقاصد میں تصریح فرمادی کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ اقتدا کریں گے مہدیؑ کی یا برعکس ایک بے سند بات ہے قابل اعتماد نہیں پس ثابت ہوا کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک زمانہ میں جمع نہ ہوں گے پس جو شخص دونوں کے جمع نہ ہونے کے دلائل معلوم کرنے کے باوجود جمع ہونے پر مصر رہتا ہے تو وہ اس قبیل سے ہے کہ وہ تو صرف گمان پر چلتے ہیں اور سب نری اٹکل دوڑاتے ہیں۔ میں نے جو یہ ذکر کیا ہے معارضۂ عقلی ہے مخالفوں کی اس گمانی دلیل کا جس کو انہوں نے مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے اجتماع پر پیش کیا ہے رہا نقل صریح کے ساتھ معارضہ وہ یہ کہ انہوں نے ظنی اور حسان حدیثوں سے جو استدلال کیا ہے ان کے اقوال پر ہم بھی صحیح اور حسان حدیثوں سے بہت سے معارضات پیش کرتے ہیں جن سے ان کے دلائل کا فساد ظاہر ہوجائے گا میں عنقریب اللہ کی توفیق سے اس کا ذکر کروں گا۔ **چوتھی حدیث مسلم** کی ہے ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے (صحابہؓ سے) پوچھا کیا تم نے کوئی ایسا شہر سنا ہے جس کی ایک جانب جنگل میں ہے اور ایک جانب دریا میں کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ قیامت (اس وقت تک) نہیں آئے گی جب تک ستر ہزار آدمی اولاد اسحاقؑ اُن سے جنگ نہ کرلیں گے اور جس وقت یہ لوگ اُس شہر میں جا کر اتریں گے تو یہ تلواروں سے نہیں لڑیں گے اور نہ تیر ماریں گے کہیں گے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاللّٰـهُ اَكْبَر تو اُس شہر کی دونوں جانبوں میں سے ایک جانب گرجائے گی ثور بن یزید کہتے ہیں مجھے تو یہی یاد ہے آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ جو جانب دریا میں ہے گر پڑ یگی پھر وہ دوسری دفعہ کہیں گے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاللّٰـهُ اَكْبَر اسی

وقت اسکی دوسری جانب بھی گر پڑ یگی پھر وہ تیسری مرتبہ کہیں گے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر اسی وقت اُنکے لئے راستہ کھل جائے گا تو وہ اُسکے اندر چلے جائیں گے اور لُوٹیں گے اور جب وہ غنیمتوں کو بانٹنے لگیں گے اسی وقت ایک چیخ کی آواز آئے گی اور کہے گا کہ دجال نکل آیا ہے وہ لوگ کل چیزیں ہیں چھوڑ دینگے اور واپس چلے جائیں گے پس جان کہ حدیث اول یعنی **لاتقوم الساعة حتی تنزل الروم** الخ حدیث بالا کے حاصل معنی اور بعض الفاظ میں موافق ہے لیکن حدیث اول میں مدینہ کے لشکر کا مجملاً ذکر کیا گیا ہے۔اس کی تفسیر یہاں بنی اسحاق سے کی گئی ہے اور وہاں فتح قسطنطنیہ کا ذکر کیا گیا ہے اور یہاں اُس مدینہ کی کشایش کا ذکر ہے جس کی ایک جانب خشکی میں ہے اور ایک تری میں۔اس مدینہ کی تفسیر بعض محدثین نے قسطنطنیہ کی ہے اور ایسا ہی ہے حاشیہ مشارق اور دوسرے کتب احادیث میں اور بعض نے انطاکیہ مراد لی ہے اور ہر دو فتح کے زمانے بلافرق و دِرنگ ایک ہیں پس ہر دو فتح کا حکم ایک ہی ہے چنانچہ معاذ بن جبلؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنگ عظیم فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال یہ تینوں امور سات مہینوں میں پورے ہوں گے روایت کی اسکی ترمذی اور ابو داؤد نے۔نیز معاذ ابن جبلؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کا ویران ہونا ہے۔ مدینہ کا ویران ہونا جنگ عظیم برپا ہونا ہے جنگ عظیم برپا ہونا قسطنطنیہ فتح ہونا ہے اور قسطنطنیہ فتح ہونا دجال کا نکلنا ہے روایت کی اس کی ابوداؤد نے اور ایسا ہی ہے مشکوٰۃ میں اور وہ شہر بقول صحابہؓ نعم (ہاں ہم نے سنا) صفت مذکورہ سے مشہور ہے اور آخر حدیث یعنی **فبينما يقتسمون المغانم اذ جاء هم الصريخ** الخ اسی معنی پر بداہتہً دلالت کرتی ہے اور محدثین کے کتب اور انکے مشہور اقوال سے بھی ثابت ہے کہ وہ مدینہ مدینہ قسطنطنیہ ہے یا انطاکیہ،اور صحیح یہ ہے کہ وہ شہر قسطنطنیہ ہے پس ثابت ہوا کہ قسطنطنیہ کو فتح کرنے والا اولادِ اسحاقؑ کا لشکر ہے اور عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھنے والا اُن کا امیر ہے پس حدیث میں جو امیر ہے اس امیر سے مہدیؑ نہیں سمجھا جا سکتا اس لئے کہ مہدیؑ اولاد اسمٰعیلؑ سے ہے کہ مہدیؑ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہے چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مہدی میری عترت سے ہوگا فاطمہ زہراؓ کی اولاد سے۔اس حدیث کی روایت ام سلمہؓ نے کی ہے۔اگر مہدیؑ لشکر بنی اسحاقؑ کے امیر ہوتے تو رسول ﷺ کے لئے مناسب نہ ہوتا ذکر کرنا لشکر کا امیر کے نام کے اخفا کے ساتھ وامیر (مہدیؑ) لشکر بنی اسحاق کا نسب میں غیر ہونے کے باوجود بسبب ظاہر ہونے شرف مہدیؑ کے شرف رسولؐ کے موافق پس اگر کہے تو کہ مہدیؑ کا نام پوشیدہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کے لئے مناسب نہ ہونے کی کیا وجہ ہے حالانکہ یہ بات مرد بزرگ کی پسندیدہ خصلت سے ہے کہ وہ اپنی خوبیوں کو چھپاتا ہے اور اپنے رفیق کی خوبیوں کو ظاہر کرتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ مجی وعلامات مہدیؑ کی حدیث حدیث معجزہ ہے (خبر غیب ہے) مہدیؑ کا نام چھپانے سے معجزہ میں خلاف ظاہر ہوگا اور یہ خلاف امت کو بداعتقادی کی طرف پہنچائے گا بلکہ اس سے کفر ظاہر ہوگا اس

لئے کہ لوگ گمان کریں گے کہ رسول ﷺ نے تو قسطنطنیہ کی فتح بنی اسحاقؑ سے ہونے کا ذکر کیا ہے اور فتح ہوئی بنی اسمٰعیلؑ کی اور یہ بات رسول ﷺ سے امت کے بد اعتقاد ہونے کو واجب کرتی ہے پس ظاہر ہوا کہ قسطنطنیہ کو فتح کرنے والا بنی اسحاقؑ کا لشکر ہے اور عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھنے والا اُس لشکر کا امیر ہے اور نہیں ہے وہاں مہدیؑ کا ذکر پس ثابت ہوا کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک زمانہ میں جمع نہ ہوں گے۔ اس معنی کی تائید کرتا ہے۔ شیخ نجیب الدین ابو محمد واعظ دہلوی کا وہ قول جو اپنی کتاب مدار الفضلاء میں فرمان رسول لاتزال طائفة من امتی یقاتلون الخ کے تحت بیان کیا ہے کہ مقدسی نے کہا ہے اس امت کے امیر کے متعلق شبہ ہے کہ وہ مہدیؑ ہوگا۔ شیخ کہتے ہیں کہ مقدسی کا یہ قول کسی وجہ سے لائق نفاذ نہیں کیسا ہوا مقدسی کو جو یہ بات اس پر مشتبہ رہی اور کہہ دیا کہ شبہ ہے کہ وہ امیر مہدیؑ ہوگا۔ اس معنی کی تردید میں دو صحیح حدیثیں اور مشہور علماء کے اقوال ہیں بلکہ یہ بات ثابت ہے کہ وہ امیر بنی اسحاقؑ سے ہے اور مہدیؑ بنی اسمٰعیلؑ سے ہیں پس مشابہت کیسی کہ وہ مشتبہ رہا پہلی حدیث مسلم کی ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول ﷺ نے (صحابہؓ سے) کیا تم نے کوئی ایسا شہر سنا ہے جس کی ایک جانب جنگل میں ہے اور ایک جانب دریا میں تو کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ قیامت (اُس وقت تک) نہیں آئے گی جب تک ستر ہزار آدمی اولاد اسحاق ان سے جنگ نہ کرلیں گے الخ اس حدیث میں تو آنحضرتؐ نے عیسیٰؑ کے نزول اور قتال دجال کا ذکر نہیں فرمایا اور اس حدیث میں جو مدینہ ہے اس کی مراد قسطنطنیہ ہے بر مذہب صحیح اور دوسری حدیث مسلم کی ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت قایم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی موضع اعماق یا دابق میں داخل ہوں پس آئے گا اُس روز رومیوں کے پاس مدینہ کے رہنے والے نیکوں کا ایک لشکر الخ دونوں حدیثوں کے درمیان موافقت اس طرح ہے کہ بنی اسحاقؑ تکبیر کہہ کر قسطنطنیہ پر جنگ کریں گے اور فتح پائیں گے اور آپس میں مال غنیمت تقسیم کریں گے اس حالت میں یکایک شیطان آواز کریگا اور دجال نکلے گا پس وہ چھوڑ دیں گے مال غنیمت کو اور واپس ہوں گے اپنے گھروں کو پس یہ بات جھوٹ ہوگی پس وہ ٹھیریں گے اپنے گھروں میں پانچ یا چھے سال جو کچھ خدا چاہیگا۔ مقدسی نے کہا کہ قسطنطنیہ کے فتح ہونے اور دجال کے نکلنے کے درمیان سات سال کا عرصہ ہوگا شاید کہ مقدسی کا مقصد اس سے فتح اول بالتکبیر ہو اور عبداللہ بن بشر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ملحمہ اور فتح مدینہ کے درمیان چھے سال کی مدت ہے اور ساتویں سال دجال کا خروج ہوگا روایت کی اس کی ابوداؤد نے اور کہا کہ یہ حدیث زیادہ صحیح ہے ایسا ہی ہے مشکوٰۃ میں پھر تیاری کریں گے رومی جنگ کی اُسی سال اور داخل ہوں گے اعماق یا دابق میں جیسا کہ مذکور ہوا حدیث اول میں۔ پس آئے گا اُن کی طرف ایک لشکر اُس جماعت سے جو قید کردی گئی تھی پہلی مرتبہ تکبیر سے۔ اس کی تائید دیتا ہے اہل روم کا قول کہ ہٹ جاؤ ہمارے اور اُن کے درمیان سے جن کو ہمارے لوگوں سے قید کیا ہے الخ پھر فتح کریں

گے قسطنطنیہ کو دوسری بار لڑ کر پھر آواز دے گا ان کے درمیان شیطان دجال نکلنے کی پس وہ واپس ہونگے اپنے گھروں کو پس جب وہ روم میں آئیں گے تو نکلے گا اُن کے درمیان دجال تب ہی وہ لڑائی کیلئے تیار ہوں گے صفیں درست کریں گے جب نماز کی جماعت کھڑی ہوجائے گی تو عیسیٰؑ بن مریم اتر آئیں گے اور امامت کریں گے ان کی ۔ یہ احادیث اس ترتیب پر چند وجوہ سے دلالت کرتے ہیں ۔ پہلی وجہ یہ کہ بیشک فتح کرنا تکبیر سے بنی اسحاق سے متعلق ہے اور یہ بات حدیث کے لفظ سے ثابت ہے اور دوسری وجہ یہ کہ فرمان رسول ﷺ ''اُس دن بزرگان اہل زمین اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان کا امیر اور ان میں کے اکثر عترت رسول ﷺ سے نہ ہوں گے اس لیئے کہ عترت رسول ﷺ بزرگان زمین سے ہمیشہ ہوں گے اور فتح کرنے والی جماعت بزرگان زمین سے اُسی روز ہوگی پس ثابت ہوا کہ وہ جماعت اولادِ رسول ﷺ سے نہیں ہے اولادِ اسحاقؑ سے ہے حدیث اول کی دلیل سے ۔ اور تیسری وجہ یہ کہ رومیوں کا قول کہ ہٹ جاؤ ہمارے اور اُنکے درمیان سے جن کو ہمارے لوگوں سے قید کیئے ہو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان میں کے قیدی ان پر مقدم ہیں اور قید نہ کئے ہوں گے مگر اولاد اسحاقؑ پھر حدیث میں عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھنے اور اُس قوم کی امامت عیسیٰؑ کرنے کا ذکر جو کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ عیسیٰؑ کی اقتدا سے نماز پڑھنے والا بنی اسحاق کا امیر ہے اور وہ امیر ہے اُن لوگوں کا جو پہلی مرتبہ قید کئے تکبیر کہکر ۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ مہدیؑ امامت کریں گے اور عیسیٰؑ اقتدا کریں گے ، یہ ایک ایسا قول ہے جو کسی وجہ سے لایق نفاذ نہیں اس لئے کہ یہ قول مخالف ہے اس حدیث صحیح کے ۔ کیونکر ہلاک ہوگی وہ اُمت جس کے اول میں میں ہوں اور اس کے آخر میں عیسیٰؑ ہیں اور اس کے درمیان میری اہل بیت سے مہدیؑ ہے ۔ اور قول مذکور کا باطل ہونا امام سعد الدین تفتازانیؒ کی شرح مقاصد میں واضح طور پر ہو چکا ہے اور کہا علامہ تفتازانیؒ نے شرح مقاصد میں کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدیؑ کی اقتدا کریں گے یا برعکس ایک بے سند بات ہے جو لایق اعتماد نہیں انتہیٰ علامہ تفتازانیؒ کا فما یقال (وہ جو کہا جاتا ہے) کہنا احتراز کرنا ہے اس قول سے جو کہا شرح عقاید میں کہ مہدیؑ عیسیٰؑ کی اقتدا کریں گے ، اپنے اس قول سے علامہ نے رجوع فرمایا ہے اور فرمایا فما یقال الخ (شیخ نجیب الدین کہتے ہیں کہ) پھر علامہ نے اپنے اس قول سے مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کے جمع ہونے کو منع کیا ہے اس لئے کہ اگر وہ دونوں عیسیٰؑ اور دجال کی جنگ کے وقت یا بعد جنگ جمع ہوتے تو نماز پنجگانہ میں سے کسی ایک نماز میں ان کا جمع ہونا محال نہ تھا پس ایک دوسرے کی اقتدا ضروری تھی پس جب کہ ایک دوسرے کی اقتدا منع ہے تو وہ دونوں کا جمع ہونا بھی منع ہے پس علامہ کی اس رجوع سے معلوم ہوا جو احادیث کہ مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کے جمع ہونے اور ایک دوسرے کی اقتدا کرنے کے متعلق واقع ہوئی ہیں ان احادیث کی اسناد علماء سلف کے پاس صحیح نہیں بلکہ اکثر احادیث شیعہ کی وضع کی ہوئی ہیں پس ثابت ہوئی اس حدیث کی صحت جو مشکوٰۃ اور سنن ابوداؤد میں مذکور ہے ۔ اور

تفسیر مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول اذقال اللہ الخ (جس وقت فرمایا اللہ نے کہ میں تجھ کو اپنے قبضہ میں کرنے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف) کے تحت کہ فرمایا رسول ﷺ نے ، کیونکر ہلاک ہوگی امت میں اس کے اول میں ہوں اور عیسیٰؑ اسکے آخر میں ہے اور مہدیؑ میری اہل بیت سے اسکے وسط میں ہے اور مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان زمانہ طویل ہوگا اُس زمانہ میں ایک جماعت کجرو ہوگی نہ وہ مجھ سے ہے اور نہ میں اُس سے ہوں، یہاں ختم ہوا شیخ نجیب الدین کا قول۔ یہ جو کہا گیا اس کو شیخ نجیب الدین نے مدار الفضلا میں فرمان رسولؐ لاتزال طائفة من امتی الخ کے بیان میں پیش کیا ہے اور نیز مدار الفضلاء میں فرمان رسولؐ هل سمعتم بمدينة جانب منها فی البر الخ کے بیان میں کہا ہے کہ شیعہ نے گمان کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو خوار کرے کہ یہ حدیث مہدیؑ کے حق میں ہے اور شیعہ نے کہا کہ اس جماعت کے امیر سے مراد مہدیؑ ہے اور انہوں نے تمسک کیا ہے اس حدیث سے جو حذیفہؓ سے فرمانِ خدا ان کے لئے دنیا میں خواری ہے اور آخرت میں عذاب عظیم کے بعد مروی ہے (اور کہا ہے) پھر تحقیق کہ مہدیؑ اور اس کے ساتھ والے مسلمان آئیں گے شہر انطاکیہ کی طرف کہ وہ بڑا شہر ہے دریا کے کنارہ اور اس شہر پر تین بار تکبیر کہیں گے پس گر جائے گی اُس شہر کی دیوار دریا میں پھر تکبیر کہیں گے اور فتح کریں گے پھر رومیہ قسطنطنیہ اور کنیة الذہب کی سیر کریں گے اور فتح کریں گے تینوں شہروں کو الخ علماء اہل سنت و جماعت رحمہم اللہ نے کہا کہ شیعہ کا یہ تمسک ضعیف ہے اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے اولاد اسحٰقؑ تکبیر سے قسطنطنیہ فتح کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور مہدیؑ اولاد فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے ہیں اور آنحضرتؐ اولادِ اسمٰعیلؑ سے پس امیر لشکر کا نام پوشیدہ رکھنا اور لشکر کا نام فتح کے ساتھ ذکر کرنا عاقلوں اور بالغان علم کی مقرر کی ہوئی بات نہیں تحقیق کہ مہدیؑ بعثت کے لحاظ سے لشکر اور امیر لشکر سے مقدم ہے اسلئے کہ یہ فتح نزول عیسیٰؑ اور خروج دجال کے قریب ہوگی اور مہدیؑ کی بعثت فتح کے پہلے ہے اور ہوگی فتح مہدیؑ کے وصال کے بعد اور انحضرتؐ کا فرمان، کیونکر ہلاک ہوگی امت میں اسکے اول میں ہوں اور عیسیٰؑ اس کے آخر میں ہے اور مہدیؑ میری اولاد سے اس کے درمیان ہے، محمدؐ اور عیسیٰؑ کے درمیان مہدیؑ کے ہونے پر دلالت کرتا ہے مع ہذا مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان زمانہ دراز ہوگا اس زمانہ میں لوگ سنت کی پیروی نہ کرنے والے اور اہل اسلام کا عمل نہ کرنے والے ہوں گے پھر نکلے گا دجال اور اتر آئیں گے عیسیٰؑ۔ اور مسلم کی حدیث زیادہ صحیح ہے حدیث حسان سے اسلئے کہ مسلم میں غریب اور ضعیف حدیثیں نہیں ہوتیں پس ثابت ہوا کہ حذیفہؓ کی حدیث میں مہدیؑ کے نام کا ذکر شیعہ کی من گھڑت ہے اللہ تعالیٰ ان کو خوار کرے۔ یہاں تک ہے کلام نجیب الدین کا مدار الفضلاء میں اس لئے کہ آنحضرتؐ نے اول آخر اور درمیان میں تین شخصوں کی ذات سے امت کی ہلاکت نہ ہونا بیان فرمایا ہے اور یہ فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تینوں اشخاص کی بعثت علیحدہ علیحدہ ہوگی اور اُن کی بعثت اس وقت ہوگی جب کہ لوگ کفر بدعت اور

ضلالت میں مبتلا ہونے اور اللہ تعالیٰ کے قرب ومحبت کی طلب اور دیدار وبینائی کے شوق کو ترک کرنے کی وجہ سے (دنیا طلبی کی) ہلاکت میں پڑ جائیں گے پس یہود ونصاریٰ اور مشرکین کی ہلاکت کے وقت اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول کو پیدا کیا اور ان کو ہلاکت سے بچایا جس کو چاہا رسولؑ کو ماننے والوں سے اور جس کو چاہا ہلاک کیا رسولؑ کے انکار کرنے والوں سے اور رسولؑ کے وصال کے بعد جب آپ سے زمانہ دور ہوا تو امت کے بعض لوگ ہلاک [1] ہوئے حتیٰ کہ ان کو مہدیؑ نے پایا پس اللہ نے اُن کو ہلاکت سے بچایا جس کو چاہا مہدیؑ کو ماننے والوں سے اور جس کو چاہا ہلاک کیا مہدیؑ کے انکار کرنے والوں سے اور مہدیؑ کے وصال کے عرصۂ دراز کے بعد مہدوی (دنیا طلبی کی وجہ سے) ہلاک ہوں گے اور پائیں گے ان کو عیسیٰؑ پس اللہ جن کو چاہے گا ہلاکت سے بچالیگا اور جن کو چاہے گا ہلاک کریگا پس ثابت ہوا کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک زمانہ میں جمع نہ ہوں گے جیسا کہ جمع نہ ہوئے رسولؑ کے ساتھ آپ کی حیات میں۔ اور دوسری حدیث مسلم کی ہے جو ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول ﷺ نے کہ جب بیعت کیئے جائیں دو خلیفے تو ان میں کے آخر کو قتل کرو پس جان کہ عیسیٰؑ ہمارے نبیؐ کی امت پر خلیفہ کی حیثیت سے نازل ہونگے چنانچہ نبیؐ نے فرمایا کہ عیسیٰؑ خلیفہ ہو کر میری امت پر نازل ہوگا نصاریٰ کی صلیب کو توڑیگا اور سوروں کو قتل کریگا اور کافروں ومشرکوں پر جزیہ مقرر کریگا الخ پس جس نے گمان کیا مہدیؑ کی خلافت کا لشکر عظیم کے ساتھ اور مہدیؑ کے عیسیٰؑ کے ساتھ جمع ہونے کا گمان کیا پس اس نے ایک ہی زمانہ میں دو خلیفوں کی بیعت کو لازم کیا اور اس سے عیسیٰؑ کا قتل لازم آتا ہے بسبب مقدم ہونے مہدیؑ کے عیسیٰؑ پر از روئے بعثت کے اور یہ باطل ہے اور ثابت ہوا کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک ہی زمانہ میں جمع نہ ہوں گے۔ اگر کہے تو کہ مہدیؑ کو خلیفہ کا لقب دینا چاہیئے یا امام کا یا امیر یا سلطان کا تو میں جوابؔ میں کہتا ہوں کہ مہدی علیہ السلام کو ایک وجہ سے امام کا لقب دیا جاتا ہے اور ایک وجہ سے خلیفہ کا لقب قریب میں ان دونوں کا بیان آئے گا لیکن امیر اور سلطان کا لفظ مہدیؑ پر حقیقۃً اطلاق نہیں کیا جاتا البتہ تعظیماً ومجازاً بولا جاتا ہے چنانچہ فقراء اور سادات کو امیر [2] اور شاہ کہتے ہیں اس لئے کہ ہر وہ شخص جو اولاد رسول ﷺ سے ہے پس وہ امیر

---

[1] هلک بعض امة بارتکاب البدعة والعصیة وطلب الدنیا والاشتغال فی المعیشة ونسیان الذکر والفکر وطلب حظوظ النفسانیة والجاه (از حاشیہ مخزن الدلائل مترجم) امت کے بعض لوگ بدعت نافرمانی دنیا طلبی زندگی کی کوشش مشغولیت ذکر وفکر سے غفلت، نفسانی خواہشات روب ودبدبہ کی طلب کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

[2] اگر کہا جائے کہ حضرت مہدیؑ کو بھی امیر اور شاہ کہا جائے تو دوسروں کی طرح آپؑ کو بھی امیر اور بادشاہ کہنا لازم آتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ حضرت بندگیمیاں امین محمدؒ نے امامؑ کو شاہ فرمایا ہے ''ور گہ شاہ محمد مہدی آخر الزماں'' (ملاحظہ ہو زاد الناجی مطبوعہ صفحہ ۲۳) اور حضرت بندگیمیاں شاہ برہانؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''امیر سید محمد مہدی موعود علیہ السلام'' (ملاحظہ ہو شواہد الولایت کے دیباچہ کی ابتدائی عبارت)

امت اور سلطان امت ہے لیکن امیری اور سلطنت جو قہر وغلبہ کی مقتضی ہے اس کا اطلاق مہدیؑ پر نہیں کیا جاتا اور مہدیؑ کو آپ کے آبا کی موافقت کی وجہ سے امام کہا جاتا ہے چنانچہ امامِ حسین اور امام زین العابدین اور ان کے سوائے جو اہل بیت سے ہیں خوشنودی ہو اللہ کی ان سب پر کہ باوجود ترک کرنے دعویٰ امامت کے قہر وغلبہ کے ساتھ امام کا لقب ان سب پر جاری ہے اور ان کی امامت پر سب سلف متفق ہیں بسبب اس کے کہ ذکر کیا گیا ہے شرح مقاصد میں طائفۂ روافض کے جواب میں جہاں کہ علامہ سعد الدینؒ نے محمد بن حسن عسکری امام مہدی بنا کر بھیجے جانے کے باوجود پوشیدہ رہنے کی مخالفت کی ہے اور کہا کہ اگر محمد بن عسکری کی بعثت کو دعوئے مہدیت کیلئے ثابت رکھا جائے تو دعویٰ ظاہر ہونا چاہیئے تھا دعویٰ امامت تو ظاہر نہ ہوا (اگر ظاہر ہوتا تو) ائمہ اہل بیت سے جس طرح اولیاء قوت اور نفع پائے اسی طرح ان سے مدد پاتے اور لوگ نفع اٹھاتے اور جب دعویٰ ظاہر نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ دعوئے مہدیت پر مبعوث نہ ہوئے پس غار میں بھی چھپے ہوئے نہیں ہیں پس مقصود یہ کہ سلامت رکھی جائے مہدیؑ کی بعثت اس مرتبہ پر کہ اولیاء مہدیؑ سے قہر وغلبہ کے ساتھ دعویٰ امامت کے بغیر مدد پائیں اور لوگ نفع اٹھائیں اور ثابت ہوتی ہے مہدیؑ کی امامت اسی مرتبہ سے اس لئے کہ اگر امام محمد بن حسن عسکری اس مرتبہ پر مبعوث ہوتے تو انکی مہدیت اور امامت سلامت رکھی جاتی پس ثابت ہوا کہ امامانِ سلف کے پاس مہدیؑ کی بعثت اس مرتبہ پر کافی ہے مہدیؑ کی سچائی کے لئے اور میں انشاء اللہ معنی امامت کی صلاحیت کا ذکر کروں گا اور مہدیؑ کا خلیفہ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مخلوق کو ایمان اور اسلام کی تعلیم آشکار ادی اسی طرح مہدیؑ مخلوق کو احسان کی تعلیم آشکار ادینے اور اللہ کی طرف بلانے میں اللہ ورسولؐ کا خلیفہ ہے ایمان واسلام شاخ نبوت ہے اور احسان شاخ ولایت اس کا بیان یہ ہے کہ عمر ابن الخطابؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس ایک مرد آیا کپڑے بہت سفید بال بہت کالے تھے سفر کی علامت اُس پر ظاہر نہ تھی پس بیٹھا رسول اللہ ﷺ کے پاس زانو سے زانو لگایا ہوا آنحضرتؐ کے دونوں ران پر اپنے دونوں ہاتھ رکھا ہوا کہا کہ مجھے اسلام کی خبر دے پس آپؐ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں نماز قائم رکھ زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ کعبۃ اللہ کا حج کر اگر توانائی رکھتا ہے جانے کی پس اُس مرد نے کہا کہ تو نے سچ کہا پھر کہا اور خبر دے مجھے ایمان کی تو فرمایا کہ ایمان لا خدا پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر اور ایمان لا تقدیر پر کہ نیکی اور بدی اس کی منجانب اللہ ہے تو اس مرد نے کہا تو نے سچ کہا پھر کہا کہ مجھے احسان کی خبر دے تو فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر تجھ میں اللہ کو دیکھنے کی سکت نہیں ہے تو یہ سمجھ کہ اللہ تجھ کو دیکھ رہا ہے الخ واضح ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے امت کو ایمان اور اسلام کی تعلیم آشکار اطور پر دی اس لئے کہ لوگوں کی طبیعتیں

ان کی تعلیم پانے کی صلاحیت رکھتی تھیں پس اس کا نام ظاہر شریعت ہے لیکن احسان کہ اس کی تعلیم نہیں دی مگر جن کی طبیعت کو وصف محبت وشوق الی اللہ کے ساتھ نور ایمان سے بہرہ ور دیکھا تو اُن کو احسان کی تعلیم دیتے تھے اور مخلوق سے اس بات کو پوشیدہ رکھنے کا حکم فرماتے تھے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ان میں احسان کے معانی سمجھنے کی صلاحیت کم ہے چنانچہ ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کیا ہے حدیث کے دو ظرف ان میں کا ایک ظرف شریعت کا ہے اس کو لوگوں پر ظاہر کرتا ہوں اور دوسرا ظرف حقیقت کا ہے اگر اس کو ظاہر کروں تو میرا حلق کاٹا جائے اور علی اصغر امام زین العابدین بن امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ

میں اپنے علم کے جواہر کو پوشیدہ رکھتا ہوں
تاکہ ناواقف لوگ نہ دیکھیں اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیں
یہ میرا علم وہ ہے کہ اس کو ابو حسن (علیؓ) نے
حسین سے بیان کیا اور اس کے پہلے اسکی وصیت
حسن کو کی پس کتنے بہت سے علم کے جوہر ہیں اگر میں انکو ظاہر
کروں تو مجھے لوگ کہیں گے کہ یہ بت پرستوں سے ہے
اور وہ مسلمان جو بری باتوں کو اچھی سمجھنے والے ہیں میرے خون کو حلال رکھیں گے۔

پس یہ علم احسان وہ علم ہے کہ اس کو امام بزرگ علی مرتضیٰؓ نے رسول ﷺ سے حاصل کیا اور اسکی تعلیم اپنی اولاد کو اور اپنے بعض احباب مثلاً حسن بصریؒ اور کمیلؒ ابن زیاد کو دی پھر یہ علم مشہور ہوا ان دونوں سے اصحاب تصوف میں (جو اس امت کے محقق ہیں) پس یہ ولایت کی شاخ ہے جو ہمارے زمانہ تک از روئے خلافت شرایط کے ساتھ پہنچی ہے لیکن اس کے بانی حضرت علیؓ کے سوا دوسرے صحابی نہیں اس لئے کہ علیؓ اپنے تابعین میں سے جس کو چاہے خلافت کا حکم دینے کے لئے مخصوص ہیں اور یہ خلافت خلافتِ باطنی ہے اور اس کا نام خلافتِ کبریٰ رکھا گیا ہے اس لئے کہ یہ خلافت ہے جہاد اکبر میں مع اس کے اصول وفروع کے اور وہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے آنخضرتؐ کے فرمان سے کہ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع ہوئے آنخضرتؐ نے یہ اس وقت فرمایا جب کہ آپ کفار کے ساتھ جہاد کرنے سے واپس ہوئے پس خلافتِ کبریٰ تعلق رکھتی ہے جہاد اکبر سے مع اس کے اصول وفروع کے اور خلافت صغریٰ تعلق رکھتی ہے جہاد اصغر سے مع اس کے اصول وفروع کے پس خلافتِ کبریٰ میں خلیفہ بنانے میں صحابہؓ سے کوئی صحابی شریک نہیں خلافت صغریٰ کے سوائے اگرچیکہ سب صحابہؓ بذاتِ خلافت کبریٰ سے بہرہ مند تھے حتیٰ کہ ابو ہریرہؓ بھی اور صحابہؓ کا خلافت کبریٰ میں اپنا جانشین بنانا مروی نہیں

مگر علیؑ نے نامحرم سے اسرار کو پوشیدہ رکھنے کے شرایط کے ساتھ اپنا جانشین بنایا ہے پھر آپ کی اولاد نے اپنا جانشین بنایا پھر اس شخص نے اپنا جانشین بنایا جس کو آپ کی اولاد نے جانشین بنایا پھر پھیل گئی یہ بات کہ مہدیؑ آخر زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کے جانشین ہیں پس علیؑ اور آپ کے پیرو لوگوں کو پوشیدہ ارشاد کرنے پر مامور تھے اور مہدیؑ آشکارا طور پر ارشاد کرنے پر مامور ہوے پس اگر کہے تو کہ خلافت کبریٰ کے اسرار چھپانے میں کیا حکمت تھی تو میں کہتا ہوں کہ علیؑ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھے اور لوگ شریعت طریقت کا امتیاز نہیں رکھتے تھے اور ہر وہ چیز جو رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کے افعال سے بظاہر دیکھتے اسی کو شریعت سمجھ کر اخذ کرتے اور وہ شریعت سنت و جماعت ہے اصولِ دین وفقہ میں اور طریقت کے اصول علحدہ ہیں جو شریعت کے اصول سے مشقت وتکلیف کے اضافہ سے بنائے گئے ہیں پس طریقت کے اصول لوگوں کے اصل[1] مقصود سے پھر جانے کے خوف سے ظاہر نہیں کئے گئے بلکہ (اگر ظاہر کئے جاتے تو) لوگ ایمان نہ لاتے اور اس کی اطاعت ہر گز نہ کرتے اس لئے کہ اس میں خواہشات کی مخالفت کرنا اور دنیا و دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کو ترک کرنا اور دنیا کی زینتوں سے دور رہنا ہے (چنانچہ یہ بات منکرانِ مہدیؑ میں موجود ہے اور اب وہاں سے یہاں منتقل ہورہی ہے) پس یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی طرف لوگوں کی طبیعت مائل نہیں ہوتی اور حاصل اس کا عظیم الشان (خدا کا دیدار ہے) چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم اپنے پیٹوں کو بھوکے رکھو اور اپنے جگروں کو پیاسے رکھو شاید کہ تم اپنے پروردگار کو آشکارا دیکھو۔ اور وہ **(خدا کو دیکھنا) ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے کا مقصد اعظم** ہے اس کی تائید کرتی ہے وہ چیز جو ذکر کی گئی ہے تفسیر عرایس میں اللہ تعالیٰ کے قول کے تحت اے محمدؐ بلا مخلوق کو تیرے پروردگار کی راہ کی طرف حکمت اور نیک نصیحت سے الخ یعنے بلا لوگوں کو شریعت کی زبان میں حقیقت کی زبان میں نہیں اگر تو ان سے حقیقت کی زبان میں کلام کرے گا تو اس میں ان کی عقلیں پراگندہ ہوں گی اور مخلوق بے علم وفہم رہ جائے گی پس جب علحدہ رہے شریعت اور طریقت کے دو اصول آخر زمانہ میں تو آشکارا ہوگی ہر ایک اصل مع اسکے احکام اور اصول وفروع کے اور مہدیؑ لوگوں پر اس کو ظاہر ونافذ کرنے پر **مامور ہوگا اسلئے کہ ایمان اور اسلام احسان کی معرفت کیلئے وضع کئے گئے ہیں پس تحقیق کہ شریعت مانند دودھ کے ہے شیر خوار کے لئے اور طریقت شیر برنج کے مانند ہے دودھ چھوڑ نیوالے بچے کیلئے اور حقیقت قسم قسم کی غذاؤں کی مانند ہے بڑے آدمی کیلئے پس ہے مہدی کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوشنود ہے حقیقت**

---

[1] اصل مقصود سے پھر جانے کے خوف سے یعنی شریعت اور طریقت کے اصول پر عمل کرنے سے خدا کے دیدار کی طلب حاصل ہونا جو اصل مقصد ہے اس سے پھر جانے کے خوف سے (از شرح فارسی)

کی نعمتوں سے بھرے ہوئے دسترخوان کو بچھا دیا پس جو شخص کہ ان گونا گوں نعمتوں سے لذت اٹھانا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ سید علیم (مہدیؑ) کی اطاعت اور آپکے احکام پر عمل کرنے کی جلدی کرے تا کہ اپنے حبیب کریم کے دیدار کو پہنچے اور مشاہدات و تجلیات حق سے دنیا اور آخرت میں سرفراز ہو پس اس اعتبار سے مہدیؑ اللہ و رسولؐ کا خلیفہ ہے اور مامور من اللہ ہے تا کہ ظاہر کرے علم حقیقت کو تمام طالبانِ حق پر حدود شریعت کی حفاظت کے ساتھ اسطرح کہ کسی امر شرعی کی مخالفت نہیں کرتا ہے اسکے باوجود مہدیؑ بلاتا ہے طریقت اور حقیقت کی طرف پس یہ ہے علم احسان کہ جس کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے کہ تو عبادت کر اللہ کی اسطرح گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تجھ میں سکت نہیں ہے تو یہ سمجھ کہ اللہ تجھ کو دیکھ رہا ہے لیکن امیر اور سلطان کیلئے درحقیقت قہر اور غلبہ ضروری ہے دعوئے مہدیت کی صحت کیلئے مہدیؑ سے مشروط نہیں پس قہر و غلبہ کا اطلاق مہدیؑ پر نہیں کیا جائیگا اس لئے کہ مہدیؑ امام ہے امام کی صحت امامت کیلئے قہر و غلبہ مشروط نہیں اسکی صراحت ابوشکور سالمی نے اپنی تمہید میں کی ہے جہاں کہ کہا کہ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب امام کی اطاعت لوگ نہ کریں تو وہ امام نہ ہوگا اس لئے کہ اسکے لئے ظاہری قہر و غلبہ نہیں ہے پس وہ امام نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ امام کی اطاعت لوگوں پر فرض ہے پس اگر لوگ امام کی اطاعت نہ کریں تو حاصل ہوئی اُن کو نافرمانی اور انکی نافرمانی امامت کو ضرر نہیں پہنچاتی پس اگر اطاعت نہ کریں تو یہ لوگوں کی سرکشی ہے پس امام اپنی امامت سے معزول نہ ہوگا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ نبی ﷺ اول اسلام میں اطاعت کئے گئے نہیں تھے اور نہ اس وقت آپکے لئے آپکے دشمنوں پر زور تھا اور کافروں نے آپ کی مدد اور آپ کے دین کو قبول کرنے سے سرکشی کی اور یہ بات نہ تو آپ کو نقصان پہنچائی اور نہ نبوت سے معزول کی پس لامحالہ ایسا ہی ہے حال امام علیہ السلام کا کہ نبیؐ کا خلیفہ ہے اسی طرح علیؓ کہ آپ کی اطاعت تمام مسلمانوں نے نہیں کی اور اس کے باوجود آپ معزول نہ ہوئے پس ہمارا قول صحیح ہوا کہ اگر لوگ اسلام سے پھر جائیں تو امام امامت سے معزول نہ ہوگا اور اسی طرح لوگوں کی نافرمانی میں پھر اگر امام کے لئے قہر نہ ہو تو یہ بات امام سے تامل کرنے کے اثر اور لوگوں کی سرکشی کے سبب سے ہے اور ان کی سرکشی امام کو معزول نہیں کرتی پس اس نقل سے ثابت ہوا کہ اگر تمام لوگ مہدیؑ کی اطاعت نہ کریں تو مہدیؑ کے مہدیؑ ہونے کا مانع نہیں اس لئے کہ مہدیؑ کی ذات میں امامت کی صفت قائم ہے اور ثبوت مہدیت کی وہی اصل ہے اور امامت کے معنی اللہ تعالیٰ کے قول سے نکلتے ہیں اور جب آزمایا ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند باتوں میں تو ابراہیمؑ نے پورا کر دکھلایا اُن کو تو اللہ نے فرمایا کہ میں بنانے والا ہوں تم کو لوگوں کا امام۔ ان کلمات میں علماء نے اختلاف کیا ہے پس بعض نے کہا کہ وہ کلمات دس خصلت ہیں ان میں کے پانچ سر میں اور پانچ جسم میں ہیں اور جو سر میں ہیں یہ ہیں کہ پورے سر کے بال میں مانگ نکالنا مونچھ کٹوانا مسواک کرنا، کلی کرنا ناک میں پانی لینا اور پانچ جو

جسم میں ہیں یہ ہیں کہ ختنہ کرنا ناخن کٹوانا بغل کے بال صاف کرنا زیرناف کے بال نکالنا ناپا کی دور کرنا اور ابن عباسؓ کی روایت سے وہ تیس حصے شرائع سے ہیں اور بعض کے نزدیک وہ چالیس حصے ہیں جو اللہ کی کتاب کی مختلف سورتوں میں مذکور ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اسلام لانا گرویدہ ہونا فرمانبرداری کرنا سچ کہنا صبر کرنا نماز وغیرہ میں عاجزی کرنا صدقہ دینا روزہ رکھنا شرمگاہ کی حفاظت کرنا حرام سے۔ اللہ کا ذکر بہت کرنا بیہودہ اور باطل کہنے سے پرہیز کرنا زکوۃ دینا امانت کی حفاظت کرنا عہد کو پورا کرنا اوقات نماز کی حفاظت کرنا قیامت کے دن پر ایمان لانا خدا کے عذاب سے ڈرنا شہادت پر قایم رہنا جو کچھ اللہ فرمایا ہے عبادت کرنا ہر حال میں اللہ کا حمد وشکر کرنا نیکی کا حکم کرنا مکروہات سے منع کرنا حدود اللہ کی حفاظت کرنا دین کی طلب کے لئے زمین کی سیر کرنا اچھی بات کہنا ماں باپ کے حق میں احسان کرنا قرابتداروں کا حق دینا مسکینوں کا حق دینا ابن سبیل[1] کا حق دینا فضول خرچی اور بے اندازہ خرچ کرنے سے پرہیز کرنا کنجوسی سے بچنا مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنے سے پرہیز کرنا مگر حق پر قتل کرنا قاتل کو قتل کرنے میں حد[2] سے نہ بڑھنا یتیم کے مال کی رعایت کرنا ماپ اور تول میں کمی بیشی نہ کرنا فسق وفجور سے توبہ کرنا جھوٹ سے پرہیز کرنا اکڑ کر نہ چلنا اور برے کاموں سے بچنا ہے پس یہ چالیس خصلتیں بلا تکرار مذکور ہیں جن کا ذکر آیات میں ہے بعض ان خصلتوں سے سورۂ برأت میں ہیں اللہ تعالیٰ کے قول التائبون العابدون سے بشر المومنین تک اور بعض اُن سے سورۂ بنی اسرائیل میں ہیں اور وہ اللہ کا قول وقضی ربک ان لا تعبدو االا ایه وبالو الدین احسانا سے ملو مامد حورا تک اور بعض سورۂ احزاب میں ہیں اور وہ قوله تعالیٰ ان المسلمین والمسلمات سے اجر اعظیما تک اور بعض ان سے سورۂ قد افلح المومنون میں ہیں هم فیها خالدون تک اور بعض اُن سے سورۂ معارج میں ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے قول ان الانسان خلق هلوعا سے مکرمون تک۔ پس جان کہ یہ تمام بہرہ ہائے شرائع جس کی ذات میں موجود ہوں پس وہ تمام بزرگوں کے اتفاق سے قہر وغلبہ کے بغیر دینی امامت کے لائق ہے۔ پس مہدیؑ پر اسم امام صادق آنے کیلئے صفات مذکورہ سے موصوف ہونا شرط ہے ظاہری قہر وغلبہ کا کوئی وجود نہیں مگر مہدیؑ کیلئے حجت کا غلبہ ہے جیسا کہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام کیلئے غلبہ حجت تھا بدلیل فرمانِ خدا اُسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہُدیٰ یعنے قرآن اور دین حق یعنے اسلام دیکر تا کہ غالب ہو حجت سے تمام ادیان پر۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنے رسول کو تلوار کے ساتھ بھیجا اس لئے کہ حقیقی غلبہ حجت کا غلبہ ہے اور تلوار اس کی تابع ہے نہ کہ محض تلوار اور یہ معنی تفاسیر میں مشہور ہیں خصوصاً تفسیر ابن عباسؓ میں اور تفسیر ثعلبی میں اسی معنی کی تصریح آیت

---

[1] ابن سبیل کا حق دینا جو شخص خدا کی راہ میں سفر کرتا ہے اور خرچ سفر سے عاجز ہے تو خدا کے لئے اس کی مدد کرنا

[2] یعنے ایک کے عوض دو کو قتل نہ کرنا قاتل کو چھوڑ کر دوسرے کو قتل نہ کرنا (از شرح فارسی)

مذکورہ کے تحت کی گئی ہے حسن ابن فضلؒ نے کہا تا کہ غالب ہوتمام ادیان پر واضح حجتوں اور روشن دلیلوں سے پس یہی حجت قوی ترین حجت ہوتی ہے اور اس آیت کے معنی کہے گئے ہیں کہ تا کہ غالب کرے اللہ نبی کو ان لوگوں پر جو نبی کے اطراف ہیں۔ پس اگر نبی اپنے اطراف کے تمام ادیان پر (کفار پر) غالب ہونے اور فتح پانے کے وعدہ کا قصد فرماتے تو مہدیؑ نبیؐ کا تابع ہے اس کے لئے بھی یہ وعدہ سزاوار ہوتا۔ پس اگر مہدیؑ کو تلوار سے غلبہ ہوتو یہ صفت برتری کی ہوگی۔ اگر کہے تو کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ نبیؐ کفار پر غلبہ ہونے کے متعلق سوال کئے گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ عنقریب وہ غلبہ ہوگا پس اس فرمان کا مطلب کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہاں غلبہ سے ہماری مراد غلبہ سیف ہے اور یہ غلبہ پایا گیا آنحضرتؐ کی حیات کے بعد پس مہدیؑ کے حق میں بھی غلبہ سے یہی مراد ہے کہ قریب میں اس کا ظہور ہوگا مہدیؑ کے تابعین سے پس ہم نے مہدیؑ کے حق میں قہر وغلبہ کا جو کچھ ذکر کیا ہے نبیؐ کے قہر وغلبہ کی مثال ہے اسلئے کہ مہدیؑ تابع رسولؐ ہے پس اُسکے متبوع کا کام تابع کا کام ہوگا (قہر وغلبہ میں دونوں برابر ہونگے) پس اگر کہے تو کہ جب امر نبیؐ امر مہدیؑ ہے تو مہدیؑ کے لئے بھی بعض ایسا ہی غلبہ ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ رسولؐ کو تھا۔ میں کہتا ہوں کہ مہدیؑ کے دعوئے مہدیت کی انتہائی مدت نو سال ہے اور رسول اللہ ﷺ کو امر نبوت کی ابتدا میں بمدت نو سال غلبہ نہ ہوا تو پھر مہدیؑ کو نو سال میں کیسے غلبہ ہوگا اور اگر غلبہ ہوگا تو مہدیؑ کے مرتبہ کی زیادتی نبیؐ پر لازم آئیگی اور یہ باطل ہے اور اگر نو سال میں غلبۂ سیف کو تسلیم کر لیا جائے تو وہ غلبہ اطاعت کرنیوالوں کی کثرت یا امرا میں سے کسی امیر کی اطاعت سے ہوگا اس حیثیت سے کہ اگر مہدیؑ کو اللہ تعالیٰ قتال کا حکم کرتا تو آپ ضرور قتال کرتے اگر چیکہ آپ کیلئے امر قتال عارض نہ ہوا اور یہ بحث زائد ہے اسلئے کہ اصل بات تو یہ ہے کہ مہدیؑ کی مہدیت کی صحت کیلئے غلبۂ سیف کی شرط نہیں بلکہ یہ امر زائد ہے اسلئے کہ مہدیؑ ولی ہے اور ولی کی ولایت کی صحت کیلئے غلبۂ سیف کی شرط نہیں لگائی جاتی اسلئے کہ مہدیؑ حکمت اور نصیحت سے اللہ کی طرف بلانے والا ہے اور جنگ کرنا اس چیز کے ساتھ ہے جو نیک تر ہو وہ جہاد اکبر (جہاد بالنفس) ہے اسلئے کہ جہاد اکبر شاخِ ولایت سے ہے اور مہدیؑ قرآن و نبیؐ کے سوا کسی کا پیرو نہیں مہدیؑ اسلئے پیدا کیا گیا ہے کہ لوگ اس کی پیروی کریں نہ اسلئے کہ مہدیؑ لوگوں کی پیروی کرے اور وہ یعنے رسولؐ کی متابعت کرنا اہل زمین کو داد وعدل سے بھرنا مراد ہے چنانچہ اس کا بیان قریب میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ پس اگر مہدیؑ عیسیٰؑ کے ساتھ جمع ہوا اور وہ خلیفہ ہے تو البتہ واجب ہوگی اسپر اُسکی اتباع اور وہ (مہدیؑ) پیروی نہیں کریں گے پس دونوں ایک زمانہ میں جمع نہ ہونگے۔ تیسری حدیث بخاری کی ابو ہریرہؓ سے مروی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت قایم نہ ہوگی یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان سے ہانکے گا لوگوں کو اپنی لکڑی سے اور ذکر کیا ہے امام احمد ابن عبداللہ ابن علی ابن یحییٰ نے اپنی کتاب آچار السیرین میں کہ قحطانی ابوالیمن کا قبیلہ ہے مقدسی نے کہا کہ قحطانی کے متعلق

لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔اور ابن سیرین نے کہا کہ قحطانی ایک مرد صالح ہے جسکے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے اور وہ مہدیؑ ہے اور کعبؓ نے کہا کہ مہدیؑ رحلت کریگا اسکے بعد قحطانی پیروی کیا جائیگا اور عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا کہ قحطانی ایک مرد صالح ہے اولادِ عباس سے مہدیؑ کے بعد ہوگا اور ایک نسخہ میں ہے کہ قحطانی ایک مرد ہے اولادِ عباس کے بعد یعنی خلافتِ عباسیہ ختم ہونے کے بعد اولادِ عباس سے ہوگا اور کعب نے کہا کہ قحطانی مہدیؑ سے کم ہے عدل کرنے میں پس اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھنے والا قحطانی ہے اور لوگوں نے قحطانی کے مہدیؑ ہونے یا غیر مہدی ہونے میں اختلاف کیا ہے اور قحطانی کے عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھنے اور اسکے اولادِ عباس سے ہونے یا اولادِ عباس ختم ہونیکے بعد ہونے کے متعلق کوئی اختلاف ظاہر نہیں ہوا اور علماءِ سلف نے اتفاق کیا ہے اُس بات پر جو اس سے پہلے مذکور ہوئی یعنے مہدیؑ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہے پس بالاتفاق ثابت ہوا کہ جو شخص عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھے گا وہ مہدیؑ بنی فاطمہؓ کے غیر سے ہے اور اس کی صراحت کعبؓ نے کردی ہے جہاں کہ کہا مہدیؑ رحلت کریگا اسکے بعد قحطانی پیروی کیا جائیگا۔اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان ایک دوسرے شخص کی بعثت ہے اور زمانہ دراز بھی پس مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک ہی زمانہ میں جمع نہ ہونگے اور بعض ان میں سے جس نے غیر بنی فاطمہ کے مہدی ہونیکا اعتقاد کیا ہے ابن سیرین ہے جس نے اس علم کے باوجود کہ قحطانی منسوب ہے قحطان سے اور یمن کے قبیلہ سے ہے اور یہ نسبت بنی فاطمہ میں نہیں آئی باوجود اسکے ابن سیرین نے جو مہدیت سے نسبت کی ہے خلاف اجماع ہے اس قسم کے اقوال عالم میں جو پھیل گئے تو لوگوں نے زعم کیا کہ مہدیؑ عیسیٰؑ کے ساتھ جمع ہوگا اور عیسیٰؑ کے پیچھے نماز پڑھیگا حالانکہ یہ سب گمانی باتیں ہیں جو کسی وجہ سے لایق نفاذ نہیں پس جس نے یہ اعتقاد کیا وہ دریاءِ حیرت وگمان میں پڑگیا ہمیشہ کیلئے سلامتی کے کنارہ نہیں پہنچے گا اور ان گمانی دلیلوں سے اُس ذات کو جُھٹلانا جائز نہیں جو اقسام کی دلیلوں اور حجتوں سے (جن سے انبیاء کی نبوت اولیاء کی ولایت ثابت ہوتی ہے) دعویٰ مہدیت کی صلاحیت رکھتی ہے۔اور بیان اُس روایت کا جو حدیث سوم میں بخاری سے ثابت ہے پیغمبر ﷺ کا یہ قول ہے کہ تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ اتر آئیں عیسیٰؑ اور ہوگا تمہارا امام تم میں سے کہا ولید ابن مسلم نے کہ ابن ذئب نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ تم میں سے تمہارا امام کون ہے تو میں نے کہا تو مجھ کو خبر دے کہا پس تمہارا امام تمہارے پروردگار کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت ہے۔اسی طرح ذکر کیا ہے شیخ ابوعبداللہ محمد ابن عبدالحق ابن عبدالرحمٰن ارزی نے اپنی کتاب موسوم بہ اطمع بین الصحین میں لیکن اس حدیث میں وضع کیا ہوا لفظ جو ذکر کرتے ہیں وہ انکا یہ قول ہے کہ **امام مکم المهدی منکم** (تمہارا امام تم میں کا مہدی ہے) تا کہ ثابت کریں مہدیؑ کی امامت کو عیسیٰؑ کی نماز میں پس ظاہر ہوگیا اس قول کا موضوع ہونا اور پراگندہ ہوگئی اسکی جھوٹ صحیحین یعنے بخاری ومسلم کے مقابلہ میں اسلئے کہ یہ لفظ موضوع صحیحین میں مذکور نہیں اور نہ

صحیحین کے منتخبات مثلاً مشارق مصابیح اور مشکوٰۃ میں مذکور ہے پس ثابت ہوا کہ (مہدیؑ کی امامت عیسیٰؑ کے ساتھ ثابت کرنے کے لئے) اسم مہدی جو وضع کیا گیا ہے اعتبار کے قابل نہیں اور علماء سلف کی کتابوں میں اکثر جگہ احادیث سے بتحقیق ثابت ہے کہ عیسیٰؑ اُس جماعت کے امام ہونگے جو آپ کے نزول کے وقت آپ کے پیچھے نماز پڑھے گی اسلئے کہ آپ افضل زمانہ ہیں پس ثابت نہ ہوئی امامت مہدیؑ کی اور نہ غیر مہدیؑ کی عیسیٰؑ کی نماز میں منجملہ اسکے ہے جو ذکر کیا گیا ہے شرح مقاصد میں اس کا ذکر میں نے پہلے کر دیا ہے اور نیز شرح مقاصد میں ہے اور یہ دلیل ہے اس بات پر کہ عیسیٰؑ مسلمانوں کی امامت کریں گے اُس نماز میں جو اُتر آنے کے بعد پڑھیں گے۔ اور امام زاہدؒ کی تفسیر میں فرمان خدا اذ **قال اللہ یا عیسیٰ انی متو فیک** کے تحت ذکر کیا گیا ہے کہ نبیؐ نے خبر دی ہے کہ عیسیٰؑ آسمان چہارم سے اتر آئیں گے جبکہ نکلے گا دجال لعین اور دورہ کریگا تمام عالم میں اور واقع ہوگا قحط اور مشکلات کا سامنا ہوگا اور جمع ہوں گے مومن مکہ اور مدینہ میں اور پہنچے گا لعین زمین کے کنارے مکہ اور مدینہ کے سوا پس جب قصد کرے گا لعین مکہ کا تو عیسیٰ اتر آئیں گے آسمان سے مکہ میں اور تھوڑے مومنوں کی جماعت سے صبح کی نماز پڑھیں گے پھر نکلیں گے دجال سے جنگ کرنے کیلئے اُن مومنوں کے ساتھ جو آپ کی صحبت میں رہیں گے تا آخر حکایت پس مقصود بیان یہ ہے کہ عبارت مذکورہ متعارض ہوگئی اس سے جو کہتے ہیں کہ مہدیؑ تمام زمین کو داد و عدل سے بھر دیگا اور مہدیؑ بادشاہ ہوگا اور نماز پڑھیں گے عیسیٰؑ کے ساتھ لشکر میں حالانکہ اس حدیث میں مہدیؑ کے نماز پڑھنے کی قید نہیں اسلئے کہ حدیث مطلق ہے پس جس نے مقید کیا حدیث کو مہدیؑ سے رسول اللہ ﷺ کی عبارت کے بغیر تو اپنی ذات کو جہالت میں ڈالا اور اسلئے کہ علماء سلف نے بھی جب اجماع کیا تو حدیث کو مہدیؑ کے نام سے مقید نہیں کیا پس مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے جمع ہونے کا قول حجت نہ ہوگا بلکہ وہ قول باطل ہے اس لئے کہ اگر مہدیؑ بادشاہ ہوگا خروج دجال کے وقت تو دجال تمام زمین کا بادشاہ نہ ہوگا پس ان لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے ضعیف اقوال سے رجوع کریں اور اپنے گمانی باتون سے رسول اللہ ﷺ پر بہتان لینے سے توبہ کریں اسلئے کہ حدیث حسان سے کوئی حدیث اگر اس معنی میں وارد بھی ہو جائے تو ان لوگوں پر واجب ہے کہ اس کو معدوم تصور کریں بہ سبب متعارض ہونے حدیث حسان کے حدیث صحاح سے اور یہ بات علماء سلف کی متفقہ ہے میں عنقریب ان کے اقوال کو برمحل ذکر کروں گا اگر چاہے اللہ تعالیٰ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مہدیؑ مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک داد و عدل سے زمین کو بھر دیگا پس انہوں نے احادیث حسان سے حجت لی ہے منجملہ ان احادیث حسان کے یہ ہے کہ فرمایا نبیؐ نے کہ مہدیؑ میرے فرزندوں سے ہے روشن پیشانی بلند بنی رکھنے والا بھر دیگا زمین کو داد و عدل سے جیسی کہ بھری گئی جور و ظلم سے بادشاہی کریگا سات سال۔ جواب دینے والوں (مصدقانِ امامؑ) نے کہا ہے کہ خبر مہدی خبر غیب ہے جو رسول اللہ ﷺ سے بطریق معجزہ صادر ہوئی ہے اور احادیث

حسان ایسی ہیں جو قطعی نہیں ہوتیں اسلیئے کہ وہ صادر ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ سے ضعف اسناد کے ساتھ بہ نسبت صحاح کے اور وہ جملہ احاد ضعیف سے ہیں پس ان پر اعتقاد نہیں کیا جائے گا از روئے یقین کے مگر بعد ظاہر ہونے حدیث حسان کے جسقدر کہ وہ ظاہر ہوئی قطعی نہو گی شیخ امام ابو محمد ابن حسن ابن مسعود بغوی نے کہا کہ احادیث صحاح وہ ہیں جن کو دو شیخ ایک ابو عبد اللہ محمد ابن اسماعیل جعفی بخاریؒ اور دوسرے ابوالحسین مسلم ابن حجاج قشیریؒ نے اپنے دونوں جامع (بخاری و مسلم) یا ان دونوں میں سے ایک میں سند سے بیان کیا ہو اور احادیث حسان وہ ہیں جن کو ابوداؤد اور سلیمان ابن اشعث سبستانی اور ابو عیسیٰ محمد ابن عیسیٰ ترمذی وغیرہ امامان حدیث نے اپنی تصانیف میں لائے ہیں اور اکثر احادیث حسان عادل عادل سے نقل کرنیکی وجہ سے صحیح ہیں ان کے سوائے وہ احادیث حسان بھی ہیں جو اسناد کی صحت کے ساتھ بلند درجہ میں بخاری و مسلم کی غایت شرط کو نہیں پہنچیں اور صحیح حدیثوں کے، سوا ایسے بھی احادیث ہیں جو غریب وضعیف ہیں پس اس نقل سے ثابت ہوا کہ حدیث حسان سے وہ حدیث کہ جسکی صحت صحت اسناد کے ساتھ بلند درجہ میں بخاری و مسلم کی غایت شرط کو نہیں پہنچی اور ان کے سوا وہ حدیث ہے جو غریب وضعیف ہے پس احادیث حسان ان دونوں وجہوں سے حکم قطعیت کی صلاحیت نہیں رکھتی ہیں۔ اگر کہے تو کہ کیا تو نے تمسک نہیں کیا ہے حدیث حسان سے گذشتہ بیان میں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کیونکر ہلاک ہوگی امت میں اس کے اول میں ہوں اور عیسیٰؑ اس کے آخر میں ہے اور مہدیؑ میری اہل بیت سے اسکے وسط میں ہے ۔میں جواب میں کہتا ہوں کہ میں نے حدیث صحیح سے دلیل لی ہے وہ یہ ہے فرمایا نبیؐ نے کہ کیا تم نے ایسا شہر سنا ہے جسکی ایک جانب جنگل میں ہے اور ایک جانب دریا میں الخ اور اس صحیح کو میں نے حدیث حسن سے تائید دی ہے بسبب موافقت ہونے اُن دونوں کے معنی میں وجہ تائید میں اور جو حدیث حسن کہ موافق ہو حدیث صحیح کے پس وہ معنی میں حدیث صحیح کے ہے ۔ جواب دوم یہ ہے کہ تمسک کرنا حدیث حسان کا خصم کے پیش کردہ احادیث حسان کے معارضہ کیلیئے ہے تا کہ مقابلہ کیا جاے حسان کا حسان سے تو دونوں ساقط ہو جائیں گی اور باقی رہیگا حکم صحاح پر کہ راجح ہے قانون اصول سے کہ جب متعارض ہوں دو دلیل تو دونوں ساقط ہو جائیں گی اور باقی رہیگا حکم راجح پر۔ اگر ہم حدیث حسان کے تمسک کو سلامت رکھیں تو کہتے ہیں کہ ہم حسان کا معنی نہیں کرتے مگر کتاب اللہ کے موافق بفرمان رسول ﷺ کہ مجھ سے جو روایت کی جاے تم اس کو کتاب اللہ سے مقابلہ کرو اور جو موافق ہو اس کو قبول کرو ورنہ رد کرو۔ اور تمسک کرتے ہیں حدیث صحیح سے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف نہیں ہوتی اور تمسک کرتے ہیں اس چیز سے جس قدر کہ ظاہر ہوئی اُس ذات سے جس نے دعویٰ کیا کہ وہ مہدی موعود آخر الزماں ہے اور وہ صلاحیت رکھتا ہے اس دعویٰ کی اکثر واضح حجتوں اور روشن دلیلوں سے اور منجملہ ان دلائل کے یہ ہے کہ فرمایا نبیؐ نے کہ مومن جھوٹ نہیں کہتا اور اس کی ولایت ظاہر ہونے کے ساتھ اس حیثیت سے کہ اکثر لوگ اسکی

ولایت کا انکار نہیں کرتے پس وہ دعویٰ کرتا ہے حجت سے قرآن اور نبی ﷺ کی اتباع کی اللہ کی تعلیم سے اللہ سے اظہار مہدیت کا حکم پا کر اور اس وجہ سے کہ وہ ولی ہے حجت پر ہے اپنے رب کی طرف سے چنانچہ ذکر کیا گیا ہے تفسیر دیلمی میں فرمان خدا افمن کان علی بیّنة [1] الخ (آیا پس جو شخص کہ ہو حجت پر اپنے پروردگار کی طرف سے) کے تحت کہا (مفسر نے کہ) جو شخص پروردگار کی طرف سے روشن دلیل پر ہے پس وہ نبیؐ ہے پھر ولی ہے وہ ولی کہ اللہ تعالیٰ سے اطمینان حاصل کرتا ہے اس چیز کے متعلق جس کا کشف اس کو مشکل نظر آئے پس جواب دیتا ہے اس کو اس کا پروردگار کہ بزرگ و برتر ہے اور وہ سنتا ہے اپنے پروردگار کے جواب کو پس وہ ولی حجت پر (ولایت پر) ہے اپنے پروردگار کی طرف سے۔ جو شرائط کہ مہدیؑ کی ذات کیلئے لازم ہیں ان میں سے بعض شرائط کا ذکر میں نے صلاحیت امامت وغیرہ (نبوت وولایت) کے بیان میں کر دیا ہے اور یہ بھی انہی شرائط سے ہے کہ اسم مہدی اس کیلئے سزاوار ہو از روئے لغت جیسا کہ سزاوار ہے خلفاً راشدین مہدیین کے حق میں اور سبطین (حسن وحسین) کے حق میں اور یہ بات حدیث میں مشہور ہے۔ اور یہ کہ مہدیؑ آخر زمانہ میں اپنے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ حالت ہشیاری میں کرے اور رحلت تک دعویٰ پر مصر رہے اور یہ کہ مہدیؑ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہو بسبب متواتر ہونے احادیث کے اس باب میں اور اس پر اجماع سلف ہونیکی وجہ سے اور مہدیؑ کے حق میں یہ جو کہا جاتا ہے کہ مہدیؑ کا نام رسول اللہ ﷺ کا نام ہوگا اور مہدیؑ کے باپ کا نام رسولؐ کے باپ کا نام ہوگا مہدیؑ کی کنیت رسولؐ کی کنیت ہوگی بعض روایتوں میں ہے پس وہ چیز اُس شخص سے ظاہر ہونیکے بعد جو اس صفت پر دعویٰ کیا ہے تو وہ صفت اسکے شروط لازمہ سے ہوگی اسلئے کہ وہ از روئے معنی غیر متواتر حدیث حسان سے ثابت ہوئی ہے اور جو چیز حدیث حسان سے خبر غیب میں ثابت ہوتی ہے ظاہر ہونیکے بعد صحیح ہو جاتی ہے پھر اس کے ظہور کا دوسرے بار انتظار نہیں کیا جاتا اس لئے کہ مجمل کی تفسیر شارع کی طرف سے ہو جاتی ہے تو مجمل دوسری تفسیر کا محتاج نہیں رہتا اگرچہ کئی تفاسیر کا احتمال رکھتا ہو۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مسح سر کی آیت مجمل تھی پس جب مغیرہ ابن شعبہ کی حدیث سے اس آیت کی

---

[1] اگر کہا جائے کہ مفسر نے علی بینة من ربه کی تفسیر فهو النبی ثم الولی (پس وہ نبی ہے پھر ولی ہے) جو کی ہے فرمان مہدیؑ کے خلاف ہے تو کہا جاتا ہے کہ مفسر نے امامؑ کی بعثت سے برسوں پہلے یہ تفسیر کی ہے لہذا امامؑ کے فرمان کی مخالفت لازم آتی ہے کہنا صحیح نہیں اگر مفسر امامؑ کی بعثت کے بعد یہ تفسیر کرتا تو مخالفت لازم آتی ہے کہنا صحیح ہوتا اس تفسیر سے تو مفسر کا صاحبِ کشف ہونا ظاہر ہوتا ہے اس لیئے کہ اس نے امامؑ کی بعثت سے پہلے یہ شہادت دی ہے کہ جس طرح نبیؐ اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر تھے اسی طرح ثم الولی یعنے المهدی الموعودؑ بھی اللہ کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں گے۔ اور حضرت مجتہد گروہؒ نے بھی مفسر کے قول مذکور کو ماہیۃ التقلید میں پیش فرمایا ہے۔

تفسیر ناصیہ سے ہوگئی تو وہ مجمل آیت دوسری تفسیر کی محتاج نہ رہی۔پس اگر کہے تو کہ گذشتہ زمانہ میں بعض نے مہدیت کا دعویٰ کیا ہے اوراُن کا نام بھی تمہارے مہدیؑ کے نام کے جیسا تھا پس سب سے پہلے مدعی کے حق میں حدیث کا معنی ظاہر ہو چکا پھر دوسرے کے ظاہر ہونیکا انتظار نہیں کیا جائیگا تو پھر ظہور آخر تیرے لئے کیسے حجت ہوگا میں کہتا ہوں کہ حدیث تو مہدی موعود آخرالزماں کے حق میں ظاہر ہونیکا حق رکھتی ہے اوراُن لوگوں کا مہدی ہونا ہی ثابت نہیں ہوااس کا بیان قریب میں اسکے محل پر آئیگا اگر چاہے اللہ تعالیٰ اور محض نام اورکنیت کی موافقت سے مہدیت ثابت نہیں ہوجاتی بلکہ اس کیلئے دوسرے وجوہ بھی ہیں ان میں کے بعض وجوہ کا ذکر میں نے پہلے کردیا ہے اور بعض کا ذکراُن کے محل پر کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ اور مہدیؑ کے ضروریات سے یہ ہے کہ وہ محض دینی امور میں رسول اللہ ﷺ کی کامل متابعت کرنیوالا ولی ہورسولؐ کے قول سے کہ مہدیؑ میرے قدم بہ قدم چلے گا خطانہیں کریگا یعنی میری کامل متابعت کریگااوروہ متابعت کرنا اس چیز میں ہے جس کیلئے وہ خلیفہ بنایا گیا ہے اور وہ چیز علمِ احسان کوظاہر کرنا ہے اور یہ کہ اسکی دعوت (متابعت کرنی ہوگی وہ متابعت کہ) جس کے ذریعہ مخلوق کواللہ کی طرف بلائے خالص اللہ کیلئے ہونہ کہ دنیوی اغراض کیلئے اوراُن وجوہ سے یہ ہیکہ مہدیؑ اپنی دعوت میں صاحب تاثیر ہوگا یہاں تک کہ مخلوق کواس کے کلام وبیان کے سننے سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق پیدا ہوگا اوراُسکی صحبت میں آنے والے کوجذبہ ہوگا اوراللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں زیادہ ہوگی اور بینائی دیدار تجلیات اور مشاہدات کی آرزو ہوگی اور ہرلمحہ اور ہر لحظہ دلوں میں روشنی حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے اسرار اس پر منکشف ہوں گے اوراس کی دعوت شرائع ومعارف کی حیثیت سے کتاب اللہ کے موافق ہوگی اس کی صحبت کی تاثیر سے لوگ ترک دنیا کی جلدی کریں گےاور مخلوق خالق کی طرف رجوع ہوجائیگی بجزاُس شخص کے جوگمراہ اور کافر ہوکراس سے دشمنی وتکبر کرے پس اہل زمین کے دلوں کوداد وعدل سے بھرنے کے یہی معانی ہیں اوراسکی زبان سے کتاب اللہ اورسنت رسول اللہ کے خلاف کوئی بات ظاہر نہ ہوگی اسلئے کہ مہدیؑ معرفت کوظاہر کرنے اور مخلوق کوخدائے تعالیٰ کی معرفت کی طرف بلانے میں اللہ ورسول ﷺ کا خلیفہ ہے اوراُسکی بعثت (موافق حدیث ان المهدی يظهر علیٰ خمس و تسعمائة سنة) دسویں صدی ہجری میں ہوگی تو جب کہیں مہدی پر مہدی آخرالزماں کا نام حقیقۃً صادق آتا ہے (محض نام اورکنیت سے کوئی شخص مہدی آخرالزماں نہیں بن جاتا) کیونکہ جس کی شان اس طرح ہواوراس کی تائید میں احادیث صحاح اور حجج قاطعہ کی قوت اوراہانت ولی اور اس کے اقوال شرعیہ کی تکذیب کی ممانعت اورصحبت اولیاء کی پابندی کا حکم ہوتے ہوئے احادیث حسان ضعیف الاسناد بہ نسبت صحاح اور بعض سلف کے کم زوراقوال کی بناء پراس کی تکذیب جائز نہیں بعض اُن احکام سے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ

اورمت دور کر اُن کو جو اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں صبح وشام خدائے تعالیٰ [1] کی ذات چاہتے ہیں یہ آیت شریفہ مـــن الظـالمين تک ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کو ان پر لعنت کی اللہ نے دنیا اور آخرت میں ۔ یہ آیت بھتـانـا و اثما مبینا تک ہے ۔ پس اللہ تعالیٰ کے قول ''اللہ کو ایذا دیتے ہیں'' کی مراد یہ ہے کہ اللہ کے اولیاء کو ایذا دیتے ہیں چنانچہ تفسیر مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول ''پس انکی سزا جو اللہ اور رسولؐ سے لڑتے ہیں'' کی تفسیر اولیاء اللہ سے لڑتے ہیں کی گئی ہے اور حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے ولی کی اہانت کی پس تحقیق کہ اس نے مجھ سے جنگ کرنے کی جسارت کی ۔ اور بعض اُن احکام سے نبیؐ کا وہ قول ہے جس کی حکایت منجانب اللہ کی ہے کہ جو شخص عداوت رکھا ولی سے پس وہ مجھ سے جنگ کرنے کو آمادہ ہوا ہے اور میں اپنے اولیاء کیلئے ایسا ہی غضبناک ہوتا ہوں جیسا کہ شیر اپنے بچہ کیلئے غضبناک ہوتا ہے اور اولیاء کی صحبت میں رہنے کا حکم اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ اورتھام رکھا اپنے آپ کو اور صبر کر [2] اُن کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح اور شام چاہتے ہیں خدائے تعالیٰ کی ذات کو الخ اور آنحضرتؐ نے منجانب اللہ حکایت فرمائی ہے کہ ۔ میرے اولیاء میری قبا میں ہیں میرے سوا دوسرا اُن کو نہیں پہچانتا ۔ پس اس قسم کے ولی کے قول کا جس کے شرعی ہونے کا امکان ہو، انکار ظاہر کرنا کفر ہے اللہ تعالیٰ کے قول سے کہ پھر اُس سے بڑھکر

---

[1] ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغدوٰة والعشى يريدون وجهه ما عليک من حسابهم من شئى وما من حسابک عـليهـم من شئى فتطردهم فتكون من الظّلمين ۔ اورمت دور کر اُن کو جو اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں صبح اور شام خدائے تعالیٰ کی ذات چاہتے ہیں نہ تیرے ذمہ کچھ ان کی جوابدہی ہے اور نہ تیری جواب دہی اُن کے ذمہ کہ اُن کو دھکے دینے لگے تو ہو جائے گا ظالموں سے ۔ ان الـذيـن يوذون اللّٰه ورسوله لعنهم اللّٰه فى الدنيا والأخرة واعدّ لهم عذابا مهينا o والذين يؤذون المومنين والمؤ منٰت بغير ماا كتسبو افقدِ احتملو ابهتانا واثما بينا ۔ جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کو ان پر لعنت کی اللہ نے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے تیار کیا ہے ذلت کا عذاب اور جو لوگ ایذا دیتے ہیں مومن مرد اور عورتوں کو (تہمت لگا کر) بغیر اس کے کہ انہوں نے قصور کیا ہو تو انہوں نے بوجھ اٹھایا بہتان اور صریح گناہ کا ۔ چنانچہ امامؒ نے فرمایا کہ از خدا جز خدا مخواہ الخ خدا سے خدا کی ذات کے سوا دوسری چیز مت مانگ ۔

[2] واصبـر نـفسـک مـع الذين يدعون ربهم بالغدوٰة والعشى يرون وجهه ولا تعدُ عينک عنهم تريد رينة الحيوٰة الـدنـيـا ۔ تھام رکھا اپنے آپ کو اور صبر کر ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح وشام چاہتے ہیں خدائے تعالیٰ کی ذات کو اور نہ ہٹیں تیری آنکھیں ان سے کہ تو طلب کرنے لگے گا دنیا کی زندگانی کی آرائش کو ولا تـطـع من اغفلنا قلبه من ذكرنا واتبع هوٰبهُ وكان اَمـر ہٗ فرطاً ۔ اور نہ اطاعت کر اس کی جس کے دل کو ہم نے غافل بنادیا اپنے ذکر سے وہ تو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اس کا کام حد سے گذر گیا ہے ۔

ظالم (کافر) کون جس نے جھٹلایا اللہ کو اور جھٹلایا سچ کو جو آئی اس کے پاس کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے اور جو سچ بات لیکر آیا اور جس نے اس کو سچ مان لیا تو وہی لوگ متقین ہیں۔ پس تحقیق کہ منجانب اللہ حکایت کرنے والے صادق کو جھٹلانا کفر ہے اور سچائی کی علامت اس کی پرہیز گارہی ہے اور اس کی پرہیز گاری اسکی سچائی سے ہے پس وہ ولی بزرگانِ صاحبِ کمال کی اصطلاح میں ولی صادق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پس جب آئی ان کے پاس وہ چیز جس کو وہ پہچانتے تھے انہوں نے اس کا انکار کر دیا ولیکن مہدیت کو محمد بن عسکری سے مقرر کرنا پس وہ شیعہ کے طریقہ سے خصوصاً امامیہ کے طریقہ سے ہے جو شیعوں میں سے ہیں اور علماء اہل سنت و جماعت سے کسی نے بھی محمد بن عسکری کے مہدی ہونے کا شبہ نہیں کیا اور نہ دوسرے فرقوں سے کسی نے شبہ کیا اس لئے کہ نہ رسولؐ کی عبارت ہے اور نہ اشارت اور نہ غیر رسولؐ یعنے صحابہ تابعین اور ائمہ سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عبارت ہے اور نہ اشارت بلکہ علماء سنت و جماعت نے فرزندانِ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ سے ایک فرزند پر مہدیت کا اطلاق کیا ہے اس لئے کہ شیعہ کے اقوال بعض احادیث کی مخالفت کرتے ہیں انکے لئے ہر گز کوئی حجت نہیں ہے پس مہدیت ثابت نہیں ہوتی مگر دعویٰ سے اُس شخص کے دعویٰ سے جو دعویٰ کی صلاحیت رکھتا ہے ایسی حالت میں کہ اس پر تکلیفاتِ شرعی، واجب ہوں (زمانۂ بلوغ میں دعویٰ کرے) پس تحقیق کہ محمد بن عسکری نے مہدی آخر الزماں ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گو وہ شیعہ کے زعم میں دعویٰ کی زیادہ صلاحیت رکھتے تھے اور شیعہ کہتے ہیں کہ محمد بن عسکری چار سال کی عمر میں دشمنوں کے خوف سے غار میں چھپ گئے اور بعض کے نزدیک چودہ سالہ ہیں اور ظاہر ہوں گے آخر زمانہ میں اور مہدیت کا دعویٰ کریں گے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ انکو چھپا رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت ہے اور شیعہ کیلئے ان کے اس قول پر کوئی حجت نہیں خدا سے نہ رسولؐ سے اور نہ غیر رسولؐ یعنے کسی شریعت پر چلنے والے سے بلکہ یہ شیعہ کے ذاتی خیالات ہیں علماء سلف کے پاس انکا کوئی اعتبار نہیں بعض ان خیالات سے جو ذکر کئے گئے شرح مقاصد میں ہیکہ شیعہ میں امامیہ نے گمان کیا ہے کہ محمد بن عسکری دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ ہو گئے اور ان کی عمر نوح لقمان اور خضر علیہما السلام کی طرح دراز ہونا محال نہیں اور ان کے اس گمان کا انکار کیا ہے تمام فرقہ والوں نے اس لئے کہ امامیہ نے ایک بہت امر بعید کا دعویٰ کیا ہے جبکہ اس امت میں پسر حسن عسکری کی عمر مقرر نہ ہوئی اُن کی عمروں کی طرح بسبب نہ ہونے دلیل کے نبیؐ کی عبارت اور اشارت سے اسلئے کہ پوشیدہ رہنا امام کا اسقدر کہ نام کے سواے کسی قسم کا ذکر ہی نہ کیا جاے تو یہ بعید از عقل ہے اور اس لئے کہ ان کو پوشیدہ رہنے کیلئے مہدی بنا کر بھیجنا فعلِ عبث ہے کیونکہ امامت کا مقصود شریعت کو قایم کرنا دین و احکام کی آراستگی کی حفاظت ظلم کو دور کرنا اور اسکے مانند ہے اور اگر ان کے وجود کو تسلیم کر لیا جائے تو ان کو ظاہر ہونا چاہیئے تھا دعویٰ امامت کے بغیر تو لوگ ائمہ اہل بیت کی طرح ان سے بھی نفع اٹھاتے اور اولیاء مدد پاتے اور اسلئے کہ قطعاً و

یقیناً تمام زمانوں میں پسر عسکری کے ظہور کا بہترین زمانہ تو یہی ہے تا کہ مردوں اور بہادروں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی اس کے مطیع ہونے اوراس کے پاس جمع ہونے کی جلدی کریں پس اس نقل سے ثابت ہوا کہ پسر عسکری کا انتظار بالکل عبث ہے۔اب ہم منکرین کے اس بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں جو وہ فرمان رسولؐ ''مہدیؑ زمین کو داد وعدل سے بھر یگا'' سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الارض میں لام استغراق کیلئے ہے پس مہدیؑ داد وعدل سے زمین کو مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک بھر دیگا۔ہم کہتے ہیں کہ حدیث کیلئے تین عبارتیں ہیں اوران میں کی ہر ایک عبارت ایک دوسری شی کی طرف اشارہ کرتی ہے لیکن پہلی عبارت یہ ہے کہ تمام یا اکثر زمین کے بھرنیکی اضافت مہدیؑ کی طرف کی جاے اور دوسرؔی وہ ہے کہ زمین کو بھرنیکی اضافت مہدیؑ کے زمانے میں مہدیؑ کے فعل پر نظر کئے بغیر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی طرف کی جائے اوران دونوں عبارتوں میں سے ہرایک عبارت منکروں کے اعتقاد کی رو سے نقل یعنی کتاب اللہ حدیث صحیح اور عرف عام کی مخالفت کرتی ہے اوران کے اعتقاد کے موافق تمام یا اکثر زمین کے بھرنے کا عمل بھی باقی نہیں رہتا اور تیسرؔی عبارت یملاُ کے لام کے پیش سے، بھر جائے گی زمین عدل سے یعنی مہدیؑ بچپن ہی سے عدل سے بھرا ہوا ہوگا یعنے اپنے غیر پر عدل کرتا ہے یا نہیں اسکے ملاحظہ کے بغیر بالطبع قوی عادل ہوگا اور یہ بات مہدیؑ کیلئے جائز نہیں (اسلئے کہ خود پر عدل کرنا اسوقت ہوگا کہ جور وظلم کے کام جو کرتا ہے اس کو چھوڑ کر دینی امور اختیار کرے) حالانکہ مہدیؑ دلائل سے ایسا ہی معصوم ہے جیسا کہ اُسکے متبوع (رسولؐ) اول معصوم تھے یعنی مہدیؑ زمین میں بالطبع قوی داد وعدل سے بھرا ہوا ہوگا بقول رسولؐ۔جیسی کہ زمین از روئے جور وظلم کے بھری گئی یعنے جیسا کہ پیدا کئے گئے بعض اہل زمین بالطبع زیادہ قوی جور اور ظلم پر لیکن جو چیز کہ تمام یا اکثر زمین کے نہ بھرنے پر دلالت کرتی ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا معنی ہے اس کا بیان قریب میں آئے گا انشاءاللہ تعالیٰ پس جو بحث اس باب میں مذکور ہوئی وہ وجہ تشبیہ میں ہے پسؔ جان کہ وجہ تشبیہ دو حال سے خالی نہیں یا تو عدل وجور کی کیفیت میں ہوگی یا ان دونوں کی کمیّت (مقدار) میں ہوگی پھر کمیت کی دو قسمیں ہیں نفس املاء کی کمیت ہوگی یا افراد کی کمیت ہوگی جن میں جور بھرا گیا ہے لیکن اول یعنی نفس املاء ایک فرد یا تمام افراد میں جور بھرے جانے پر نظر کرنے کے بغیر مسلم ہے اور خصم کے پاس تشبیہ افراد کی مقدار میں ہے جن میں جور بھرا گیا ہے یعنے جیسا کہ ظلم وجور بھر گیا ہے زمین میں یعنے اہل زمین میں ویسا ہی بھر دیگا مہدیؑ عدل کو قہر وغلبہ سے تمام اہل زمین میں مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک پس جس میں یہ صفت نہ ہوگی وہ مہدیؑ نہ ہوگا اگر وہ مہدیت کا دعویٰ کرے تو اُسکے دعویٰ کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ اس اعترؔاض کا جواب محققوں نے یہ دیا ہے کہ تشبیہ جو کیفیت میں ہے بجمیع وجوہ حقیقت میں ٹھیک ہوتی ہے اور تشبیہ جو کمیت میں ہے ایک وجہ سے ٹھیک ہوتی ہے بجمیع وجوہ ٹھیک نہیں ہوتی پس کیفیت کی تشبیہ میں کہا جاتا ہے کہ جیسا کہ قرار پایا ہے ظلم و

جوراہل زمین کے دلوں میں قوت کے ساتھ اسی طرح قرار پائے گا عدل اُن کے دلوں میں مہدیؑ کی دعوت الی اللہ کے سبب سے اور یہ بات اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ **مہدیؑ اپنے قول اور اپنی صحبت میں صاحب تاثیر ہوگا اسکی صحبت کی تاثیر سے لوگ ترک دنیا کرنے اور شہوتوں اور دنیا کی آرایش وزینت سے الگ رہنے کی جلدی کریں گے اور اپنے تمام امور کو اللہ کے تفویض کرنے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کی وجہ سے مقام ترقی (مقام دیدار) کو پہنچیں گے** اور تمام امور جو فرض ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کی طلب کیلئے اخلاق حمیدہ سے ہیں نہ کہ قہر وغلبہ ظاہر ہونیکے لئے اس لئے کہ مہدیؑ کا ولی ہونا شرط ہے اس حیثیت سے کہ اکثر لوگ اس کی ولایت کا انکار نہ کریں اسلئے کہ مہدیؑ محمدؐ کی ولایت کا خاتم ہے اور ولایت کیلئے جو چیز زیادہ سزاوار ہے وہ تاثیر ہے (جس کا ذکر اوپر ہو چکا) قہر وغلبہ سزاوار نہیں پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ بھرنے سے مراد اہل زمین کے دلوں میں مہدیؑ کی دعوت کی تاثیر ہے پس متعذر رہوئی حقیقت اور منع ہوئی کمیت املاء الجمع اور الاکثر کے معنی میں آیاتِ قرآن وحدیث رسولؐ سے چنانچہ میں اس کا ذکر کروں گا قریب میں۔ پس املاء العدل کے معنی کو مجاز عرفی کی طرف پھیرنا لازم ہوا وہ بعض مطلق ہے (بھرنا بعض اہل زمین میں تھوڑے ہوں یا بہت) اور استعمال کی جائے گی حقیقت بھرنیکی کیفیت میں بغیر عذر ومنع پس اس پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ وجہ ثبوت مہدیت کیلئے خاص ترین شرایط سے ہے بغیر اس کے کہ ہووے مہدیؑ صاحب قہر وغلبہ تمام عالم یا اکثر عالم میں موانعات کے سبب سے میں اس کا ذکر کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ پس ان مقدمات پر اقوال ہیں لیکن وہ دو عبارتیں جو مذکور ہوئیں پس تحقیق کہ پیغمبر ﷺ نے تشبیہ دی ہے داد وعدل کو جور وظلم سے، بھرنے میں جور کے بعض زمین میں ثابت ہے ہمیشہ کیلئے بدلیل قولؐ ہمیشہ رہے گی ایک جماعت میری امت سے حق پر لڑنے والی غالب رہیگی الخ پس بعض لوگوں کا ہمیشہ حق پر ہونا بعض لوگوں کے باطل پر ہمیشہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے ضرورت کے لحاظ سے اور جو باطل ہے وہ ظلم ہے کیونکہ ظلم کا معنی ایک چیز کا رکھنا ہے اسکے غیر مقام پر اور بعض جو حدیث میں مذکور ہے مطلق ہے قلت وکثرت کو شامل ہے پس لازم ہوا یہ کہ ہووے بھرنا داد وعدل کا بعض مطلق میں از روئے کمیت پس باقی نہ رہی وجہ استغراق دونوں عبارتوں (کیفیت وکمیت) میں جو اوپر مذکور ہوئیں اس لئے کہ مطلق سے کم جو چیز ثابت ہوتی ہے فعل یا امر کی ادائی ہے یا ہر وہ چیز جس پر اطلاق کیا جائے اور یہ خلاف ہے اُس چیز کے جس کا اعتقاد منکرانِ مہدیؑ نے کیا ہے تمام یا اکثر زمین بھرنے سے اور توجیہ اس میں یہ ہیکہ ارض سے مراد اہل ارض ہے نہ کہ اسم ارض بلکہ حذف مضاف سے ہیکہ وہ لفظ اہل ہے (بھریگا بعض اہل زمین کو داد وعدل سے) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پوچھو قریہ کو یعنے اہل قریہ کو اور لفظ اہل مطلق ہے از روئے مقدار افراد پس کفایت کرتا ہے تھوڑی اُس چیز کو جس پر لفظ اہل قریہ واقع ہوتا ہے اس لئے کہ تمام اہل قریہ سے سوال کرنا مراد نہیں لیا گیا اور القریہ میں

جولام ہے عہد ذہنی کیلئے ہے استغراق کیلئے نہیں پس لفظ اہل اہلِ الارض میں مطلق ہے بعض افراد زمین کیلئے اس کے کل افراد کیلئے نہیں اسلئے کہ بعض مخصوص ہے عام سے شرع (خدائے تعالیٰ) کے خاص کرنے سے پس ایسا ہی ہے الف لام حدیث کے کلمہ ٔ الارض میں پس اگر کہے تو کہ مطلق رجوع کرتا ہے کامل کی طرف اور بعض میں کامل، اکثر ہے پس مطلق رجوع کریگا اکثر اہل ارض کی طرف میں کہتا ہوں ہم تسلیم نہیں کرتے کہ مطلق فی البعض رجوع کرتا ہے کامل کی طرف کیونکہ کامل اور بعض دونوایک دوسرے کی ضد ہیں اس لئے کہ کامل صفت تمام ہے اور بعض ضد تمام پس بعض رجوع نہیں کرتا تمام کی طرف ورنہ لازم آئیگا مسح سر کے مسئلہ میں اکثر سر کا مسح کرنا حدّ سر کے بیان کے بغیر اور فائدہ حاصل نہ ہوگا مغیرہ بن شعبہؓ کی حدیث سے اور باقی نہ رہے گی حجت حنفی کیلئے چوتھائی سر کے مسح کی اور شافعی کے لئے تین بال کے مسح کی بلکہ مطلق رجوع کرتا ہے مجاز متعارف غالب کی طرف نیز اس لئے کہ جسنے مطلق کہا نقد کو کسی چیز کی قیمت میں تو مطلق نقد واقع ہوگا اُس نقد پر کہ جس کا رواج غالب ہو اُس شہر میں پس اگر نقد مختلف ہوں جنس متساوی میں رواج اور استعمال میں تو فاسد ہو جائے گی بیع پس غالب لفظ املاء میں وجود مطلق ہے اُس چیز میں جو پائی نہیں گئی غالب اور واضح کرنا اُس چیز میں جو پائی نہیں گئی واضح موافق اُس مقام کے قریب میں اس کا ذکر کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ پس اگر کہے تو کہ مہدیؑ کے زمانہ کے داد وعدل کو قبل زمانہ ٔ مہدیؑ کے قلیل وکثیر جور وظلم سے تشبیہ دی گئی ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ مہدیؑ کے زمانہ کے پہلے کا جور مہدیؑ کے زمانہ کے عدل سے زیادہ ہو اور مہدیؑ کے زمانہ کا عدل پہلے کے جور سے زیادہ ہو ورنہ یہ لازم آئیگا کہ مہدیؑ کے زمانہ کا جور عدل سے زیادہ ہو اور یہ بات مہدیؑ کے شایان شان نہیں اگر ہم فرض کریں تحقیق کہ زمانہ ٔ مہدیؑ تو گذر چکا ہے البتہ واجب ہے کہ ہمارے زمانہ کا عدل زیادہ ہو جور سے حالانکہ اب اس کے خلاف ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس دشواری سے رہائی کئی وجوہ سے ہوتی ہے پہلی وجہ یہ کہ ہم نے تجھ کو منع کیا ہے اُس تشبیہ کو کمیّت میں تھوڑا اور بہت ظلم افراد میں بھرنے کی حیثیت سے مگر بعض مطلق میں اور ہم نے ثابت کی تشبیہ کو کمیّت میں مجازاً اور کیفیت میں حقیقۃً اور کمیّت میں نفس کمیّت کا بھرنا ہے بغیر نظر کرنے ایک فرد یا افراد کثیرہ کے پس دوسری توجیہ کرنیکی کیا وجہ ہے اور باوجود اس کے تو پوچھتا ہے خبر کو اور وہ جائز نہیں اور دوسری وجہ یہ کہ تو نے بصورت استغراق زمین بھرنے کا دعویٰ کیا پھر اس سے روگردانی کی اور پھر اپنے دعویٰ کو قلت وکثرت سے اضافت کر کے پسپا ہوا پس یہ دوسری خجالت ہے جو تجھ کو لاحق ہوئی پس نہیں ہے کوئی وجہ توجیہ کیلئے باوجود اس کے میں تیرے سوال کا جواب دیتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ پس جان کہ جور اور ظلم کہ جس کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ ظلم مطلق ہوگا چھے اصول کے مانند یا وہ ظلم مقید ہوگا اور وہ ایک قسم ہے مطلق کی دو قسموں سے لیکن دوسرے پر ظلم وجور کرنا پس وہ قتل کرنا غصب کرنا مارنا گالی دینا اور ناحق ستانا ہے لیکن اپنی ذات پر ظلم کرنا

اور وہ کافر ہونا جھوٹ کہنا قتل کرنا۔ ماں باپ کو آزردہ کرنا کافروں کے جنگ سے بھاگنا اور لایعنی کام کرنا ہے بفرمانِ خدا کہ برا ہے نام فسوق کا ایمان لانے کے بعد اور جو توبہ نہ کرے فسوق سے تو وہی ظالمین ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ پڑ گیا صریح گمراہی میں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور جو شخص آگے بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اس نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا۔ اور عدل بھی اون دونوں میں سے ہر ایک کے مقابلہ میں ہے (جور کی طرح عدل علی الغیر یا عدل علی النفس ہوگا) لیکن مقید کی پہلی قسم (جور علی الغیر) ہے پس وہ ایسا ہے کہ احاطہ نہیں کیا جا سکتا علم سے عالم میں قلت و کثرت کا بحیثیت افراد جن میں جور بھرا گیا ہے اسلئے کہ یہ ممکن ہے کہ عدل ایک قریہ میں ایک سال جور سے زیادہ ہوگا اُس جور سے جو اُس سال کے پہلے یا بعد اُسکے ہوگا اور ایک دوسرے قریہ میں اسکے خلاف ہوگا ایک سال میں بدون یکساں (دوسرے قصبے میں جور وظلم عدل سے زیادہ ہوگا) امراء وسلاطین کے اختلاف اور لوگوں کے مختلف ہونیکی وجہ سے اور اسی طرح تمام عالم میں ہوگا اور مہدیؑ کی دعوت کا زمانہ قلیل ہے پانچ سال کی مقدار سے نو سال تک احادیث کے اختلاف کی وجہ سے **پس جو شخص عالم میں عدل کی قلت و کثرت کی تلاش میں مشغول ہوگا وہ امام مہدیؑ کے فیض سے مستفید نہ ہوگا بلکہ امام مہدیؑ کی ذات کا انکار کرنیکی وجہ سے کافر ہو جائیگا اسلئے کہ امام مہدیؑ کی ذات اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے ایک آیت ہے قیامت کی شرطوں میں چنانچہ عیسیٰؑ کا اتر آنا اور دجال کا نکلنا اور ان کے سوائے اور علامہ تفتازانیؒ نے شرح مقاصد میں تصریح فرمائی ہے کہ عیسیٰؑ اور مہدی علیہما السلام دونوں قیامت کی شرطوں سے ہیں اور جسنے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں سے ایک آیت کا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا اللہ تعالیٰ کے فرمانِ ہٰذا سے اور اس سے بڑھ کر ظالم (کافر) کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا اللہ کی آیتوں کو جھٹلاوے۔ نیز فرماتا ہے کہ جنھوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا عنقریب ہم ان کو آگ میں ڈالیں گے نیز فرماتا ہے کہ جو لوگ نہیں ایمان لاتے اللہ کی آیتوں پر ان کو اللہ ہدایت نہیں دیتا اور اُنکے لئے دردناک عذاب ہے دِل سے جھوٹی بات تو وہ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی آیتوں پر اور وہی لوگ جھوٹے ہیں اور فرمان رسولؐ سے جسنے مہدیؑ کا انکار کیا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا ایسا ہی ہے طبقات الفقہا میں بخلاف باقی اماماں از اہل بیت (دوسری امامانِ اہل بیت کی امامت کا منکر کافر نہیں) اہل سنت و جماعت کے پاس۔** اس کی تائید دیتی ہے وہ چیز جس کا ذکر امام عالم زاہد پرہیزگار متاخرین میں اکمل متقدمین کی رائے کو پر کھنے والا المشہور بخواجہ محمد پارسا نے اپنی کتاب فصل الخطاب میں کیا ہے کہ کہا ابوبکر ابن ابو اسحاق کلا بادی صاحب کتاب التعرف نے اپنی کتاب معانی الاخبار میں اپنی اسناد

سے پس کہا محمد ابن حسن ابن محمد ابو عبداللہ حسین ابن محمد اسمٰعیل ابن اویس مالک ابن انس محمد ابن منکدر نے روایت سے جابر ابن عبداللہ کی کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے انکار کیا خروج مہدیؑ کا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا اس چیز سے جو نازل ہوئی محمدؐ پر اور جس نے انکار کیا خروج عیسیٰؑ کا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا اور جس نے انکار کیا خروج دجال کا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا اور جو ایمان نہیں لایا تقدیر پر کہ نیکی اور بدی اس کی منجانب اللہ ہے تو پس وہ کافر ہوا اور تحقیق کہ جبرئیلؑ نے مجھ کو خبر دی ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص ایمان نہیں لایا تقدیر پر کہ نیکی اور بدی منجانب اللہ ہے تو اُس کو چاہیئے کہ میرے سوائے دوسرے کو اپنا پروردگار تجویز کرلے۔ پس تحقیق کہ ثابت ہوئی مہدیؑ کی بعثت حدیثِ متواتر سے بصورت مجموع از روئے معنی اگرچیکہ ہواسکی تفاصیل احادیثوں سے جیسا کہ نبیؐ کے بعض معجزوں اور علیؑ کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت کی خبر احاد ہے ایسا ہی ہے شرح عقاید میں پس ثابت ہوا کہ کہا جائے کہ عدل سے بھرنے کی کیفیت میں تشبیہ حقیقی ہے اور کمیت افراد کے لحاظ سے اہل ارض کے بعض مطلق میں ہے ورنہ ہر دو عبارتوں کے ماحصل میں فساد پیدا ہوگا کیونکہ کمیّت میں حقیقی معنی مراد لئے جائیں تو اس سے مراد کثرت ہوگی اور کثرت متعذر ہے لہذا مجاز عرفی کی طرف معنی پھریگا اور وہ عدل بعض مطلق اہل ارض میں ہے اور مہدیؑ کے حق میں بہ ہیئت مجموعی بالتواتر جوابات ثابت ہوئی وہ تین امور ہیں ایک یہ کہ مہدیؑ کی مطلق بعثت کا ظہور نبیؐ کے بعد خواہ کسی زمانہ میں ہو اور دوسرا یہ کہ مہدیؑ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہو اور تیسرا اللہ کے دین کی نصرت کیلئے مہدیؑ کی بعثت ہو اور جو چیز ان تینوں[1] چیزوں کے سوا ہے سو وہ غیر مجموع متفرق اور احاد حدیثوں سے ہے پس جس نے مہدیؑ کے حق میں ان تینوں امور سے انکار کیا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا آیت اور طبقات الفقہا اور فصل الخطاب کی دونوں مذکورہ حدیثوں کی رو سے پس تینوں امور متذکرہ کے سوائے کوئی چیز حجت قطعی کی صلاحیت نہیں رکھتی کیونکہ حدیث احاد اگر صحیح بھی ہے تو نہیں زیادہ کرتی مگر شک اور گمان کو چنانچہ یہ مشہور ہے اصول فقہ کی کتابوں میں اور دوسرا مقید سے جو کفر ہے سو وہ منصوص ہے ہمیشہ کی کثرت پر نہ کہ قلت پر خواہ وہ زمانہ مہدیؑ کا ہو یا دوسرا زمانہ اور کفر کی کثرت کی آیتیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھری ہوئی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے نیز فرماتا ہے کہ بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں۔ نیز فرماتا ہے کہ اور بیشک بہت سے لوگ البتہ فاسق ہیں۔ نیز فرماتا ہے کہ اور ہم نے اگلی اُمتوں میں اکثر کو عہد میثاق پر برقرار نہ پایا بلکہ ہم نے اُن میں اکثروں کو عہد شکن پایا تفسیر مدارک میں ذکر کیا گیا ہے کہ ضمیر لوگوں کیلئے مطلق ہے یعنے اکثر لوگوں نے توڑ دیا اللہ کے عہد اور اقرار کو جو ایمان لانے

---

[1] مثلاً مہدیؑ کا بہت مال عطا کرنا مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کا ایک زمانہ میں جمع ہونا اور شہر قسطنطنیہ فتح کرنا وغیرہ جو بیان کرتے ہیں غلط ہے (از شرح فارسی)

کے باب میں کئے تھے اور یہ آیت اعتراض ہے (ان کے قول پر جو کہتے ہیں کہ مہدیؑ پر تمام لوگ ایمان لائیں گے) نیز فرماتا ہے کہ۔ اور اگر تو کہا مانے گا اکثر اُن لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو وہ تجھے بھٹکا چھوڑیں گے اللہ کی راہ سے الخ نیز فرماتا ہے کہ۔ ثابت ہو چکا قول عذاب کا اکثر کافروں پر پس وہ ایمان نہیں لائیں گے نیز فرماتا ہے کہ۔ اور نہیں ایمان لاتے بہتیرے لوگ اللہ پر مگر وہ شریک کرنیوالے ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح فرماتا ہے کہ۔ اے محمدؐ اگر تیرا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک امت کر دیتا اور ہمیشہ رہیں گے آپس میں اختلاف کرنیوالے مگر جس پر تیرا رب رحم کرے (وہی اختلاف سے بچے گا) الخ اور اس آیت کا معنی یہ ہیکہ اے محمدؐ اگر تیرا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک امت کر دیتا اور ہمیشہ تیرے ساتھ ایمان لانے اور اطاعت کرنے میں متفق رہتے ولیکن ایک امت کرنا نہیں چاہا پس اختلاف کرنیوالے ہو گئے اس حیثیت سے کہ انہوں نے کفر اور گناہ کو اختیار کیا اور اس پر وہ اور ان کے ماں باپ اور ان کی اولاد قیامت تک مصر رہے گی مگر جس پر تیرا رب رحم کرے سو وہ تیرے ساتھ ایمان اور اطاعت میں متفق رہا اور کفر، برائیوں اور کثرت گناہ سے پرہیز کیا پس ثابت ہوا کہ ظلم و جور کی کثرت دونوں وجھوں (وجہ کمیت وجہ کیفیت) میں بحثیت افراد عالم سے ہرگز منفی نہیں ہوسکتی خواہ وہ کوئی زمانہ ہو اور ہرگز اندک وقلیل نہ ہوگی کسی زمانہ میں اسکی تائید دیتا ہے آنحضرتﷺ کا فرمان جو انسؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہﷺ نے کہ ایمان کی اصل تین چیزیں ہیں ایک تو ہاتھ روکنا اس شخص سے جس نے لاالہ الااللّٰہ کہا گناہ کے سبب سے اس کو کافر مت کہہ اور بدعملی کی وجہہ سے اسکو اسلام سے خارج مت کر دوسرا جہاد باقی ہے اُس مدت سے کہ مجھ کو اللہ نے بھیجا اُس مدت تک کہ میری آخری امت دجال سے جنگ کرے دور نہیں کر سکے گا اُس جنگ کو کسی ظالم کا ظلم اور نہ کسی عادل کا عدل تیسرا ایمان لانا قدر خیر وشر منجانب اللہ ہونے پر اسی طرح ہے کتاب مصابیح میں پس آنحضرتﷺ کا فرمان جہاد باقی ہے اس کو دور نہیں کر سکے گا ظالم کا ظلم اور نہ عادل کا عدل نکرہ ہے نفی کے تحت واقع ہوا ہے پس شامل ہے وہ ظالم کے ظلم کو اگرچہ دجال ہو اور وہ شامل ہے عادل کے عدل کو اگرچہ مہدیؑ ہو پس ثابت ہوا کہ عدل کسی زمانہ میں تمام عالم میں پُر نہ ہوگا حکمت الٰہی ایسی ہی جاری ہوئی ہے حکمت الٰہی کی مانع کوئی چیز نہیں پس مہدیؑ تمام عالم کو عدل سے نہیں بھریگا اللہ تعالیٰ کے فرمان سے۔ جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں اُن سے بھی ہم نے عہد و پیمان کیا تھا پھر وہ بھی بھول گئے ایک حصہ اُس نصیحت سے جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے لگا دی انکے آپس میں دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک۔ اور یہودیوں کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ اور وہ قرآن جو تجھ پر نازل ہوا تیرے پروردگار کی طرف سے ضرور ان میں سے بہتیروں کی شرارت اور کفر کے زیادہ ہونیکا باعث ہوگا اور ہم نے ڈالدی انکے آپس میں دشمنی اور بروز قیامت تک۔ مدارک میں ذکر کیا گیا ہے کہ پس یہ سب ہمیشہ اختلاف کرنیوالے رہیں گے اور ان کے قلوب پراگندہ ہونگے نہ تو

ان میں موافقت ہوگی اور نہ معاونت پس ان میں ہمیشہ عداوت کا ہونا قیامت تک انکے ہمیشہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور یہ ہیں معنی حدیث کے پس موافق ہوگئے قرآن وحدیث اور حدیث پر عمل کرنا واجب ہوا پس اُسکے قول کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی جس نے ازروئے کوشش حدیث کے خلاف سست اقوال پیش کیئے پس اگر کہے تو کہ کیا کہتا ہے اُن احادیث کے متعلق جواللہ تعالیٰ کے قول ھوالذی ارصل رسولہ الی آخر (اسی نے بھیجا اپنے رسول کو قرآن اور اسلام دیکر) کی تفسیر میں واقع ہوئی ہیں کہ مقداوابن اسودؓ نے کہا میں نے سنا ہے رسولؐ فرماتے تھے کہ باقی نہ رہیگا زمین پر مٹی کا گھر اور نہ خیمہ مگر داخل کریگا اس میں اللہ تعالیٰ کلمہ اسلام ایمان لانیوالا عزیز وصاحب عزت اور انکار کرنیوالا خوار اور صاحب خسارت ہوگا اور عیسیٰؑ اتر آئیں گے قصہ میں ہے کہ توڑیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے خنزیر کو اور جزیہ قائم کریں گے پس اس قسم کا کلام اس بات پر دلالت کرتا ہیکہ عدل بھر جائیگا تمام یا اکثر عالم میں اور حالانکہ تو منع کرتا ہے داد وعدل کے بھرنے کو میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب چند وجوہ سے ادا کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ان میں سے یہ ہے کہ احادیث احاد ہیں قرآن کے مخالف ہوجائیں تو ان سے قرآن کا منسوخ ہونا جائز نہیں صحیح احادیث سے قرآن کو تائید دیجاتی ہے جن کا ذکر میں نے پہلے کردیا ہیکہ آنحضرتﷺ نے فرمایا میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک حق پر لڑنے والی غالب رہیگی الخ اور آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ جہاد باقی ہے اُس مدت سے کہ مجھ کو اللہ نے بھیجا اُس مدت تک کہ میری آخری امت دجال سے جنگ کرے الخ ان کے سوائے دوسرے احادیث ہیں اور قرآن کو رسولؐ کے بیان سے ترجیح حاصل ہے پس اس قسم کے احادیث کہ جن کا ذکر تو نے کیا ہے قرآن کو ضرر نہیں پہنچا سکتے پس تو کسی وجہ سے ان پر عمل مت کر اور اگر ہم ان احادیث کو سلامت بھی رکھتے ہیں تو ان پر اسطرح عمل کرتے ہیں کہ قرآن کے حکم میں تغیر نہیں ہوتا پس گھروں میں کلمۂ اسلام داخل ہونے کا معنی گھروں میں بکثرت رہنے والوں کے باوجود ان میں کے بعض کا اطاعت کرنا ہے اور اس سے کثرت ظلم کی نفی نہیں ہوتی اسلئے کہ ایک گھر والا بھی مسلمان ہوا تو کلمۂ اسلام گھر میں داخل ہوا اور اس سے حدیث کا معنی بھی پورا ہو جاتا ہے اور حدیث مستقیم رہتی ہے اسکے باوجود حدیث مہدیؑ سے مقید نہیں بلکہ احتمال رکھتی ہے کہ اس حدیث کا ظہور عیسیٰؑ آنے کے بعد آپ کے آخری زمانہ میں ہو حضرۃ عائشہؓ کی حدیث کی دلیل سے بی بیؓ نے کہا میں نے سنا رسولﷺ فرماتے تھے کہ نہیں جائیں گے دن اور رات یہاں تک کہ پرستش کیئے جائیں گے لات وعزیٰ۔ بی بیؓ فرماتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہﷺ میں گمان کرتی تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاردی۔ اسی نے بھیجا اپنے رسول کو قرآن اور اسلام دیکر تاکہ غالب کرے اپنے دین کو تمام ادیان پر اگرچہ مکروہ رکھیں اس کو مشرکین۔ بیشک یہ فرمان پورا ہونیوالا ہے تو آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اس فرمان کا ظہور ہوگا جو کچھ خدا چاہیگا پس پیدا کرے گا اللہ ایک خوشگوار ہوا تو مرجائے گا ہر وہ شخص

جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہو اور رہجائے گا وہ شخص جس میں کوئی نیکی نہ ہو پس رجوع ہوں گے لوگ اپنے باپ دادا کے دین کی طرف۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کے فرمان ہذا ''پس پیدا کریگا اللہ ایک خوشگوار ہوا تو مرجائیگا وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو'' کا حاصل مخصوص ہے نزول عیسیٰؑ اور خروج یاجوج ماجوج کے بعد چنانچہ اس کا ذکر کیا گیا ہے مسلم مشارق اور مشکوٰۃ میں خروج دجال کے قصہ میں نواس ابن سمعان کی روایت سے نواس نے کہا رسول ﷺ نے دجال کا ذکر کر کے فرمایا اگر دجال آئے اور اُس وقت میں تم میں موجود ہوا تو میں تمہارے سامنے اس سے جھگڑوں گا اور اگر دجال آئے اور میں تم میں نہ ہوا تو ہر ایک آدمی اپنی طرف سے حجت کریگا حدیث طویل ہے آنحضرت ﷺ کے قول تک کہ۔ یکایک اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا وہ انھیں انکی بغلوں کے نیچے سے لے لیگی ہر مومن و مسلمان کی روح کو قبض کر لیگی اور صرف بُرے لوگ رہ جائیں گے اور انہی پر قیامت قایم ہوگی الخ ہم نے تیرے لئے ثابت کیا ہے کہ مہدیؑ کا آنا دجال کے نکلنے کے بہت زمانے پہلے ہے اور تو نے جن احادیث کا ذکر کیا ہے انکا حاصل یہ ہے کہ دجال کی موت اور یاجوج و ماجوج نکلنے کے بعد مہدیؑ کی آمد ہوگی پس باقی نہ رہی تیری حجت مہدیؑ کے زمانہ میں مہدیؑ کے حق میں پس اُس حدیث سے حجت لینا تیرے لئے جائز نہیں پس غور کر اے عاقل کہ میں تجھ سے بحث کرنے کے موقع پر کسی ایک زمانہ میں داد وعدل سے تمام زمین بھرنے کو تیرے لئے سلامت بھی رکھا تو نبی ﷺ سلامت نہ رکھتے یہاں تک کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر مومن و مسلمان کی روح قبض کر لیگی اور صرف بُرے لوگ رہ جائیں گے۔ پس ثابت ہوا کہ مومنین اور اشرار اُس زمانہ میں بھی ملے ہوے رہیں گے اور خالص نہ رہا کوئی زمانہ تمام زمین کو داد و عدل سے بھرنے کیلئے اور بعض اس سے جو گذرا امام ثعلبی کی تفسیر کی نقل سے کہ مراد اس سے اسلام میں اُن کا داخل ہونا ہے جو نبیؑ کے اطراف کے شہروں میں تھے نہ کہ تمام عالم میں پس اس قسم کا کلام مبالغہ کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے اور اسکی مراد کلمۂ اسلام کو ظاہر کرنا ہوتی ہے اس سے پہلے ہم نے کئی بار اس کا ذکر کر دیا ہے اور بعض اس سے وہ ہے جو حسن ابن فضیل نے کہا تا کہ غالب کرے خدائے تعالیٰ اس کو تمام ادیان پر واضح حجتوں اور روشن دلیلوں سے پس یہ دین کی زیادہ قوی حجت ہوگی ایسا ہی ہے مہدیؑ کے حق میں اور نیز کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا اور ایسا ہی ہوتا آیا ہے اللہ تعالیٰ کے فرمانِ ہذا ''آج میں نے کامل کیا تمہارے لئے تمہارے دین کو اور تمام کیا اپنی نعمت کو تم پر الخ کی دلیل سے پس تمام یا اکثر اہلِ زمین کو عدل سے بھرنے کے متعلق منکرین کی پیش کردہ حدیثوں کی حجت باقی نہ رہی خصوصاً مہدیؑ کے زمانہ میں اور ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس کو تائید دیتی ہے وہ چیز جس کو قاضی شہاب الدین نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے قول یضل بہ کثیرا کے بیان میں فرمایا ہے کہ سوال ہدایت یافتہ لوگوں کو ایک دوسری جگہ قرآن میں قلت کی صفت سے یاد کیا ہے اور گمراہوں کو کثرت سے

موصوف کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان میں کے تھوڑے مومن ہیں اور ان میں کے اکثر فاسق (کافر) ہیں نیز فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے تھوڑے شکر کرنے والے ہیں نیز فرماتا ہے کہ۔ اور تحقیق کہ اکثر شریکوں میں سے جو مال آپس میں خلط کرتے ہیں البتہ ظلم کرتے ہیں بعض بعض پر۔ یہاں دونوں فریق کو کثرت سے متصف کیا ہے۔ اللہ گمراہ کرتا ہے ایسی مثال سے بہتروں کو اور ہدایت دیتا ہے بہتروں کو۔ لایا ہے۔ یہاں خلاف اُس محل کے ہے اسکی وجہ کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ ایک جماعت اپنی ذات سے کثیر تھی تو ایک دوسری جماعت اُس سے اکثر ہوگی اس کثیر کو اُس اکثر کے بہ نسبت قلیل اور قلت کی صفت سے متصف رکھتے ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہدایت یافتہ جن کے شاہد آیات قرآنی ہیں قلت کی جہت سے قلیل ہیں چونکہ حکم خدا ''پس تحقیق کہ خدا کا گروہ وہی غالب ہے'' سے گمراہوں پر غلبہ رکھتے ہیں ان تھوڑوں کو کثیر کے درجہ میں جانتے ہیں چنانچہ متنبّی نے کہا کہ۔ گراں ہیں جب کافروں سے جنگ کیلئے ملتے ہیں۔ حقیر ہیں جب جنگ کو چھوڑتے ہیں۔ کثیر ہیں جب مقابلہ کرتے ہیں قلیل ہیں جب گنے جاتے ہیں۔ پس اس نقل سے ثابت ہوا کہ دادوعدل ہمیشہ قلیل ہے اور ظلم ہمیشہ کثیر ہے پس منکروں کے اعتقاد کے موافق دادوعدل سے بھرنا برحسب اعداد کسی زمانہ میں کثیر نہ ہوگا اور اس لیئے کہ وجہ اول کہ ظلم مقید ہے عصیان (گناہ صغیرہ وکبیرہ) کے اعتبار سے جدا نہ ہوگا دوم سے (کفرو شرک ونفاق کے اعتبار سے) پس ظلم کا ہمیشہ کثرت سے ہونا منصوص ہے پس حدیث کا وہ معنی کہ جس پر منکروں کا اعتقاد ہے کتاب اللہ اور احادیث صحیح کے مخالف ہے باطل ہوگیا پس لائق قبول نہیں اور نیز اہل حق وباطل کا ہمیشہ با یک دیگر جنگ کرنا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری اُمت سے ایک جماعت حق پر لڑنے والی ہمیشہ غالب رہے گی روز قیامت تک ایسی چیز ہے جو آیات کے اعتبار سے تمام یا اکثر زمین میں ہمیشہ دادوعدل بھرنے کی نفی کرتی ہے پس ظاہر ہوگیا کہ حدیث یملاء الارض کو ان دونو عبارتوں (تمام یا اکثر کے معنوں میں) بیان کرنا کتاب اللہ اور حدیث صحیح مشہور کی مخالفت کے سبب سے متروک العمل ہے تمام یا اکثر افراد کے بھرنے کی مقدار کی حقیقت دلائل واضحہ سے ممنوع ہوگئی پس مجاز متعارف کی طرف رجوع ہونا لازم ہوا اور وہ بعض مطلق میں بھرنا ہے از روئے کمیّت اور کیفیت میں از روئے حقیقت کے بغیر عذر ومنع پس ثابت ہوئی تشبیہ کیفیت میں از روئے استعمال اور وجہ مطلق میں اصول ستہ کے اعتبار سے پس مجملاً ظلم کی کثرت منصوص ہوگئی ہے ہمیشہ کیلئے لامحالہ اُس چیز کی وجہ سے جس کا ذکر ہم نے کیا ہے پس ثابت ہوا کہ وجہ تشبیہ کہ وہ ایک کیفیت ہے اہل زمیں کے بعض مطلق کی اس کا بیان یہ ہے کہ ظلم کی تعریف ایک چیز کو اس کے غیر مقام پر رکھنا ہے اور وہ شرعاً ممنوع ہے اسلئے کہ وہ زبون ہے اور صفت بد کا اقتضا ہے کہ وہ منع کرنے والے کی حکمت کی رو سے منع کی جاے اور وہ یعنے ظلم یا بذاتہ براہوگا اس کی دوقسمیں ہیں ایک از روئے وضع اور دوسری از روے شرع لیکن جو چیز از روئے وضع

بری ہے پس وہ چھے اصول ہیں یعنے کافر ہونا۔ جھوٹ کہنا کسی کو ناحق قتل کرنا ماں باپ کو آزردہ کرنا۔ کافروں کے جنگ سے بھاگنا۔ کسی کا مال ناحق لینا اور زنا کرنا ہے اور ظلم و عبث مطلقاً ان اصول کے تحت داخل ہیں اسلئے کہ واضع لغت نے ان اسماء قبیحہ کو شش اصول مذکورہ کی ذات میں عقلاً وضع کیا ہے اور جو چیز از روئے شرع بری ہے سو وہ آزاد کا بیچنا اور آباء کے اصلاب کے پانی کو بیچنا اور رحم میں جو کچھ بچے ہیں ان کو بیچنا ہے (یہ بیع عبث و بیہودہ ہے) اس لئے کہ بیع مال کو مال سے شرعاً بدلنا ہے اور آزاد مال نہیں اور مضامین وہ جو آبا کے صلب میں ہے اور ملاقیح نا جو مادروں کے رحم کے بچے ہیں پس ان اشیاء مذکورہ پر مالیت متصور نہ ہوگی پس یہ بیع عبث اور بیہودہ ہوئی اپنے غیر مقام پر اترنے کی وجہ سے پس از روئے وضع اِس بیع کی برائی ثابت ہوئی اس لئے کہ عبث از روئے وضع برا ہے بسبب اس کے کہ جس کا ذکر ہم نے کیا ہے اور از روئے شرع غیر محل ہونے کی وجہ سے اور منع کرنا افعال خبیثہ کا جس کی برائی عقل سے معلوم ہو چنانچہ زنا کرنا۔ ناحق قتل کرنا۔ شراب پینا ان کے سوائے اور دوسرے افعال فاحشہ ہیں جو از روئے وضع بذاتہ برائی سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس ہر وہ چیز جو غیر محل پر رکھی جاے وہ ظلم مطلق ہے اور حدیث میں فقط ظلم علی الغیر کو ترجیح دینے والی کوئی بات نہیں ہے پس باقی رہا ظلم مطلق (خواہ ظلم نفس پر ہو یا غیر پر) پس ظلم کو اپنی عقل وراے سے مقید کرنا جائز نہیں اس لئے کہ اس کو اپنی راے سے مقید کرنا حکم حدیث کو منسوخ کرنا ہے پس اس بیان کا مقصد یہ ہے کہ حدیث میں ظلم کا لفظ مطلق ہونا اس چیز سے ہے جو شامل ہوتی ہے ان تمام اقسام کو بسبب ہونے اس چیز کے وضع شئی درغیر موضع اور یہ از انجملہ ہے کہ اس پر ہمیشہ اور بہت ظلم ہونے کا حکم صریح کتاب اللہ اور حدیث رسولؐ میں ہے پس مقید نہ ہوگا ظلم کسی زمانہ میں اور تم نے (منکروں نے) لفظ حدیث کا معنی جو کچھ لیا ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ظلم زائل ہوگا مہدیؑ کے زمانہ میں یا کم ہوگا یہ تمہارا مطلب لینا کتاب خدا اور حدیث صحیح کے خلاف ہے پس لائیق قبول نہیں اور حدیث حسانی احاد ہے اسکے ذریعہ کتاب کا منسوخ ہونا جائز نہیں اور وہ لایق عمل نہ ہوگی اس توجیہہ سے حاصل حدیث دو چیزیں ہیں۔ یا یہ کہ مہدیؑ باطبع مرد عادل ہوگا اس حیثیت سے کہ مہدیؑ میں طبعی طور پر عدل پایا جائے گا (صفت عدل پیدا ہونے کے بعد حاصل نہیں کریگا) اور وہ اس کا جبلی عدل ہے عالم کے قلیل و کثیر ظلم پر نظر کرنے کے بغیر کسی شئی کے ظلم کا محتاج نہ ہوگا جیسا کہ یہ بات مذکور ہوئی تیسری عبارت کے معنی میں اور وہ یہ کہ یملاء کے لام کے پیش سے داد و عدل سے بھر جائے گی زمین بچپن ہی سے یعنے ہونا مہدیؑ ملیّا یعنے بذات خود قوی ہوگا بھرنے میں وجہ تشبیہ کیفیت میں ہے یعنی جیسا کہ جور و ظلم اہل زمین کے دلوں میں قرار پایا ہے اسی طرح مہدیؑ اپنی دعوت وصحبت کی تاثیر سے عدل بھرے گا اور یہ بات منجملہ اسکے ہے جو قہر و غلبہ کی نفی کرتی ہے وہ قہر و غلبہ کہ تم نے مہدیؑ کے ساتھ ہونے کا باطل اعتقاد باندھ لیا ہے اس کی مشہور مثالیں بہت سی ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کا خزانہ جواہر سے بھرا ہوا ہے اس سے

یہ بات متصور نہیں ہوتی کہ بادشاہ کے تمام مال ومتاع سے زیادہ اسکے خزانہ میں جواہر ہیں یا کہا جاتا ہے کہ بازار گیہوں سے بھرا ہوا ہے بغیر نظر کرنے اس بات کے کہ تمام غلوں سے جو بازار میں ہیں اوران کے سوا جو پوشیدہ نہیں ہیں ان سے گیھوں اکثر ہیں بلکہ مقصود گیہوں کا وجود ظاہری سے جو مخفی نہیں ہے پس مقصود وہ املاء (پُری) ہے جس کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے وہ املاء (پُری) عرفی مجازی ہے حقیقی نہیں کیونکہ جب حقیقت متعذر رہوتی ہے تو چھوڑ دی جاتی ہے پلٹتا ہے حکم مجاز عرفی کی طرف کیا تو نہیں دیکھتا اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف کہ ''میں ضرور دوزخ بھردوں گا تجھ سے اوراُن لوگوں سے جو تیری پیروی کریں'' اللہ تعالیٰ نے سب شیطان کی پیروی کرنے والوں سے جہنم بھرنیکا وعدہ کیا ہے اور یہ جہنم کو بھرنا حقیقۃً اس طرح نہیں ہے کہ نہ باقی رہے جہنم میں کوئی جگہ مگر وہ کافر سے مقید ہو اس لئے کہ جہنم میں حوالدار عذاب کے فرشتوں سانپوں بچھوؤں آلات عذاب گندک کے پہاڑ اور ہڑتال کے مقامات بھی ہیں باوجود ان کے پُرنہوگی جہنم اللہ کے فرمانِ ہذا سے۔جس دن ہم کہیں گے دوزخ سے کہ کیا تو بھرپور ہوچکی اور وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے۔ مسلم اور بخاری کی حدیث میں انسؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ میں ہمیشہ (کچھ نہ کچھ) پڑتا رہیگا اور یہی کہتی رہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے یہاں تک کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھ دے گا اسی وقت اس کے بعضے ٹکڑے بعض کی طرف سمٹ جائیں گے اور وہ کہے گی بس بس قسم ہے تیری عزت اور بزرگی کی الخ پس ثابت ہوا کہ اس قسم کا کلام حمل کیا گیا ہے عرف ومجاز پر نہ کہ حقیقت پر اور جو شخص حقیقت کو طلب کرتا ہے وہ اِن معانی سے (حقیقت ومجاز کے معانی سے) غافل ہے پس غافل کو غور کرنا چاہیئے تا کہ اس کو معنی عرفی اور اپنے اعتقاد کی حقیقت معلوم ہو کہ مہدیؑ یاجوج وماجوج پر فتح نہ پائے گا کیونکہ وہ دونوں ایک قول سے زمین کے ساتویں حصہ میں ہیں اور ایک قول سے تیسرے حصہ میں کیا ہوا تجھ کو جو استغراق کے پیچھے پڑا ہوا ہے نہ صرف یہ میرا ذاتی بیان ہے بلکہ علماء سلف نے بھی اس بات پر اجماع کیا ہے کہ مہدی امام عادل ہوگا اکثر یا کمتر عالم میں مہدیؑ کے عدل سے بھرنے پر نظر کئے بغیر اور مہدیؑ کی صحت امامت کیلئے ظاہری بادشاہوں کی طرح قہر وغلبہ کی شرط بھی نہیں چنانچہ یہ بات ابوشکور سالمیؒ کی تمہید میں مذکور ہے پس اس معنی میں منکرین کے بعض اقوال کا ذکر میں نے کردیا ہے اور بعض کا ذکر اس کے محل پر کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ یہاں تک تو نقلی ثبوت تھا اب میں حدیث کے مجازی معنی کو کئی وجوہ سے بیان کرتا ہوں وجہ اول جان کہ مہدیؑ رسولؐ کا تابع ہے جبکہ داد وعدل نہ آپ کی ذات سے آپ کی حیات میں تمام یا اکثر زمین میں مستقیم نہ ہوا بلکہ آپ کے بعد کفر اور ظلم کے آثار کئی شہروں میں باقی ہیں پس ہند میں ایسے بھی شہر ہیں کہ جن کو تو جانتا ہے کہ رسول علیہ السلام کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک ہجرت سے تقریباً ہزار سال گذرے ان شہروں میں کسی نے اثر اسلام نہیں دیکھا تو پھر تابع (مہدیؑ) کا امر پانچ یا نو سال میں کیونکر مستقیم ہوگا اور اگر مستقیم

ہو جائے تو تابع کے اثر فیض ودعوت کی زیادتی متبوع پر لازم آئے گی اور وہ باطل ہے اور یہ خلاف ہے اُس چیز کے جس کا اعتقاد انہوں نے کیا ہے پہلی عبارت میں پس اگر کہے تو کہ تابع کی زیادتی متبوع پر کیسے لازم آتی ہے حالانکہ رسولؐ کے زمانہ کا اسلام ہمارے زمانہ کے اسلام سے بہت کم تھا پس اگر اس سے تابع کی زیادتی متبوع پر لازم آتی ہے تو خلفاءِ راشدین کی زیادتی رسولؐ پر بالضرور لازم آئے گی اور یہہ باطل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تیرا یہ اعتراض اس وقت ثابت ہوتا جب کہ تمام فتوحات ایک شخص کے اثر قوت سے ہوتے جیسا کہ صادر ہوے رسول اللہ ﷺ کی ذات سے پس اب اگر جمع ہوا میروں کی فتح تو بہت ہوں گے فتوحات اس اعتبار سے زیادتی لازم نہیں آتی بلکہ باعتبار واحد کے آپ کی فتح اکثر ہے کہ وہ دس سال میں ہوئی ہے۔ دوسرؔی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مہدیؑ کے دعویٰ میں نہایت نو سال ٹھیرنے کا اندازہ کیا ہے اور یہ مدت تھوڑی ہے تو پھر اس مدت میں تمام زمین کی سیر کرنا اور کافروں سے جنگ کر کے فتح پانا کیسے ممکن ہوسکتا ہے اور ان کیلئے احادیث صحیحہ سے کوئی نقل بھی نہیں ہے کہ مہدیؑ ہوا کی طرح زمین پر گھوم جائے گا یا اس کے لئے زمین طے ہو جائے گی جیسی کہ صحیح حدیث سے دجال کے حق میں نقل منقول ہے اور اگر ہوا کی طرح مہدیؑ کے سیر کرنے اور زمین کے طے ہونے کو تسلیم کرلیا جائے تو مہدیؑ محض اپنی ایک ذات سے ساری زمین کو بذریعہ قہر وغلبہ داد وعدل سے نہ بھر سکے گا کیونکہ مخالفانِ مہدیؑ نے تو مہدیؑ کے متعلق یہ مقرر کیا ہے کہ مہدیؑ کے ساتھ بڑا لشکر ہوگا اور اس لشکر کے ذریعہ اپنے مخالفوں سے جنگ کریگا نہ تو مہدیؑ کے لشکر کے لئے ہوا کی طرح سیر ہوگی اور نہ زمین طے ہوگی پس ثابت ہوا کہ مہدیؑ تمام زمین کو داد وعدل سے نہیں بھریگا اور مہدیؑ کے ساتھ قہر وغلبہ ہونے کے دلائل جو پیش کرتے ہیں باطل ہو گئے اور واجب ہوا کہ مہدیؑ اہل زمین سے اپنی اطاعت کرنے والوں کے دلوں میں اپنے قول اور اپنی صحبت کے اثر سے داد وعدل بھرے اور اپنی دعوت الی اللہ اور نیک نصیحت کے ذریعہ اہل زمین کے دلوں سے ظلم وجور دور کرے اور تیسرؔی وجہ یہ کہ مخالفوں کے اقوال سے معلوم ہوا کہ مہدیؑ کی حیات اور آپ کے عدل کے وقت دجال کا فتنہ قایم ہوگا اور دجال کا فتنہ لامحالہ اکثر عالم میں پھیل جائے گا تو پھر مہدیؑ کا عدل تمام یا اکثر عالم میں کیونکر ثابت ہوگا جبکہ انہوں نے ایک زمانہ میں مہدیؑ اور دجال لعین کے ہونے کو مقرر کرلیا ہے اسلئے کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کی بادشاہت کے آخری ایام میں اتر آئیں گے اور اس کو قتل کریں گے اس کے بعد امر خلافت عیسیٰؑ کو ہوگا (عیسیٰؑ زمین پر امام وخلیفہ ہوں گے) اسلئے کہ عیسیٰؑ کی امامت حدیث مشہور سے ثابت ہے وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم جس کی قدرت کے ہاتھ میں محمدؐ کی ذات ہے قریب ہے اتر آئیں تمہارے درمیان فرزند مریمؑ درانحالیکہ امام عادل ہے اور عدل کا حکم کرنے والا ہے اور توڑے گا صلیب کوالخ اور ثابت ہو چکی ہے ممانعت دو اماموں کی بیعت کی ایک ہی شہر اور ایک ہی ولایت میں پس اُن لوگوں کے اقوال کا بطلان اور فساد ظاہر ہو گیا جو

مہدیؑ اور عیسیٰ علیہما السلام کے جمع ہونے اور تمام زمین کو قہر وغلبہ سے بھرنے کے متعلق پیش کرتے ہیں۔اور اگر کہے تو کہ کیا مہدیؑ کے زمانہ میں مہدیؑ کے داد وعدل کے فعل کے بغیر تمام یا اکثر زمین کو بھر دینے کی قدرت اللہ تعالیٰ نہیں رکھتا تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر تو ہے لیکن مہدیؑ سے پہلے اکثر اہل زمین کو بھرنے پر سنتِ الٰہی جاری نہ ہوئی اور نہ مہدیؑ کے بعد آخرین میں جاری ہوگی لیکن اولین میں اکثر نہ بھرنے پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ۔تو جو اُمتیں تم سے پہلے ہو گذری ہیں ان میں ایسے سمجھدار لوگ نہ ہوے جو زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے مگر تھوڑے سے جن کو ہم نے بچالیا (وہ فساد سے منع کرتے تھے) اور نیز فرمان ہے کہ۔اور ہم نے اگلی اُمتوں میں اکثر کو عہد میثاق پر برقرار نہ پایا بلکہ ہم نے ان میں اکثر کو عہد شکن پایا اور نیز فرمان ہے کہ۔کہدے کہ سیر کرو زمین میں اور دیکھو کہ کیسا انجام ہوا اُن لوگوں کا جو اِن سے پہلے ہو گذرے ان میں بہترے مشرک تھے۔ان کے سوائے اور دوسری آیتیں ہیں۔اور تمام آخرین کے متعلق سلیمانؑ کی دعا قبول کرنے کے سبب سے جہاں کہ۔کہا اے میرے پروردگار مجھے بخشدے اور مجھ کو عطا فرما ایسی بادشاہت کہ کسی کو سزاوار نہ ہو میرے بعد بیشک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے اور مطلق زمانہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ۔اور اگر ہم چاہتے تو عطا کردیتے ہر شخص کو اس کی ہدایت ولیکن ثابت ہو چکا ہے مجھ سے یہ حکم کہ میں ضرور بھروں گا دوزخ کو جنات اور آدمی سب سے۔جہاں کہ شرط کیا مشیت کو حرف لَو کے ساتھ اور لَو انتفاء شئی لانتفاء غیرہ کے لئے ہے پس ہمیشہ کیلئے مشروط (تمام لوگوں کا ہدایت پانا) نہیں پایا جائے گا چنانچہ اسکی مثال نحو میں جانی گئی (وہ یہ کہ) اگر ہوتے زمین اور آسمان میں وہ خدا، خدا کے سوائے تو دونوں فاسد ہوتے۔پس اضافت کیا ہدایت کی تمام لوگوں کی طرف اور وہ ہدایت روز میثاق کی ہے ربوبیّت قبول کرنے کے متعلق ولیکن (روز میثاق میں سب کو راہِ راست نہیں دکھایا بنا بریں) ہم نے دنیا میں اس کو ہدایت نہیں دی اسلئے کہ ان کی ہدایت پر ہماری مشیت جاری نہوئی بلکہ جاری ہوئی میری مشیت کہ ثابت ہو چکا مجھ سے یہ حکم کہ میں ضرور بھروں گا دوزخ کو جنات اور آدمی سب سے۔یعنی بعض جن وانس سے اس لئے کہ دار دنیا میں ہر ایک ذات کیلئے اس کی ذات کے موافق ہدایت ہوگی پس کافر کو اسلام لانے کی ہدایت ہوگی اور مسلمان کو تکلیفات شرعیہ پر قایم رہنے اس کے ساتھ باب داد وعدل پر ثابت رہنے اس کے بعد دنیا میں خدا کا قرب طلب کرنے کی ہدایت ہوگی یہاں تک کہ پہنچے گا امر اس حد تک کہ ابرار کی نیکیاں مقربوں کی برائیاں ہیں پس اگر مہدیؑ تمام یا اکثر زمین کو داد وعدل سے باعتبار افراد پُر کرے وہ افراد کہ جن میں جور وظلم پُر کیا گیا ہے تو وارد ہوگا خلاف کتاب اللہ میں اور یہ باطل ہے اس کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جن وانس سے مشیّت ہدایت کی نفی کی ہے پس تمام ہدایت دور نہ ہونے کے اعتبار سے بعض کے حق میں ہدایت ثابت ہوئی اور بعض قلت وکثرت دونوں کا احتمال رکھتا ہے پھر خبر دیا جہنم بھرنے کی ولیکن تاکید کیا اسکی لفظ جمع سے

فریقین کے ساتھ بعض کے حق میں وہ بعض کہ سوائے بعض کے ہیں اُن دونوں یعنے جن وانس سے پس تفسیر کی گئی اکثر سے اوروہ مدعی کا قول ہے معنی میں املاء کے پس ثابت ہوا کہ اہل دوزخ اکثر ہیں اورمخالفوں کے اعتقاد سے حدیث کا لفظ مہدیؑ کے زمانہ میں بحثیت افراد کثرت عدل پر دلالت کرتا ہے اور یہ اُس چیز سے ہے جو واجب کرتی ہے جنت کو پس یہاں دوحدیثوں میں با یک دیگر تعارض قایم ہوتا ہے اورحدیث حسانی احاد سے ہے اس کے ذریعہ کتاب کا منسوخ ہونا جائز نہیں اورترجیح کتاب کو حاصل ہے اور ثابت ہوا کہ اہل دوزخ اکثر ہیں اور یہ مطلقاً ظالم ہیں غیر پر یا اپنی ذات پر ظلم کرنے کی جہت سے مطلق زمانہ میں اوراس معنی کی تائید کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ اور ہم نے پیدا کیا ہے دوزخ کیلئے بہت سے جنّوں اور آدمیوں کو اور یہ آیتیں خلاف ہیں اُس چیز کے جس پر مخالفانِ مہدیؑ نے اعتقاد کیا ہے دوعبارت میں پہلی یہ کہ مہدیؑ کا بذاتہٖ زمین کو داد و عدل سے بھرنا دوسرؔی یہ کہ خدائے تعالیٰ کا مہدیؑ کے زمانہ میں اپنی قدرت سے بھرنا پس اگر کہے تو کہ آیتیں دلالت کرتی ہیں اہل نار کی کثرت پر پس گذشتہ زمانوں میں اہل نار کی کثرت رہی ہے اوراس سے اہل نار کی صفائی ممتنع نہیں ہے کسی زمانہ میں اوروہ مہدیؑ کا زمانہ ہے (لہذا تمام زمین کو داد و عدل سے بھرنا چاہیئے) میں کہتا ہوں ہاں لیکن میں نے ان آیتوں اور حدیثوں کا جواب ذکر کردیا ہے جو جنت کو واجب کرتی ہیں پس وہ دونوں متعارض ہیں حالانکہ حدیث حسانی احاد سے ہے اس سے آیت قرآن کا منسوخ ہونا جائز نہیں اورقوی رہے گا حکم قرآن پس ثابت ہوا کہ اہل نار تا زمانۂ سابق مجملاً بیان کی ہوئی منقولی وجہ کے موافق ہیں جس کو تم سمجھ چکے ہو اب میں اس کو مفصل بیان کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ پس جان کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ اے محمد اگر تیرا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک اُمت کردیتا اور ہمیشہ رہیں گے آپس میں اختلاف کرنے والے۔ نیز فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں اُن سے بھی ہم نے عہد و پیمان کیا تھا پھر وہ بھی بھول گئے ایک حصّہ اس نصیحت سے جو اُن کو کی گئی تھی تو ہم نے لگادی اُن کے آپس میں دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑنے والی غالب رہے گی قیامت تک نیز فرمایا کہ۔ جہاد باقی ہے اُس مدت سے کہ مجھ کو اللہ نے بھیجا اُس مدت تک کہ میری آخری اُمت دجال سے جنگ کرے۔ یہ حدیث کفر اور ظلم کے ساتھ دونوں فریق یعنے کافر و مسلم کے ہمیشہ روز قیامت تک رہنے پر دلالت کرتی ہے اور یہ معنی کسی ایک زمانہ میں بھی کفر و ظلم سے خالی ہونے کو منع کرتا ہے پس تیرا سوال قایم نہ رہا اس لئے کہ ان کے درمیان عداوات کی بقا، روز قیامت تک ان کے موجود ہونے پر دلالت کرتی ہے اوران سے زمانہ کے خالی نہ ہونے کو بھی منع کرتی ہے اوراسی طرح جنگ و جہاد باقی رہنے پر احادیث دلالت کرتی ہیں اور میں نے اس بات کا ذکر سابق میں کئی بار کردیا ہے پس اگر کہے تو کہ جہنم کا بھرنا کافر اور عاصی کے حق میں ثابت ہے پس قرب تجلیات حق کے تارک کیلئے دوزخ قرار دینے کی

کیا وجہ ہے حالانکہ وہ مومن ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دوزخ اس کے حق میں نہ پہنچنا اُس کا اُن کے مراتب کی طرف جن کے مقام کی آرزو دنیا میں کی جاتی ہے بلکہ وہ نہ پہنچنا اُن کے مکان کو اُسکے حق میں دوزخ میں جلنا ہے اور کسی کو ایسا مرتبہ نہیں ملا کہ اُس کے اوپر کوئی مرتبہ متصور نہ ہو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وراء الوراء ہے انھیں تجلی کیا ایک صورت میں دومرتبہ اور نہ تجلی کیا دو کی صورت میں اور یہ اُس کی بزرگ شان سے ہے آنکھیں نہیں پاتی ہیں اس کے انتہائی کمال کو اور وہ پاتا ہے آنکھوں کو جیسی کہ وہ ہیں۔ پس اگر کہے تو کہ بعض فقہاء نے دار دنیا میں دیدار کو منع کیا ہے تو پھر دنیا میں دیدار ممکن ہونے کی کیا وجہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ فقہاء کا قول اس مسئلہ میں مختلف فیہ ہے ان میں کے بعض نے رویت کے جواز کو دنیا میں منع کیا ہے اور بعض نے وقوع رویت کو منع کیا ہے اور جس نے جواز رویت کو منع کیا ہے پس اسکے لئے مطلق رویت کے منع پر کوئی دلیل نہیں اسلئے کہ مطلق رویت کے جواز کو منع کرنا دنیا اور آخرت میں وجود خدا کے منع پر من وجہ دلالت کرتا ہے اس لئے کہ سنت و جماعت نے رویت کی علت نہیں بیان کی مگر وجود خدا کو اور وہ دنیا اور آخرت میں یکساں ہے اور جس نے وقوع رویت کو منع کیا ہے پس وہ اس کی ذات کے خوف کی وجہ سے ہے یعنی وہ اپنی ذات کو جانا کہ مومن صاف دل والا ہے پس جبکہ اس نے نہیں دیکھا اپنے نفس کو تو جانا کہ کیسا دیکھے گا اپنے غیر کو اور یہ گمان فاسد ہے اور دنیا میں اللہ کا دیدار اکثر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے امام علی اصغر زین العابدین ابن امام حسین ابن علیؓ نے کہ میں اپنے علم کے جواہر کو پوشیدہ رکھتا ہوں الخ چنانچہ ان اشعار کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور یہ خدا کو دیکھنے کا علم علمِ احسان ہے جس کا ذکر حدیث شریف میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ۔ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اللہ کو نہیں دیکھ سکتا تو یہ سمجھ کہ اللہ تجھ کو دیکھ رہا ہے پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے منکرین دیدار کے گمان کو دور کرتا ہوں اس کا بیان یہ ہے کہ جس نے اِنکار کیا دارِ دُنیا میں خدا کے دیدار کا اور آخرت میں دیکھنے کا اعتقاد رکھتا ہے تو خالی نہیں ہے یا تو اعتقاد رکھتا ہے دکھلائی دینے والے کی طرف نقصان کا (اللہ تعالیٰ اپنے طالبوں کو دُنیا میں خود کو دکھانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے) پس اس اعتقاد سے کافر ہو جاتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات سے متغیر نہیں ہوتا مخلوقات کے نو پیدا ہونے سے اب وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا متغیر ہونا مخلوقات کی صفات سے ہے اور اللہ تعالیٰ تغیر سے بَری ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ از روئے ذات دُنیا میں دیکھا نہیں جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھنا معلوم کیا گیا ہے اہل سنت و جماعت کے پاس اور وہ ہر دو کفر ہیں اور یا اعتقاد رکھتا ہے دیکھنے والے کی طرف نقصان کا پس اگر اعتقاد رکھتا ہے رائی کے نقصان کا دنیا میں آخرت کے سوائے تو جس صفت سے آخرت میں دیدار کا مستحق ہوا ہے سوائے دنیا کے وہ ایسی صفت ہے کہ دنیا ہی میں حاصل ہوتی ہے اسلئے کہ موت کے بعد ترقی حاصل نہیں ہوتی مگر وہی جو زندگی میں حاصل کیا پس آخرت میں دیدار کا

مستحق ہونا دنیا میں بھی مستحق ہونا ہے اس لئے کہ اس کی روح جنت کی طرف صعود کرتی ہے اور اس میں داخل ہوتی ہے اپنی زندگی میں اور اس پر اقوال واحادیث دلیل ہیں یہ مختصران کا متحمل نہیں منجملہ اُن احادیث کے وہ ہے جو ذکر کی گئی ہے مسلم اور بخاری میں ابو ہریرہؓ کی روایت سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ سے کہ میں نے تیرے نعلین کی آواز جنت کے سامنے سنی حسف نعلیک کی بجائے دق نعلیک بھی مروی ہے اور بعض اُن احادیث سے جو نیک اعمال اور دعاؤں کے ثواب میں وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے اور ایسے نیک اعمال کرے پس وہ دنیا سے کوچ نہیں کریگا جب تک کہ وہ اپنی جائے نشست کو جنت میں نہ دیکھ لے۔ پس جان جو شخص کہ اپنی حیات میں جنت کو دیکھنے اور اس میں داخل ہونے کا مستحق ہو سو وہ دارِ دُنیا میں اپنی روح سے رویت اللہ کا مستحق ہوگا اسی اعتبار سے ان میں کے بعض نے کہا کہ خواب میں خدا کو دیکھنا جائز ہے اور شرح عقاید میں معتزلوں کے مباحثہ کا جواب دینے کے بعد ذکر کیا گیا ہے پس کہا کہ یہ بات دارِ دُنیا میں رویت کے ممکن ہونے کی خبر دینے والی ہے اور اسی معنی کے لئے صحابہؓ نے معراج کی رات میں آنحضرت ﷺ کے خدا کو دیکھنے کے متعلق وقوع رویت میں اختلاف کیا ہے وقوع رویت میں اختلاف کرنا امکانِ رویت کی دلیل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وقوع رویت ممکن ہے اور یہ جواز رویت اور وقوع رویت کا انکار کرنے والے دو فرقوں کا جواب ہے لیکن دُنیا اور آخرت میں دیدار کی کیفیت متشابہات سے ہے چنانچہ بزدوی نے نوادر میں ذکر کیا ہے اور اللہ بہتر جاننے والا ہے **کیفیت کا مگر آنحضرت ﷺ کا قول کہ (مہدیؑ) سات سال بادشاہت کرے گا یعنے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والا ہوگا اور پرہیزگار مومن ایسا ہوگا کہ اس کی ولایت میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کیا جائے گا بادشاہان زمین اُس کی اطاعت کریں گے پس مہدیؑ کے** بادشاہ ہونے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے۔ اور ہم لکھ چکے ہیں زبور میں نصیحت کے بعد کہ زمین کے وارث میرے بندے صالحین ہوں گے۔ پس اگر زمین کے وارث ہونے کی مراد بہشت کی زمین ہے تو وہ از روئے لفظ حقیقی مراد ہے اور اگر اس سے مراد زمین دنیا ہے تو کہا جائے گا کہ تمام زمین صالحین کی میراث ہے اور بادشاہان زمانہ اگر بدکار ہوں تو فساد میں غلبہ کریں گے ایسے ہی معنی ہیں بعض تفاسیر میں اور یہ معنی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ امام نیکوکار اور پرہیزگار ہوگا اور امام زاہد کی تفسیر میں فرمان خدا اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اے قوم یاد کر اللہ کا احسان جو تم پر ہوا کہ اُس نے تم ہی میں پیغمبر بنائے اور تم کو بادشاہ کر دیا۔ کی تفسیر میں ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ جس کے لئے گھر عورت بچے اور خادم ہوں اور اُس کے گھر میں کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر نہ داخل ہوتا ہو تو وہ شخص جملہ بادشاہوں سے ہے آنحضرت ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس کے لئے گھر خادم اور عورت ہو پس وہ بادشاہ ہے عبداللہ ابن عمرو بن العاص سے ایک مرد نے سوال کیا کہ کیا ہم مہاجرین فقراء سے نہیں ہیں تو عبداللہ ابن عمرو نے اُس سے کہا کہ کیا تیرے لئے

عورت ہے کہ جاتا ہے تو اس کی طرف کہا ہاں عبداللہ ابن عمرو نے کہا کیا تیرے لئے جاے سکونت ہے تو کہا اُس مرد نے
ہاں عبداللہ ابن عمرو نے کہا پس تو تو انگروں سے ہے اُس مرد نے کہا میرے لئے خادم بھی ہے تو عبداللہ ابن عمرو نے کہا کہ
پس تو بادشاہوں سے ہے یا مالک ہوگا مہدیؑ اپنے امر کا سات سال اور امر امامت اور ارشاد اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا
امر سات سال ہوگا پس مہدیؑ کے بادشاہ ہونے میں کوئی امر مانع نہیں اب ہم رجوع کرتے ہیں اشارۂ حدیث کے بیان
کی طرف اور کہتے ہیں کہ قولِ رسول ﷺ کہ بھریگا مہدیؑ زمین کو داد وعدل سے جیسی کہ بھری گئی جور وظلم سے، اشارہ کرتا ہے
اس بات کی طرف کہ مہدیؑ خلق کا متبوع ہے اور مہدیؑ کی اطاعت کرنا امر شرعی کو قبول کرنا ہے اسلئے کہ مہدیؑ تمام دنیا میں
داد وعدل کرنے کے لئے منصوص ہے اگرچیکہ تمام دنیا میں بالفعل عدل نہ کرے اور اگر ہے اس کی دعوت شرع محمدؐ کے
موافق اس کی روگردانی کے بغیر تو مخلوق پر اس کی اطاعت اور اسکے حکم کی پیروی واجب ہے چنانچہ نبی جب کسی قوم کی طرف
بھیجا جاتا ہے تو اُس قوم پر اس کی اطاعت واجب ہوتی ہے اگر ہے اسکی دعوت رسول آخر کی شرع کے موافق بغیر روگردانی
کے پس تحقیق کہ مہدیؑ اللہ تعالیٰ اور ہمارے نبیؑ کا خلیفہ ہے۔ اور خلیفہ کی اطاعت واجب بلکہ فرض ہے چنانچہ اس کا ذکر
تمہید میں کیا گیا ہے پھر میں اُن کے دلائل عقلیہ ونقلیہ کا ذکر کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ احادیث نبیؑ داد وعدل سے بھرنے کے
متعلق بر سبیل مدح ہیں اس کی نظیر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم بہتر ہو اُن امتوں میں جو پیدا ہوئیں۔ لوگوں کے لئے تم امر
کرتے ہو نیک کام کا اور منع کرتے ہو بُرے کام سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔ اور وہ اخبار معنی میں امر کے ہیں یعنے تم امر
کرو نیکی کا اور منع کرو برے کام سے اور ایمان لاؤ اللہ پر چنانچہ اس کا بیان قریب میں آئیگا اور مدح حاصل نہیں ہوتی مگر
خدا کی خوشنودی کے کام کی تحصیل سے اس کے دو وجوہ ہیں یا واجب ادا کرنے سے یا مستحب کے ادا کرنے سے۔ اور عدل
کرنا اُس چیز سے ہے جو شامل ہوتا ہے دونوں طرف یعنی عدل کرنے والے پر اور عدل کیئے گئے پر اور جو کچھ واجب ہو
عدل میں پس وہ عادل اور معدول علیہ دونوں پر واجب ہے اور جو مستحب ہے وہ بھی اسی طرح دونوں پر مستحب ہے اور
معدول علیہ وہ شخص ہے جس سے گناہ سرزد ہوتا ہے اُس پر گناہ سے رجوع کرنا واجب ہے پس عادل پر عدل کرنا بھی
واجب ہوا پس کسی چیز کا واجب ہونا متصور نہیں ہوتا مگر شارع کے حکم یا قول سے اور وجوب کا ثبوت نقل سے ہوتا ہے چنانچہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عدل کرو کہ عدل ہی پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے نیز فرماتا ہے کہ اللہ حکم کرتا ہے عدل کرنے اور
احسان کرنے کا۔ پس عدل مامور بہ واجب الاطاعت ہوگیا اولوالامر کی طرح اللہ تعالیٰ کے قول سے۔ اطاعت کرو اللہ کی
اور رسولؐ کی اور تم میں کے صاحب امر کی۔ پس ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے حکم عام ہے جو خاص کیا گیا ہے مہدیؑ کے حق میں
چند منصوصہ وجوہ سے۔ اُن وجوہ منصوصہ سے ایک وجہ مہدیت کا دعویٰ کرنا اللہ ورسولؐ کا خلیفہ ہو کر اللہ کے امر بلیغ سے اور

اپنے دعویٰ پر قرآن اور رسولؐ کے احادیث کی متابعت کی شہادت پیش کرنا ہے اور باوجود مہدیؑ کے عترت رسولؐ سے ہونے اور اُس کا حلیہ جسم یعنے صورت مثل صورت رسولؐ اور اُس کا نام رسولؐ کے نام اور اسکے باپ کا نام رسولؐ کے باپ کا نام اور اُسکی ماں کا نام رسولؐ کی ماں کا نام کے موافق ہونے کے تائید دینے والی حدیثوں سے یہ حدیث ہے جو جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو ایک حج میں عرفہ کے دن اور آپؐ اپنی ناقہ قصویٰ پر خطبہ پڑھتے تھے پس میں نے اُس خطبہ کو سنا فرمارہے تھے اے لوگوں میں نے چھوڑی ہے تم میں وہ چیز اگر تم اُس کو پکڑے رہو (اُس کی پیروی کرو) تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے میرے بعد وہ چیز خدا کی کتاب اور میری عترت اہل بیت ہے۔ اور زید ابن ارقم ؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک میں چھوڑنے والا ہوں تم میں ایسی چیز اگر تم اُس سے دلیل لوگے (اپنے ہر فعل واعتقاد پر) تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے میرے بعد اُن دونوں میں سے ایک زیادہ بڑی ہے دوسری سے کتاب اللہ پھیلی ہوئی رسی ہے آسمان سے زمین تک اور دوسری میرا فرزند (مہدیؑ) میرا اہل بیت ہے اور یہ دونوں (قرآن اور مہدیؑ) ہمیشہ ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ آئیں گے حوض کرثر پر۔ پس غور کرو کہ تم اُن دونوں میں کیونکر خلیفہ ہوتے ہو (یعنی میرے بعد تم اُنھیں کس طرح مانتے ہو اچھی طرح یا بری طرح) اور مسلم سے زید ابن ارقم ؓ کی روایت سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بعد حمد وصلوٰۃ کے اے لوگو سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں تمہارے مانند قریب ہے کہ آئے گا میرے پاس میرے رب کا رسول (ملک الموت) میں اس کی دعوت کو قبول کروں گا اور میں تم میں دو نفیس اور اچھی چیزوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں ان دونوں میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس لو تم دلیل اللہ کی کتاب سے اور پکڑے رہو اس کو اور میری اہل بیت کو میں تمہیں اپنی اہل بیت میں خدا کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنی اہل بیت میں خدا کو یاد دلاتا ہوں اور دوسرا کتاب اللہ سے تمسک کرنے اور مہدیؑ سے ایک لمحہ ولحظہ روگردانی نہ کرنے کا امر کیا گیا ہے پس مخلوق پر مہدیؑ کی اطاعت اور اس کے امر کی فرمانبرداری واجب ہے اسلئے کہ مہدیؑ کی خلافت مہدیؑ کے اعمال واحوال نبیؑ کے احوال واعمال کی موافقت سے ثابت ہے اور جس نے مہدیؑ میں قول رسولؐ کی موافقت دیکھنے کے بعد مہدیؑ کی خلافت سے انکار کیا پس اس نے حکم رسولؐ کی نافرمانی کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہیکہ۔ اور جو نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی اور بڑھے گا اس کی حدوں سے تو اس کو داخل کریگا آگ میں ہمیشہ رہیگا اس میں۔ پس ثابت ہوا کہ جو ذات اس صفت سے موصوف ہے پس وہی مہدیؑ آخرالزماں ہے خلق پر واجب ہے کہ اس کی فرمانبرداری کرے اسلئے کہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان موفقت پیدا کرنے والے کا ہونا ضروری ےاور وہ حدیث کا لفظ استمساک ہے یعنی جس طرح کتاب اللہ سے تمسک کرنا اور تمسک طلب کرنا فرض ہے پس اسی طرح عترت واہل بیت (مہدیؑ) سے تمسک کرنا اور

تمسک طلب کرنا فرض ہے ان کے تمسک کرنے اور انکے تمسک طلب کرنے کی شرط ان کے (عترت واہل بیت کے) احوال وافعال اللہ کی کتاب سے جانچنا ہے اور لفظ اہل بیت افراد میں مطلق ہے پس مطلق کتاب اللہ سے تمسک کے اعتبار سے فرد کامل کی طرف پلٹتا ہے اور یہ تمسک مہدیؑ کے زمانہ میں ہے غیر مہدیؑ کے زمانہ میں نہیں اور مہدیؑ کی اطاعت خاص اُن احادیث کے سبب سے ہے جو اس باب میں وارد ہیں تمام علماء کے خلاف میں اسلئے کہ علماء کی فرمانبرداری غیر منصوص ہے مہدیؑ کی موجودگی میں اگرچیکہ علماء کی اطاعت کتاب اللہ کی اطاعت ہے لیکن مہدیؑ خلافت کی حیثیت سے افضل واولیٰ ہے اطاعت کے لئے اور اختلاف کا ثمرہ اُس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ دو مجتہد باوجود شرایط اجتہاد میں برابر ہونے کے کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں پس مہدیؑ کی اطاعت بدلیل حدیث (انہ یقفو اثری ولا یخطی)اولیٰ ہے۔ وجہ دوم امامت کا ثابت ہونا ہے جب امامت ثابت ہوجائے تو ہر ایک امام متبوع ہے واجب الاتباع حتی کہ امام نماز وجہ سوم مہدیؑ کے ظہور سے ہلاکت کا دور ہونا ہے پس جس نے مہدیؑ کی اطاعت نہیں کی پس تحقیق کہ اس نے اپنے فرض منصبی کی ادائی میں صاحب شرع کے حکم کی نافرمانی کی اور وہ مہدیؑ کی اطاعت کرنے کا حکم ہے اور وہ خود خلیفہ کو نہ قبول کرنے سے ہلاک ہوا بغیر خلافت کی طرف نظر کرنے کے، شارع نے مطلقاً حکم کیا ہے بلکہ وہ ذات مہدیؑ کو از روئے اہانت قبول نہ کرنے سے ہلاک ہوا۔ اسلئے کہ مہدیؑ اپنے اس منصب پر علامتوں کی گواہی کے ساتھ قایم ہے اور جو لوگ اس کی اطاعت نہیں کرتے اس کی دو وجہیں ہیں یا تو تصدیق کرنے کے بعد مہدیؑ کی پیروی میں قصور کرنے سے یا اہانت کرنے سرکشی کرنے اور مہدیؑ کی خلافت سے راضی نہ ہونے سے پس پہلا مومن عاصی ہے اور دوسرا کافر ہے اس لئے کہ اس نے علامات سے مہدی کو مہدی موعود معلوم کرنے کے بعد حکم رسولؐ کا انکار کیا ہے اور جو ذات عدل وانصاف تمام لوگوں کے درمیان کرنے کیلئے عہدۂ خلافت پر مامور ہو تو وہ انھیں لوگوں میں عدل کریگی جو اس کے پیرو ہیں اور جو لوگ اوامر ونواہی میں اس کی اطاعت نہیں کریں گے اور جو اس سے خلاف اور دشمنی رکھیں گے تو باحسن وجوہ انکی ہدایت کی طرف توجہ فرمائے گی جیسے کہ تھے رسولؐ اس کام میں حکم جنگ ہونے تک اور یہ حکم جنگ دعویٰ کے بارہ سال بعد ہوا اس لئے کہ رسولؐ تمام اہل دنیا کو دعوت الی اللہ کرنے والے تھے اور تمام دنیا کے لوگوں پر آپ کا تبلیغ رسالت کا ارادہ فرمانا گویا بالفعل تمام دنیا کے لوگوں کو تبلیغ فرمانا ہے پس اس معنی کے اعتبار سے حدیث ہذا **یاملاء المہدی القسط والعدل فی جمیع الارض** کے معنی معتبر ہیں اور اسکی نظیر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اور ہم نے تجھ کو بھیجا ہے تمام لوگوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا عدل سے۔ حاصل عبارت یہ ہے کہ ہم نے محمدؐ کو تمام لوگوں کی طرف محض رسالت پہنچانے کیلئے بھیجا ہے پس ہوگا ان کیلئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا یہاں بشیر ونذیر کے قرینہ سے رسالت سے مراد اوامر ونواہی ہیں

(ماننے والوں کونجات کی بشارت دینے والا انکارکرنے والوں کوعذاب سے ڈرانے والا ہے) اور اُمت امور دین میں رسولؑ سے مخاطب ہوگی اسلئے کہ رسولؑ بذاتِ خود مخصوص ہے۔ چنانچہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ میں سیاہ سرخ (عرب و عجم) کی طرف بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا قول **ما ارسلناک الا کافة الناس** اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ہم نے مخلوق کو تیری اطاعت کرنے کی وحی کرنے کے بعد تجھ کو بھیجا ہے پس تو ان کیلئے بشیر ونذیر ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اُس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے پس اگر محمدؐ بذات خود تمام مخلوق کو دعوت نہ پہنچائیں تو آپ کے بشیر ونذیر ہونے کے مانع نہیں پس اسی طرح مہدیؑ اگر بذات خود تمام زمین کو عدل سے پُر نہ کرے تو مہدیؑ کے داد وعدل سے تمام زمین کو بھرنے والے ہونے کا مانع نہیں اس لئے کہ مہدیؑ کی بعثت کا مقصود یہی ہے پس نہیں خالی ہے یا یہ کہ کافر سے مراد وہ لوگ ہوں گے جو اسکے زمانہ میں ہیں اس حیثیت سے کہ اُس پر رسالت کا پہنچانا ممکن ہوگا فقط یا وہ لوگ ہوں گے جو اُس کے زمانہ میں ہوں گے یا اسکے بعد ہوں گے اس حیثیت سے کہ تبلیغ ممکن ہوگی یا نہ ہوگی اور نیز یا تبلیغ سے مراد تبلیغ بذاتِ خود ہوگی فقط یا تبلیغ اپنی ذات اور اپنی کتاب اور اپنے رسول کے ذریعہ اپنی حیات میں ہوگی فقط یا مبلغ مطلق (ازروئے کثرت وقلت) ہوگا روز قیامت تک پس اگر ارادہ کیا جائے قسمِ اوّل کا وجہ اول سے تو مبلغ سے نہایت دور رہنے والے اور اسکے زمانہ میں نہ ہونے والوں کے ایمان کی صحت سے تمہارا قاعدہ (مبلغ کے زمانہ میں کافہ یعنی تمام لوگوں کے ایمان لانے کا قاعدہ) ٹوٹ جائے گا اور اگر ارادہ کیا جائے قسم ثانی کا وجہ اول سے تو جو شخص اسکے زمانہ میں نہ ہوگا تو اسکے ایمان کی صحت سے تمہارا قاعدہ ٹوٹ جائے گا اور اگر ارادہ کیا جائے قسم سوم کا وجہ اول سے تو مبلغ کی تبلیغ بذاتہ نہ ہوگی اُن اشخاص کے حق میں جو اُسکے زمانہ میں نہ ہوں اور جو اُس سے بہت دور رہنے والے ہوں اور اسی طرح اگر ارادہ کیا جائے قسم اول کا وجہ ثانی سے تو تمہارا قاعدہ ٹوٹ جائے گا اس شخص کے ایمان کی صحت سے جس نے اپنے رسول پر ایمان لایا اور اُس رسول پر ایمان لایا جو اس کے زمانہ میں نہیں تھا اور اگر ارادہ کیا جائے قسم ثانی کا وجہ ثانی سے تو تمہارا قاعدہ ٹوٹ جائے گا اس شخص کے ایمان کی صحت سے جو ایمان لایا اسکے بعد پس باقی رہی قسم ثالث دو وجہوں سے جب تو یہ سمجھ گیا تو جان کہ داد وعدل جو مہدیؑ کے حق میں حدیث میں مذکور ہے وہ قسم ثالث وجہ ثانی سے ہے اس لئے کہ منحصر نہ ہوگا حکم اس کی ذات پر اور نہ اُس کے زمانہ پر بلکہ ارادہ کیا جائے گا حکم کا اُس کی ذات اور اس کی پیروی کرنے والے پر عیسیٰؑ کے اتر آنے تک اور یہ بیان کافی ہے مدعی کے قول ہذا بھرے گا مہدیؑ تمام زمین کو داد وعدل سے۔ کو تسلیم کرنے کیلئے پس ہم نے ثابت کیا ہے داد وعدل کو اسی طرح کہ ممکن ہے اُسی وجہ سے جس کا ذکر کر دیا ہے نہ مدعی کے دعویٰ کی طرح کہ جس پر کئی موانعات وارد ہوتے ہیں۔ اور اگر کہے تو کہ تمہارے اس ثبوت کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے حقیقت ومجاز کا جمع ہونا لازم

آتا ہے میں کہتا ہوں کہ نفس تبلیغ میں مجاز نہیں ہے اسلئے کہ تبلیغ کی چند قسمیں ہیں اُن میں سے تبلیغ زبان سے ہے یا تبلیغ قاصد سے یا کتاب سے یا شرع سے وہ جو لوگوں کے لئے شرع کی گئی ہے اور جو تبلیغ رسول کے بعد کی ہے سو وہ شرع ہے اور جس تبلیغ کا درس دیتے ہیں اُس کے ترجمان سو وہ مبلغ نہیں ہیں۔ اگر ہم حقیقت و مجاز کے جمع ہونے کو تسلیم بھی کرلیں تو کوئی خوف کی بات نہیں کیونکہ یہ ایک مذہب میں جائز ہے تو دوسرے میں جائز نہیں اور جو مذہب مہدیؑ کا ہے وہی مذہب رسولؐ کا ہے چار مذہب والے پیروی کرنے والے ہیں (اسی ایک مذہب کی) اس لئے کہ حق ایک ہے جو ان چاروں مذاہب میں دائر و سائر ہے کبھی یہ امام صواب کرتا ہے اور کبھی وہ امام اور چاروں مذہب والے طالبِ حق ہیں اور حق کی پیروی کرنیوالے ہیں اور وہ مذہب حق مہدیؑ کے لئے ہے جیسا کہ تھا رسولؐ کیلئے اس لئے کہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں (ائمہ مجتہدین خلفاء اللہ نہیں ہیں) اور مہدیؑ خدائے تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے اور اسی کی طرف رسولؐ کے فرمان کا اشارہ ہے کہ دلیل لو تم اللہ کی کتاب اور میری عترت اہل بیت سے الخ اور وعتوتی میں واؤ مصاحبت کو چاہتا ہے (واؤ معنی میں مصاحبت کے ہے آنحضرت ﷺ کے فرمان سے کہ۔ کتاب خدا اور میری اولاد جو اہل بیت ہیں با یک دیگر ہمیشہ ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ آئیں گے ہر دو حوض کوثر پر (میری اولاد کا قول و فعل و حال کتاب اللہ کے موافق ہوگا مخالفت وجدائی واقع نہ ہوگی دونوں میں روز قیامت تک) یعنے تمسک کرو کتاب خدا کے معنیٰ کو وہ معنی جو میری اولاد کی مصاحبت میں ہے یا جو کچھ تفسیر میری اولاد کرتی ہے پس اس معنی سے مہدیؑ خاص کیا گیا ہے تمام عترت سے اپنے زمانہ میں اسلئے کہ مہدیؑ کتاب اللہ کی تفسیر کرنے والوں سے کامل ترین ہے اور مطلق پھیرا جاتا ہے فردِ کامل کی طرف اور وہ فرد کامل مہدیؑ کی ذات ہے اس لئے کہ مہدیؑ اللہ تعالیٰ سے معانی قرآن حاصل کرتا ہے پس مہدیؑ کی تفسیر رسولؐ کی تفسیر ہوگی۔ شریعت پر چلنے والوں کی علامت اہلِ سنت و جماعت کے چار مذاہب بلکہ چار سے زیادہ ہیں اس کے برخلاف شیعہ نے اولاد رسولؐ پر افترا کر کے اپنی خواہشات سے تفسیر کی ہے اور ایک نیا مذہب اختراع کر کے اس کا نام امامیہ رکھ لیا ہے اور اس کے سوائے دوسرے مذاہب بنالئے نعوذ باللہ منہا۔ اور تائید دیتی ہے اس کی وہ چیز جو تفسیر دیلمی سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''آیا پس جو شخص کہ ہو حجت پر اپنے پروردگار کی طرف سے'' کی تفسیر میں ہم نے پیش کی ہے (مفسر نے کہا کہ) جو شخص پروردگار کی طرف سے حجت پر (روشن دلیل پر) ہے پس وہ نبیؐ ہے پھر ولی ہے وہ ولی کہ اللہ تعالیٰ سے اطمینان حاصل کرتا ہے اس چیز کے متعلق جس کا کشف اس کو مشکل نظر آئے پس جواب دیتا ہے اس کو اس کا پروردگار کہ بزرگ و برتر ہے اور وہ سنتا ہے اپنے پروردگار کے جواب کو پس وہ ولی حجت پر (روشن دلیل پر) ہے اپنے پروردگار کی طرف سے پس تو غورِ کامل کر کہ ولی جس کے بارے میں آیت مذکورہ کہی جائے وہ وہی مہدیؑ ہے اُن احادیث کی بنا پر جن کا ذکر ہم نے کیا ہے اور اسلئے کہ مہدیؑ

اس حجت پر قایم کیا گیا ہے برخلاف تمام اولیاء اللہؒ کے کیونکہ تمام اولیاء اللہ پر خلق کی دعوت واجب نہیں اور اولیاء بھی سنتے ہیں اور تحقیق کرتے ہیں اللہ سے اگر چیکہ انہوں نے بھی اپنے واقعات و معاملات میں اللہ تعالیٰ سے سنا ہے اور مہدیؑ کیلئے ضرور ہے کہ اصحاب مذاہب اربعہ نے جو کچھ اختلاف حقانیت کے ساتھ کیا ہے معلومات خدا سے امر حق مقرر کرے اور اسلئے کہ مہدیؑ کے سوائے جو اولیاء ہیں اپنی ولایت کو ظاہر کرنا ان کے لئے سزاوار نہیں بلکہ ان کیلئے ولایت کو پوشیدہ اور در پردہ رکھنا مستحب ہے اسی لئے کسی ولی نے بھی اپنی ولایت کو ظاہر نہیں فرمایا مگر سُکر کی حالت میں اور ان کیلئے شرائع کو خلق پر ظاہر کرنا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کرنا واجب نہیں مگر مہدیؑ پر واجب ہے اسلئے کہ مہدیؑ بھیجا گیا ہے خاص اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کیلئے خدا کے حکم سے نہ کہ غیر خدا کے اور واجب ہے مہدیؑ پر اپنی ولایت کو ظاہر کرنا شرائع کو ثابت کرنا بدعت اور ضلالت کو دور کرنا اور سنتوں کو قایم کرنا اسی طریق پر جیسی کہ تھیں نبیؐ کے زمانہ میں پس ثابت ہوا کہ وہ ولی جو نبیؐ کے بعد اپنے پروردگار کی طرف سے بیّنہ پر ہے مہدیؑ ہے اور اس لئے کہ مہدیؑ اپنے پروردگار کی طرف سے دعویٰ بصیرت پر مامور ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کہ کہدو اے محمدؐ کہ یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں لوگوں کو اللہ کی طرف بینائی پر میں اور جو میرا تابع تام ہے پس از روئے خلافت کامل پیروی کرنیوالا اپنے زمانہ میں وہی مہدیؑ ہے نہیں پلٹتا ہے حکم غیر مہدیؑ کی طرف مگر مہدیؑ کے زمانہ کے پہلے عموم آیت کے لحاظ سے پس مطلق پلٹتا ہے فردِ کامل کی طرف اور مہدیؑ کے زمانہ میں اور نہ مہدیؑ کے زمانہ کے بعد اولیاء میں سے کوئی ولی مہدیؑ سے زیادہ کامل نہ ہوگا اس لئے کہ مہدیؑ خاتم ولایت محمدی خلیفۃ اللہ اور خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس حق تعالیٰ سے امور شریعت اور امور حقیقت سے جو کچھ معلوم کرتا ہے اور بمشاہدۂ روحِ رسولؐ رسولؐ سے جو کچھ سنتا ہے لوگوں کو خبر دیتا ہے مہدیؑ کے زمانہ کے فقہاء اور مشایخوں نے مہدیؑ کو نہیں سمجھا اور آپ کے ساتھ دشمنی کی اسی معنی کا ذکر حضرت شیخ محی الدینؒ نے فتوحات مکی میں فرمایا ہے کہ مہدیؑ کے دشمن نہ ہوں گے مگر خصوصاً فقہاء اسلئے کہ ان کی سرداری مہدیؑ کے روبرو باقی نہ رہے گی پس کہیں گے کہ اجتہاد کا زمانہ تو گذر چکا پس یہ مرد کہاں سے یہ احکام بیان کرتا ہے مہدیؑ کے احکام کو بدعت اور ضلالت سے مشابہت دیں گے اور حقیقت حال تو یہ ہے کہ مہدیؑ علم حاصل کرتا ہے اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے اللہ تعالیٰ سے علم اخذ کرنے سے ہماری مراد قرآن کا بیان کرنا ہے اس حیثیت سے کہ وہ بیان شرائع اور حقایق کو جامع ہوتا ہے بہ سبب اسکے کہ اس قسم کا بیان مہدیؑ کے خصایص سے ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان سے کہ۔ پھر تحقیق ہم پر ہے قرآن کا بیان۔ مفسروں نے تفسیر کی ہے کہ یہ بیان علماء کی زبان سے ہوگا اور مہدیؑ کیلئے قرآن کا بیان کرنا بہت زیادہ سزاوار ہے علماء کے بیان کرنے سے اسلئے کہ مہدیؑ عالم ربانی محفوظ عن الخطاء ہے اور نبیؐ کی پیروی کرنے میں سیدھے بائیں جانب نہیں دیکھے گا اور نبیؐ کے قدم بقدم چلے گا اور نبیؐ کی کامل

پیروی کرے گا پس مہدیؑ کا بیان از روئے خلافت رسولؐ کا بیان ہے اسلئے کہ قرآن کے معانی مہدیؑ کے ساتھ رہیں گے ان احادیث کی حجت سے جو مہدیؑ کے حق میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ ہم نے انکا ذکر کردیا ہے نہ اس طرح جیسا کہ گمان کیا ہے ظاہری علوم رکھنے والوں نے کہ جس نے خدا سے علم حاصل کرنے کا دعویٰ کیا پس اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ دعوئے نبوت سے نئی شریعت کی طرف یا جو حکم رسولؐ نے نہیں کیا ہے سو وہ حکم جاری کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہ بات علماء سلف سے منقول نہیں (مخالفان مہدیؑ کا یہ گمان صحیح نہیں) بلکہ مہدیؑ قرآن کا بیان اس طرح بیان کرتا ہے کہ تمام افعالِ رسولؐ اور آپکے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے افعال کے موافق ہوتا ہے لوگوں سے تعلیم حاصل کیئے بغیر مہدیؑ کا بیان ہے اور یہ علم لدنی ہے چنانچہ تفسیر مدارک میں ذکر کیا گیا ہے کہ علم لدنی ایسا علم ہے جو بطریق الہام حاصل ہوتا ہے اور ہدایت کرتا ہے رُشد یعنے نیک راہ پر چلنے کی اور رُشد خلاف ہے غیٔ یعنی گمراہی کے کیا تو نے نہیں دیکھا موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے قصہ میں موسیٰؑ نے خضرؑ سے کہا کہ (اجازت دو) تو میں تمہاری پیروی کروں اس شرط پر کہ تم مجھ کو سکھا دو جو کچھ تم کو سکھائی گئی ہے راہ یابی۔ پس تحقیق کہ الہام ہدات کرتا ہے رُشد کی اور وہ علم من اللہ ہے اور الہام وہ ہے جو مومن کے دل میں خیر سے واقع ہوتا ہے پھر جب سخت ہوتا ہے الہام تو نقش پذیر ہوتا ہے خیال میں اور ایک لطیف نورانی صورت میں متصور ہوتا ہے تو اسکی طرف ہر ایک روح کو صفت شوق سے رغبت ہوتی ہے کلام سنتا ہے الہام دیا گیا اس چیز کے موافق جو اس کے دل میں واقع ہوئی ہے یا آواز کی جاتی ہے اسکے دِل میں ہاتف کی طرف سے بغیر کسی کیفیت کے اور اسکی تائید دیتی ہے وہ چیز جو ذکر کی گئی ہے تفسیر عرایس میں اللہ تعالیٰ کے قول **افمن کان علی بیّنة من ربه** کے تحت آیا پس جو شخص کہ ہو معرفت پر اپنے پروردگار کی طرف سے اور اسکی ولایت اسکی کرامتوں کی علامت ہو اور ہر ایک عارف جب مشاہدہ کرتا ہے حق کا اپنے دل اپنی روح اپنی عقل اور اپنے باطن سے اور پاتا ہے اُس کے قرب و جمال کا فیض اور وہ فیض اس کے جسم میں اثر کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے چہرہ سے خدائے تعالیٰ کا نور روشن ہوتا ہے اور اس نور کو ہر صاحب نظر دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور آتا ہے اس کے پیچھے شاہد اللہ کی طرف سے پس بیّنہ معرفت کی بینائی ہے اور شاہد اس کے مشاہدہ کے انوار کا اس سے ظاہر ہونا ہے اور نیز بیّنہ معرفت کا کلام ہے اور شاہد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہیں اور جو شخص اس مرتبہ پر ہو پس وہ حق کی آنکھ سے غیب کے چھپے ہوئے راز اور بندوں کے دلوں کے بھید کو دیکھتا ہے اور اُس کا مشاہدہ غالب ہوتا ہے اس کے یقین پر اور اس کا یقین غالب ہوتا ہے اسکی بصیرت پر اور اسکی بصیرت غالب ہوتی ہے اسکی عقل پر اور اسکی عقل غالب ہوتی ہے اسکے نفس پر اس حیثیت سے کہ نفسانی خطرے غیب کی باتوں کے مزاحم نہیں ہوتے اور اس کی تاریکیاں انوارِ حق کو ڈھانپ نہیں سکتیں بلکہ وہ تمام تاریکیاں کشف سے حق کے وارد ہونے اور ظاہر ہونے اور حق

کے بیان کرنے کے تحت فنا ہو جاتی ہیں اللہ سے علم حاصل کرنا اسکو کہتے ہیں پس یہ اخذ علم انبیاءؑ سے مخصوص نہیں بلکہ اُمتِ محمد ﷺ کے اولیاء علوم لدنی سے لبریز ہیں پس جس کے دِل کی بینائی اسکی عقل پر غالب نہ ہو اور جسکی عقل اسکے نفس پر غالب نہ ہوتو وہ اس معنی کو کیونکر سمجھے گا پس ضرور ہے کہ مدعی اس معنی کا انکار کرے پس جس پر اسکے غلبہاء حال سے جو چیز علوم لدنی سے ظاہر ہوتو اس کو چھپانا اور اس کا انکار کرنا جائز نہیں خصوصاً اس چیز میں کہ وہ علوم شرعی امور واحکام کے مخالف نہ ہوں۔ پس ابوعثمان نے کہا کہ جو شخص اپنے رب کی طرف سے بیّنہ پر ہوتو اس پر خدا کے اسرار پوشیدہ نہیں رہتے اور رومی نے کہا ہے کہ غیب کے راز واسرار کو کاملوں کے دلوں پر روشن کرنا اور معلوماتِ الٰہی سے غیر پر حکم کرنا بیّنہ ہے۔ اور جنید نے کہا کہ بیّنہ حقیقت ہی قوی کرتا اس کو علم ظاہر اور ابوبکر ابن طاہر نے کہا کہ جو شخص اپنے پروردگار کی معلومات سے نبیؑ کی اتباع پر ہوتو اُس کے تمام اعضا حق کی طاعتوں اور موافقوں میں لگے رہتے ہیں اور اس کی زبان ذکر اللہ سے مرقوم اور اللہ کی نعمتوں اور بخششوں کو مومنوں پر آشکار کرنے میں مشغول رہتی ہے اور اُس کا دل تحقیق کی ضیاء اور توفیق کے نور سے منور ہوتا ہے اور اس کا باطن اور اسکی روح آٹھ پہر حق کے مشاہدہ میں رہتی ہے درحالیکہ جاننے والا ہے غیب کی پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کو اس کا اشیاء کو دیکھنا یقینی دیکھنا ہے کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور خلق پر اس کا حکم کرنا خالق کے حکم کے مانند ہے کلام نہیں کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے معلومات سے نہیں دیکھتا ہے مگر اللہ کے حکم سے اسلئے کہ وہ حق کے مشاہدہ میں ڈوبا ہوا ہے نہیں ہے اسکے لئے جائے رجوع مگر جانب حق اور نہیں ہے اس کا خبر دینا مگر حق تعالیٰ سے پس یہ ہیں معنی اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرنے کے۔ ولیکن بہیترے آدمی جانتے نہیں یہ لوگ جانتے ہیں دُنیا کی زندگی کے ظاہر کو اور وہ آخرت سے بالکل بے خبر ہیں۔ جو کچھ تفسیر عرائس میں ذکر کیا گیا ہے مہدیؑ کی شان یہی ہے پس جس کی شان ایسی ہو ثابت ہوتا ہے ایمان اس کی اطاعت میں اور ثابت ہوتا ہے کفر از روئے اہانت اس کی نافرمانی میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ پھر اُس سے بڑھکر ظالم کون جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچے کلام کو جبکہ وہ اسکے پاس آیا کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے اور جو کچھ ذکر کیا گیا ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ۔ اور ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ یعنی نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر بعد اس کے کہ ہم نے مخلوق پر تیری اطاعت کرنے کی وحی کی (پس ان کو خوشخبری دینا اور ڈرانا تیرے لئے سزاوار ہے) پس تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اسکی اُمت پر اس کی اطاعت واجب کی ورنہ اس کا بھیجنا بے فائدہ ہوتا اسلئے کہ اس وقت رسول ان کو اس چیز کی طرف بلاتا جس کو قبول کرنا ان پر واجب نہ ہوتا پس یہ بلانا رسول کیلئے ظلم ہوتا اور رسول ظلم سے بری ہے اس کی تائید دیتا ہے اللہ تعالیٰ کا قول کہ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اُس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے یہاں تک کہ اگر اطاعت نہ کریں رسول کی تو ہلاک ہوں گے اور دنیا میں ان پر عذاب

نازل ہوگا اُن کے سامنے اوراس لئے کہ حق تعالیٰ نے رسولؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے اطاعت کی رسول کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور آنحضرتﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے اطاعت کی میرے امر کی پس اس نے میری اطاعت کی اور جس نے نافرمانی کی میرے امر کی پس اس نے نافرمانی کی میری اور ایک روایت میں رسولی آیا ہے پس اسی طرح مہدیؑ زمین کو دادوعدل سے بھریگا یعنے مہدیؑ بھیجا گیا ہے زمین کو دادوعدل سے بھرنے کیلئے اور یہ کلام اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مہدیؑ کو دادوعدل سے زمین بھرنے کا امر کیا گیا ہے اور خلق کو مہدیؑ کی اطاعت کرنے کا امر کیا گیا ہے اور اگر ایسا نہ ہوتو زمین کو بھرنے کی کوئی وجہ نہ ہوگی بسبب اس کے کہ مخالفوں نے ظاہر حدیث کا جس حیثیت سے اعتقاد کرلیا ہے نصوصِ قرآن واحادیث کے خلاف ہے اور تائید دیتی ہے اسکی وہ چیز جس کا ذکر ہم نے آیت کی تفسیر میں کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ تو نہ عورت کے پاس جانا ہے اور نہ کوئی گناہ کا کام اور نہ جھگڑا ایام حج میں۔ یعنی ایام حج میں عورت کے پاس مت جاؤ اور نہ بدکاری کرو اور نہ جنگ کرو بس تحقیق کہ یہ اخبار معنی میں نہی کے ہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور ان کو سکھاتا ہے کتاب اور حکمت۔ یعنے اُس سے کتاب کا علم اور حکمت سیکھو اسلئے کہ یہ اخبار معنی میں امر کے ہیں اسی طرح آنحضرتﷺ کا قول بھریگا زمین کو دادوعدل سے یعنے بھریگا تمہارے دلوں کو دادوعدل سے اپنے امر سے اور سیکھو تم اس سے دادوعدل اس لئے کہ مہدیؑ دادوعدل سے بھرنے کیلئے قایم کیا گیا ہے اور قائم شدہ کی اطاعت لوگوں کیلئے ضروری ہے اسکی مثال یہ ہے کہ جب محتسب یا قاضی شہر میں قائیم کیا جاتا ہے تو اہل شہر پر واجب ہے کہ اسکی اطاعت کریں اور اسکی دعوت کو قبول کریں اور اسکے بھیجے ہوئے نائب اور اس کی طرف سے معاملات کی دعوت کرنیوالے کو رد نہ کریں پس اگر انہوں نے اسکی اہانت کرکے ایسا نہیں کیا تو کفر کیا اور اس معنی کو ثابت کرنے کے لئے کتبِ فقہ میں روایتیں ہیں بعض اُن روایتوں سے وہ ہے جو نوادر میں ذکر کی گئی ہے کہ اور جس نے داعی شرع کو از روئے اہانت قبول نہ کیا تو وہ کافر ہوا۔ اور یہاں شرع سے مراد حدیث اور داعی سے محتسب یا قاضی ہے جو قایم کیا گیا ہے پس اگر محتسب یا قاضی شہر میں مقرر نہ ہو تو ہر ایک فقیہ مراد ہے مگر وہ فقیہ مراد نہیں جس سے خیانت ظاہر ہو اور زیادہ سزاوار وہ شخص مراد ہے کہ مدعی اس کی طرف اپنی خصومت لیجائے خانیہ وغیرہ فتاویٰ فقہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ دو جھگڑنے والوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آ تا کہ عالم کے پاس جائیں اور دوسرے نے کہا کہ میں عالم[1] کو کیا جانوں تو کافر ہوا پس مہدیؑ کی اطاعت اسی قبیل سے ہے یہ مہدیؑ کے ساتھ مخالفت کرنا کسی مسلمان کا محض امر

---

[1] علوم دینی کا مضحکہ اڑانا کفر ہے کسی نے کہا کہ مجھ کو علم کی مجلس سے کیا کام یا کہا کہ جو کچھ علماء کہتے ہیں کون کرسکتا ہے تو کافر ہوگا (ملاحظہ ہو ترجمۂ باب کلمات الکفر از فتاوای برہانی جو مالابدمنہ کے ساتھ طبع ہوا ہے)

بالمعروف کی مخالفت کرنے کے مانند نہیں ہے بلکہ مہدیؑ کے خلیفۂ خدا اور رسولؐ کی حیثیت سے قائیم کیے جانے اور نیکی کا حکم کرنے برائی سے منع کرنے اور بدعت کو اٹھانے کیلئے مامور ہونے کی وجہ سے مخالفت کی جارہی ہے پس ہر ایک دعوت پر قایم کیا گیا واجب الاطاعت ہے بخلاف غیر قایم شدہ کے کیونکہ وہ منجملہ اولوالامر کے ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان سے کہ۔ اطاعت کرو تم اللہ کی اور اسکے رسول کی اور تم میں کے صاحب امر کی۔ اگر وہ حکم نہ کرے اُن تمام پر جس پر وہ قایم کیا گیا ہے تو وہ قایم کئے جانے اور اطاعت کئے جانے سے خارج نہ ہوگا اسکی مثال یہ ہے کہ جب کسی شہر یا ولایت میں قاضی قایم کیا جاے اور وہ کسی پر حکم جاری نہ کرے یا بعض پر جاری کرے تو اسکے جملہ ساکنان شہر کے قاضی ہونے کا مانع نہیں اسی طرح مہدیؑ اگر تمام عالم میں عدل نہ کرے تو تمام پر عدل کرنے کے منصب سے خارج نہ ہوگا لیکن مخالفوں نے مہدیؑ کے متعلق جو یہ خیال کرلیا ہے کہ مہدیؑ اپنی ذات سے اپنی حیات میں تمام یا اکثر عالم میں عدل کریگا سو یہ باطل ہے اور جو چیز عبارت دوم کی طرف اشارہ کرتی ہے وہ یہ کہ بھریگا مہدیؑ زمین کو عدل سے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اسکی نظیر یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تجھ کو دنیا جہاں کے لوگوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ اسکی اطاعت کرنیوالے کیلئے رحمت ہے چنانچہ تفسیر مدارک وکشاف میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ آیا ہے ایسی چیز کے ساتھ اگر یہ اطاعت کریں تو ان کو نیک بخت کرے اور جس نے خلاف کیا اور اسکی اتباع نہیں کی امور دین میں تو اس نے اپنے نفس کی خاطر مخالفت کی اس طرح کہ اپنا نصیب ضائع کیا اس کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پانی کا چشمہ جاری کرتا ہے تو لوگ اپنی زراعتوں اور چہار پایوں کو اُس چشمہ سے پانی دیتے اور اپنی تشنگی بجھاتے اور لوگوں پر خرچ کرتے ہیں، رہے وہ لوگ جو بیجا طور پر پانی خرچتے ہیں سو وہ نقصان اٹھاتے ہیں پس چشمہ جاری تو بذاتہ اللہ کی نعمت اور فریقین کیلئے رحمت ہے لیکن سست آدمی نے تباہ کیا اپنے نفس کو کیونکہ محروم کیا اس کو ایسی چیز سے جو اسکو نفع پہنچاتی تھی پس اسی طرح مہدیؑ اپنے زمانہ میں داد وعدل سے بھرتا ہے زمین کو اُن لوگوں میں جو اسکی پیروی کرتے ہیں اور لیتے ہیں اسکے امر وارشاد کو ایک دوسرے سے پانی کے ساتھ اور دنیا وآخرت سے رخ پھیر کر خدا کے ساتھ مشغول ہوجاتے ہیں پس مہدیؑ کی ذات داد وعدل کیلئے معبوث ہوئی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس نے مہدیؑ کی اتباع کی ان میں شرع کے خلاف کوئی بات محسوس نہیں ہوتی بلکہ اول پیدایش میں ان کے سر توکل اور تسلیم کا سہرہ باندھا گیا ہے کسی کا ان کو خوار سمجھنا اور کسی کا انکی مخالفت کرنا ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتا یہاں تک کہ انکے حق میں ذکر کئے گئے ہیں اس آیت کے معانی کہ۔ اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر تواضع سے اور جب جاہل ان سے گستاخی کرتے ہیں تو گناہ سے بچی ہوئی بات کہتے ہیں اور وہ لوگ رات بسر کرتے ہیں اپنے پروردگار کیلئے کبھی سجدہ میں اور کبھی کھڑے ہوے اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے پرے رکھ دوزخ کا عذاب بیشک اس کا عذاب لازم

ہوجانے والا ہے بلاشبہ وہ بری آرام گاہ ہے اور برا مقام اور وہ لوگ جب خرچ کرنے لگیں تو نہ فضول خرچی کریں اور نہ تنگی کریں انکا خرچ دونوں حالتوں میں میانہ ہے اور وہ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرا اللہ اور نہیں خون کرتے کسی جان کا کہ اللہ نے حرام کردیا مگر حق پر اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کریگا وہ ملے گا بڑے وبال سے اسے دگنا عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ہمیشہ اسی میں رہیگا خوار ہوکر **اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب گذرتے ہیں بیہودہ مشغلوں پر تو گذر جاتے ہیں بزرگانہ طریقہ پر اور وہ لوگ کہ جب انکو نصیحت کیجاتی ہے انکے پروردگار** کی آیتوں سے تو ان پر نہیں گرتے بہرے اندھے ہوکر (بلکہ گوش ہوش سے سنتے اور بصیرت جمال کی آنکھوں سے ان کو دیکھتے ہیں) اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو عنایت فرما ہماری بی بیوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہم کو بنا پرہیز گاروں کا امام۔ اور اللہ تعالیٰ انکی شان میں فرماتا ہے کہ۔ یہ لوگ جزا دیئے جائیں گے بہشت میں بالا خانے بسبب اس کے کہ انہوں نے تکالیف پر صبر کیا۔ **یہ جو کچھ مذکور ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا فیض ہے پس وہ ذات کہ جس کے صحابہؓ کی تعریف ایسی کچھ ہے (جو آیات بالا میں مذکور ہوئی) پس کیا کہتا ہے تو اُس ذات مقدس کی شان میں کہ وہ امام مہدی موعودؑ ہے۔ اور مخالفانِ مہدیؑ** حجت لیتے ہیں اس حدیث سے روایت کی گئی ہے عبداللہ ابن مسعودؓ سے کہا فرمایا رسول ﷺ نے کہ دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ مالک ہوگا عرب کا ایک مرد میری اہل بیت سے اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ۔ اگر باقی نہ رہے دنیا سے مگر ایک ہی دن تو اللہ تعالیٰ اُس دن کو دراز کردیگا یہاں تک کہ پیدا کریگا اللہ ایک مرد کو میری اہل بیت سے اُس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا بھریگا زمین کو داد و عدل سے جیسی کہ بھری گئی جور و ظلم سے اس بات پر (حجت لیتے ہیں کہ) مہدیؑ عرب کا مالک ہوگا۔ ان کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حدیث مذکور کی دو روایتیں ہیں لیکن پہلی روایت کہ ہمارے مقابلہ میں ان کیلئے اس کے حجت ہونے میں چار موانع ہیں۔ مانعِ اول یہ کہ یہ حدیث حسانی ہے احادیث احاد سے غیر متواتر یعنے اس حدیث سے اس کو جھٹلانا جائز نہیں جس کا درجہ صلاحیت رکھتا ہے امر مہدیت کا اُن خصائل سے جن کا ذکر ہم نے کردیا ہے اس حیثیت سے کہ اکثر لوگوں نے مہدیؑ کی ولایت کا انکار نہیں کیا پس یہ جو کچھ مذکور ہوا بزرگ ترین حجتہائے صحیح سے ہے مانع دوم یہ کہ اس حدیث میں لفظ مہدی مذکور نہیں مانع سوم یہ کہ اس میں انصاف و عدل سے بھرنا ذکر نہیں کیا گیا یہ مشابہ ہے اُن احادیث سے کہ جن کا مہدیؑ کے حق میں ہونا وجدانی طریقہ پر متصور ہوتا ہے اور مانع چہارم یہ کہ اس حدیث میں **اسم ابیہ اسم ابی** کا ذکر نہیں پس ممکن ہے کہ اولاد رسولؐ سے ایک مرد کا نام محمد ہو مالک عرب ہوجائے اس قول کے مہدیؑ کے حق میں ہونے کی کوئی راہ نہیں کہ یہ حدیث مخالفوں کی طرف سے ہم پر حجت ہو۔ رہی دوسری روایت کہ

اس میں نہ تو عرب کے مالک ہونے کا ذکر ہے اور نہ ذکر مہدیؑ البتہ قسط وعدل اور اسم ابیہ اسم ابی کا ذکر ہے جو مشابہت رکھتی ہے اُن احادیث سے جو مہدیؑ کے حق میں آئی ہے پس قسط وعدل کا قول جو مذکور ہوا اور اسم ابیہ اسم ابی دونوں مسلم ہیں اگر ہم روایت ثانی کو مہدی علیہ السلام کے حق میں تسلیم کرلیں تو ایام دنیا میں سے آخری دن میں مہدیؑ کی بعثت مقید نہ ہونے سے خروج مہدیؑ کی تحقیق پر حدیث دلالت کرتی ہے اس میں جو دشواری ہے کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اور مخالفین مہدیؑ کے حق میں کہتے ہیں کہ مہدیؑ کے لئے زمین کے خزانے نکل پڑیں گے پس آئے گا ایک مرد مہدیؑ کے پاس اور کہے گا کہ اے مہدیؑ مجھے عطا کر مجھے عطا کر تو دیگا اس کو سونا اور چاندی جس قدر کہ وہ اٹھا سکتا ہے اور اسی طرح جو کوئی مہدیؑ کے پاس آکر اُس کا سوال کریگا تو عطا کریگا اس کو اور سونا چاندی ریت کی طرح بانٹے گا اپنے ان اقوال پر مخالفوں نے دو حدیثوں سے حجت لی ہے اُن دونوں میں سے ایک آنحضرتﷺ کا قول مہدیؑ کے قصہ میں ہے فرمایا کہ۔ پس ایک مرد آئے گا مہدیؑ کے پاس اور کہے گا اے مہدیؑ عطا کر مجھ کو عطا کر مجھ کو تو مہدیؑ اس کے دامن میں ڈالدیگا جسقدر اٹھا سکتا ہے اور دوسری حدیث یہ ہے آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد خلیفہ ہوگا بانٹے گا مال کو بانٹنا جس کا شمار نہ ہوسکے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ ان کے اقوال صحیح احادیث کے موافق نہیں لیکن انکا یہ کہنا کہ مہدیؑ کیلئے زمین کے خزانے نکل پڑیں گے پس ان کا یہ قول آنحضرتﷺ سے مہدیؑ کے حق میں حدیث صحیح سے مروی نہیں بلکہ وہ روایت کی گئی ہے دجال لعین کے حق میں اور ہم نے اس سے پہلے ثابت کردیا ہے کہ مہدیؑ کا زمانہ دجال کے زمانہ سے بہت پہلے ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ مہدیؑ زرونقرہ عطا کرے گا سوان کا یہ قول دونوں حدیثِ مذکورہ کے مفہوم سے نہیں ہے از روئے خاص۔ اور پہلی حدیث یعنے رسولؐ کا قول ہذا ''عطا کر مجھ کو عطا کر مجھ کو'' طلب مال اور غیر مال یعنے ارشاد کی طلب دونوں [1] کا احتمال رکھتا ہے اور اسی طرح حثی کا لفظ بھی احتمال رکھتا ہے پس آنحضرتﷺ کے قول اعطنی سے سونے چاندی کی طلب سمجھی جاتی ہے اور نہ حثی سے سونے چاندی کا عطا کرنا سمجھا جاسکتا ہے اور دوسری حدیث کہ اس میں کئی موانعات ہیں مہدی علیہ السلام کے حق میں ہونے کے لئے اس لئے کہ علماء سلف نے اِس حدیث میں اختلاف کیا ہے۔ پس کہا امام علم الدین سلیمان بن زکریا قریشی نے شرح مشارق میں کہ حدیث مہدیؑ کے حق میں وارد ہوئی ہے اور حدیث مہدیؑ کے عدل واحسان کی خبر دیتی ہے پس امام علم الدین نے مال سے عدل واحسان مراد لی ہے اور مشارق کا دوسرا شارح کہتا ہے کہ حثی تحثی حثیا اس وقت کہا جاتا

[1] طلب زر سے خاص نہیں ہے بلکہ احتمال رکھتا ہے کہ مال سے مراد محبت عشق طلب دیدارِ حق اسرار ولایت محمدیؐ اور مقصود کو پہنچا ہو (از شرح فارسی)

ہے کہ مال اپنے ہاتھ سے پھینکے اور عمر بن الخطابؓ کے زمانہ میں جب آپ کے پاس نوشیرواں کا خزانہ آیا تو مال بیٹا بھی گیا ہے پس شارح مذکور نے (فرمان رسولؐ یکون بعدی خلیفة الخ میں جو خلیفہ ہے) اس خلیفہ سے عمر بن الخطابؓ کی ذات مراد لی ہے پس مذکورہ ہر دو حدیث مال اور مہدیؑ کے حق میں ہونے کے بیان میں متفق نہ ہوئے از روئے خاص اور مال یا عام ہوگا یا مشترک یا مجمل ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے اسلئے کہ کلمہ ٔمال جس طرح اپنے جنس یعنے جواہر سونا چاندی جامہ پشمینہ اور دوسری پونجی کے متعلق کہا جاتا ہے اسی طرح غلہ کپڑے اور جانوروں کے متعلق کہا جاتا ہے لیکن عام کہ اس کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس عام سے کل بالکثرت مراد لیجاتی ہے۔ اور مشترک کا ذکر کیا جاتا ہے اور اسکے جنس سے واحد مراد لیجاتی ہے پس لفظ مشترک اپنے جنس کے واحد اور کثیر دونوں پر مشترک ہوتا ہے اور مجمل کے بعض وجوہ کو بعض پر ترجیح حاصل نہیں ہوتی مگر اُس بیان سے جو شارع کی جانب سے ہو اور ہدایہ میں ہے کہ۔ اگر کہا کہ فلاں کیلئے مجھ پر مال ہے پس رجوع کیا جائے گا اس کے بیان کی طرف کیونکہ اس کا بیان مجمل ہے (مقدار ظاہر نہ ہونے سے) اور قبول کیا جائے گا اس کا قول قلیل و کثیر کے متعلق کہ یہ سب مال ہے اور عام اس کا حکم حکم کا ثابت کرنا ہے قطعاً ویقیناً یا ظناً علیٰ حسب المذاہب ان تمام افراد میں جس کو وہ شامل ہے اور مشترک حکم اُس کا اس میں توقف کرنا ہے اُس میں تامل کرنے کی شرط کے ساتھ تا کہ اس کے بعض وجوہ مرجح ہوں اور مجمل حکم اس کا اس میں توقف کرنا اور مجمل کہنے والے کی طرف سے مجمل کی توضیح پر مجمل کی حقیقی مراد کا اعتقاد کرنا ہے پس ہر ایک احوال پر سونے چاندی اور جواہر کی تخصیص کرنی درست نہیں کیونکہ یہ تخصیص بغیر خاص کرنے والے کے اور ترجیح بغیر ترجیح دینے والے کے ہوگی اور اگر ترجیح دیجائے تو وہ تاویل ہوگی اور حکم تاویل کا تاویل پر عمل کرنا ہے لفظ کے احتمال پر اور اسی طرح لفظ حثی کے معنی باعتبار لغت دو وجہ پر ہیں ایک اُن دونوں میں سے یہ کہ حثی نصر ینصر کے باب سے حثی یحثو ہوگا تو اسکے معنی عطاء قلیل کے ہوں گے اور دوسرا ضرب یضرب کے باب سے حثی یحثی کے معنی اپنے ہاتھ سے مٹی کو بٹینا ہے اور بغیر شمار کے عطا سے بھی کنایہ کیا گیا ہے چنانچہ اس کی تصریح حدیثِ دوم میں کی گئی ہے اور وہ قول آنحضرت ﷺ کا ہے کہ بٹیے گا مال کو بٹینا اور شمار نہ کریگا اس کو شمار کرنا پس اس سے بہت مال کا بیٹنا نہیں سمجھا جائے گا بلکہ بغیر شمار کرنے کے مطلق عطا مفہوم ہوگی اس لئے کہ ضرب کا باب کثرت پر نہیں دلالت کرتا بلکہ نصر کے باب سے بھی عطا قلیل مفہوم ہوتی ہے از روئے حقیقت غیر عطاء قلیل اس کا مفہوم نہیں اور ضرب کے باب سے از روے مجاز عطا کرنا مفہوم ہوتا ہے اور اسی طرح فرمان رسولؐ ما استطاع یعنے جسقدر توانائی رکھتا ہے اس کو اٹھانے کی اور لفظ استطاعت کبھی قلیل سے کنایہ کیا جاتا ہے اور کبھی کثیر سے اور اگر قلیل سے کنایہ کیا جائے تو کہا جاتا ہے کہ استطاعت مستطاعت کو کہتے ہیں یعنے جسقدر توانائی رکھا گیا ہے اور وہ معنی میں قلیل کے ہے اور نہیں ہے طاقت جس کے اٹھانے کی پس وہ کثیر ہے اور ان

دونوں کا بیان دو آیتوں میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔اور اے ہمارے رب ہم پر نہ ڈال اتنا بوجھہ جس کی ہم میں سکت نہیں۔اور وہ کثرت سے قلت کی طرف لانا ہے اور وہ چیز جس سے کثرت کا کنایہ کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ تو ڈرو اللہ سے جس قدر تم توانائی رکھتے ہو اور ممکن ہے کہ اس آیت کی تفسیر قلت سے بھی کی جائے اسلئے کہ پرہیز کرنا حسب مقدور ہے اور وہ طاقت پر محمول ہے جیسا کہ پہلی آیت میں ہے پس مقصود یہ کہ تمام وجوہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ مہدیؑ صاحب مال کثیر ہو اس حیثیت سے کہ لوگوں کو اُن کے اٹھانے کی طاقت کے موافق جواہر سونا اور چاندی عطا کرے اور پھر صحت مہدیت کے لئے بہت مال عطا کرنے کی شرط لگائی جائے کہ اگر یہ شرط نہ پائی گئی تو مہدیؑ نہ ہوگا یہ سب حدیث کے معنی سے غفلت رکھنے والوں کی گمانی باتیں ہیں۔ان گمانی باتوں کو مہدیؑ کے حق سے دور کرنے کے اور وجوہ بھی ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں انشاءاللہ تعالیٰ حاصل یہ کہ یا اگر دونوں حدیثوں میں طلب وعطا سے دینی عطا مراد لی جائے تو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے امام علم الدینؒ نے اور اگر عطا سے مال مراد لیا جائے تو واجب ہے کہ مہدیؑ سخی خرچ کرنیوالا اور صاحب بخشش ہو بخیل مال کو روکنے والا نہ ہو اور جنس مال سے ہر وہ چیز جو فی سبیل اللہ اس کے پاس آئے تو خرچ کرے خواہ وہ جواہر ہوں یا سونا یا چاندی یا پیسے یا ہر قسم کا سامان یا ہر قسم کے کھانے یا کپڑے یا حیوان اور ان کے سوائے جن کا شمار مال میں ہوتا ہے عام مال کے موافق عمل ہوگا اور حدیث کے معنی مشترک یا مجمل ہونے کی حیثیت سے متوقف نہ ہوں گے اور مہدیؑ کی نظر میں مال مٹی کے جیسا ہوگا اور خرچ کرے گا اس کو خرچ کرنا اس طرح کہ مال کی قلت وکثرت پر توجہ نہیں کریگا یا مال اور مٹی دونوں مہدیؑ کے پاس مساوی ہوں گے محبت نہ ہونے اور جمع نہ کرنے میں اسلئے کہ مہدیؑ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا ہے حکم کریگا لوگوں کو ترک دنیا کا اور انکے دلوں سے دنیا کی محبت دنیا کی لذتوں اور دنیا کی ظاہری آرایشوں کو اُکھیڑ دیگا تو پھر مہدیؑ متاع دنیا کو کس طرح دوست رکھے گا اور بذات خود دنیا کی پونجی جمع کریگا اور نہیں ہوگا اس کیلئے مال مگر وہی جو لایا گیا ہو اللہ کی خوشنودی کے لئے تو پھر مہدیؑ کیونکر عطا کریگا سونا اور چاندی سائل کے اٹھانے کی قوت کے موافق پس یہ اقوال منکرانِ مہدی علیہ السلام (طالبان دنیا) کے طبعزاد ہیں نہ تو کتاب اللہ میں ہیں اور نہ حدیث صحیح میں اور منکرین نے مہدیؑ کے حق میں عطاء کثیر کا جو کچھ گمان کرلیا ہے کئی معانی کی مخالفت کرتا ہے اُن معانی سے ایک معنی یہ ہے کہ مہدیؑ رسولؐ کا تابع ہے اور رسولؐ کے فقیر ہونے میں کوئی شبہ نہیں پس مہدیؑ کے لئے بھی رسولؐ کی طرح فقیر ہونا سزاوار ہے اس لئے کہ مہدیؑ ولی ہے اور ولایت کیلئے فقر وفاقہ لازم ہے تو انگری لازم نہیں دوسرا معنی یہ کہ عطاء کثیر اسراف ہے اور اللہ تعالیٰ مسرفین کو دوست نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔اور مت اڑا بکھیر کر بیشک فضول خرچ کرنیوالے شیطانوں کے بھائی ہیں۔پس مہدیؑ اسراف کرنیوالا نہ ہوگا **اور تیسرا معنی یہ کہ مہدیؑ ہدایت اور ارشاد کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔پس اگر**

مہدیؑ باوجود عہدۂ عظمیٰ کے بذات خود دنیا میں مشغول ہوجائے اور لوگوں کو دُنیا [۱] طلبی میں مشغول کرے تو لوگوں کو غرض اصلی (خدا کے دیدار کی طلب) سے ہٹا کر خلل و فساد میں ڈالنا متصور ہوگا اور یہ بات (دجال کیلئے سزاوار ہے) مہدیؑ کے شایانِ شان نہیں۔ اور چوتھا معنی یہ کہ مہدیؑ کے پاس لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کی راہ پانے کی طلب میں ایسی حالت میں آئیں گے کہ اللہ کے لئے ایک دوسرے کو دوست رکھنے والے ہوں گے پس اگر مہدیؑ کے لئے عطاء کثیر ہوتو مہدیؑ کے پاس آنیوالوں میں یہ معلوم نہ ہوسکے گا کہ کون دنیا کا طالب ہے اور کون خدائے تعالیٰ کا طالب ہے یہ بات بھی مہدیؑ کیلئے سزاوار نہیں (دنیا طلبی میں مشغول کرانا شیطان کا کام ہے) اور اسکی تائید دیتی ہے وہ چیز جو تفسیر مدارک میں فرمانِ خدا ''اور ہم نے بنایا ہے تم میں ایک کو ایک کیلئے آزمایش (کا ذریعہ) دیکھیں تم بھی صبر کرتے ہو؟ کے تحت ذکر کی گئی ہے یعنی اے محمدؐ ہم نے تجھ کو ان کیلئے آزمایش بنایا ہے اسلئے کہ اگر تو صاحب باغ اور صاحب خزانہ ہوتا تو البتہ انکا تیری فرمانبرداری کرنا دنیا کیلئے یا دُنیا سے ملنے کیلئے ہوتا ہم نے تو تجھ کو فقیر بنا کر بھیجا ہے تا کہ تیری اطاعت کرنے والوں کی اطاعت خالص ہمارے لئے ہو (دنیا کیلئے نہ ہو) اور پانچواں معنی یہ کہ اور مہدیؑ دعویٰ کرے مہدیت کا تو لوگ جمع ہوں گے مہدیؑ کے پاس اور مہدیؑ کی تصدیق کریں گے اپنی اس طمع کی خاطر کہ مہدیؑ ان کو جواہر سونا اور چاندی دیگا اگرچیکہ نہ پائیں مہدیؑ میں شرائط وعلامات مہدیت خصوصاً وہ علماء جو بادشاہوں سے میل جول رکھتے اور تھوڑی سی دنیا کی خاطر صبح وشام اُن کے دروازوں پر دوڑے دوڑے پھرتے ہیں حتیٰ کہ وہ نبیؐ کے فرمان سے مخصوص ہوے کہ وہ علماء دین کے چور ہیں آنحضرتﷺ کے فرمان سے کہ علماء اللہ کے امانت دار ہیں جب تک بادشاہوں سے میل جول پیدا نہ کریں پس جب علماء بادشاہوں سے میل جول پیدا کرلیں تو ان سے پرہیز کرو پس تحقیق کہ وہ دین کے چور ہیں وہ دین کے چور ہیں وہ دین کے چور ہیں۔ اور قرآن میں ایسی آیتیں ہیں جو علماء کے اس میل جول اور عمل پر زجر کرتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنو! اکثر علماء [۲] اور مشایخ

---

[۱] کما قال اللّٰه تعالیٰ فَلَا تَغُرَّ نَّكُمُ الحَيٰوةُ الدُّنيَا وَلَا يَغُرَّ نَّكُم بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ط اِنَّـمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○ (سورہ فاطر۔ جزء ۲۲)۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ تو تم کو فریب نہ دے دنیا کی زندگی اور تم کو نہ دھوکہ دے اللہ کے بارے وہ دغاباز (شیطان تمہارا دشمن ہو تو تم دشمن ہی اس کو سمجھے رہو پس وہ (شیطان) تو بلاتا ہے اپنی جماعت کو (دنیا کے طالبوں کو دنیا کی طرف) تا کہ وہ دوزخ والوں میں ہوجائیں۔

[۲] یٰا ایھا الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیأ کلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللّٰہ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللّٰہ فبشر ھم بعذاب الیم۔ مومنو! اکثر علماء اور مشایخ کھا جاتے ہیں لوگوں کے مال ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور جو جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو نہیں خرچ کرتے اللہ کی راہ میں تو اے محمدؐ اُن کو خوش خبری سنا دَردناک عذاب کی (ملاحظہ ہو حمائل شریف مترجم مطبوعہ خیر المطابع لکھنو صفحہ ۳۰۷)

کھا جاتے ہیں لوگوں کے مال ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے الخ نیز فرماتا ہے کہ۔اور ہم نے پراگندہ کیا انکو ملک میں گروہ گروہ ان میں سے بعض تو نیک ہیں اور بعض بدکار ہیں اور ہم نے ان کو آزمایا سکھ سے اور دکھ سے تاکہ وگنا ہوں سے رجوع کریں پھر آئے انکے بعد ایسے ناخلف کہ وارث بنے کتاب کے لئے لیتے ہیں اسباب اس کمینی دنیا کا اور کہتے ہیں کہ ہم کو معاف ہو جائے گا اور اگر انکے سامنے آوے کوئی دنیوی چیز اس جیسی تو اس کو لے لیتے ہیں کیا نہیں لیا گیا ان پر وہ عہد جو کتاب میں لکھا ہے کہ نہ بولیں اللہ پر سوائے سچ کے اور انہوں نے پڑھ لیا جو اس کتاب میں ہے (عمل نہیں کرتے) اور آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کیلئے کیا تم سمجھتے نہیں۔اور مدارک میں ذکر کیا گیا ہے کہ ما کانو ایاخذون (لے لیتے تھے) سے مراد احکام اور توریٰت کے کلمے بدلنے میں رشوت لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے قول هذا الادنی میں دنیا کی زبونی اور تحقیر ہے اس تھوڑی سی دنیا کو انہوں نے کلمۂ توریت کی تحریف کے عوض میں لے لیا اور مصر ہو گئے اس کام پر اپنی محبت سے یہاں تک کہ کہتے ہیں ہم کو معاف ہو جائے گا اور اگر انکے سامنے آوے کوئی دنیوی چیز اس جیسی تو لپکتے ہیں اسکو لینے کیلئے واصروا میں واؤ حال کیلئے ہے یعنے امید رکھتے ہیں مغفرت کی درانحالیکہ وہ مصر ہیں پہلے کے جیسے بُرے کاموں کی طرف رجوع کرنیوالے ہیں امام زاہد نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہود ونصاریٰ رشوت لینے سے کافر نہ ہوے بلکہ گناہوں کی معافی کے ساتھ اپنی ذاتوں پر قطعی مغفرت کا حکم لگانے سے کافر ہوئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عاصی کی قطعی مغفرت کی خبر اپنے کلام میں نہیں دی بلکہ عاصی کی مغفرت مشیت پر موقوف ہے چاہے بخشے چاہے عذاب کرے اور مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول ہذا ''کہدے کہیں برابر ہوتے ہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے وہی نصیحت حاصل کرتے ہیں جن کو عقل ہے'' کے تحت مذکور ہے یعنی جانتے ہیں اور جاننے کی موافق عمل بھی کرتے ہیں گویا کہ خدائے تعالیٰ نے عمل نہ کرنیوالے کو جاہل قرار دیا ہے اور تفسیر مدارک میں ہے کہ گناہ عظیم ان کیلئے ہے جو علوم سیکھتے ہیں اور فرمانبرداری نہیں کرتے اللہ کی اور فتنے پیدا کرتے ہیں علوم میں اور مبتلا ہوتے ہیں دنیا میں پس وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہل ہیں جہاں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمانبرداری کرنیوالوں کو عالم گردانا اور نیز تفسیر مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول۔ پس مکاتب بنادو اگر تم جانو ان میں شائستگی کی تفسیر میں ہے۔ جان کہ بندے چار ہیں ایک وہ بندہ جو صرف خدمت کیلئے ہے دوسرا ماذون یعنے جس کو تجارت کی اجازت دیگئی تیسرا مکاتب وہ ہے کہ اس کا آقا اس کو کہے کہ اگر تو مجھ کو سو روپیہ دیا تو آزاد ہے چوتھا ابق یعنے بھاگنے والا بندہ پہلے بندہ کی مثال یہ ہے کہ وہ صاحب عزلت ہے جس کو خلوت اختیار کرنے اور حظ نفس کو ترک کرنے سے مقصودِ عزلت[1] حاصل ہوا اور دوسرا اولی العشرۃ ہے یعنی خداوند عشرت پس وہ درگاہ الٰہی سے راز رکھنے والا ہے لوگوں سے آزمایش

[1] یعنی خلوت میں خاطر جمعی پانا اور دنیا اور اہل دنیا سے الفت منقطع کرنا اور ذکر خدا سے اطمینان پانا اور حظ نفس کو ترک کرنا ہے (از شرح فارسی)

کیلئے ملتا ہے (کہ ان میں طالب خدا کون ہے اور طالب دُنیا کون) دیکھتا ہے ان کو عبرت سے اور حکم کرتا ہے ان کو غیرت کا (کہ محبوب حقیقی باقی کو چھوڑ کر دنیاء فانی کے عاشق اور آخرت میں رسوا نہوں) پس وہ رسولؑ کا خلیفہ ہے اللہ کے حکم سے حکم کرتا ہے اللہ کیلئے لیتا ہے اور اللہ کی راہ میں دیتا ہے اور تمام امور میں اللہ کی تعلیم سے سمجھتا ہے اور اللہ کے ساتھ کلام کرتا ہے پس دنیا اسکے دینی تجارت کا بازار ہے اور عقل اس کی تجارت کی پونجی ہے غضب اور رضا دونوں حالتوں میں عدل اِسکا ترازو ہے محتاجی اور توانگری دونوں حالتوں میں سلامت روی اس کی نشانی ہے اور علم اس کی جاے نجات اور جاے فراغ ہے اور قرآن اُس کے مولیٰ کی طرف سے کتاب الاذن ہے اور وہ اپنے ظاہری احوال سے لوگوں میں مشغول اور اپنے باطنی احوال سے لوگوں سے دور اور وہ اُن سے جدا ہے اللہ کے معاملہ میں ایسے کام میں جو ان کے برخلاف باطناً اس کے فائدے کیلئے ہے پھر وہ ان سے ملتا ہے ایسے کام میں جو ان کے فائدے کیلئے اور اُس کے برخلاف ہے ظاہر میں اور ان میں زندگی بسر کرنے میں وہ ان میں سے نہیں ہے لیکن خالص سونے کی کان ہے جو وہ کھاتے ہیں کھاتا ہے جو وہ پیتے ہیں پیتا ہے اُن لوگوں کو معلوم نہیں کہ وہ اللہ کا مہمان ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کو اسی کے حکم سے قائیم دیکھتا ہے گویا کہ اس کی تعریف میں یہ شعر کہا گیا ہے پس اگر تو لوگوں سے بلند مرتبہ ہے حالانکہ تو ان ہی میں سے ہے تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ مشک ہرن کے خون کا ایک حصہ ہے پس صاحب عزلت کا حال زیادہ صاف اور زیادہ روشن ہے اور خداوند عشرت کا حال اکمل واعلیٰ ہے اور پہلا دوسرے کے مقابلہ میں بارگاہ رب العزت میں ایسا ہے جیسا کہ بادشاہ کے پاس وزیر کے مقابلہ میں ندیم (مصاحب ہمیشہ ساتھ رہنے والا) ہے لیکن نبیؑ پس وہ شریف الطرفین جواہرات کا معدن اور دو حال (نبوت وولایت) کے جمع ہونے کا مقام اور دو شیریں پانی (شریعت وطریقت) کا چشمہ ہے پس اس کے احوال کا باطن ہدایت یافتہ گوشہ نشینی کا محبّ ہے اور اُس کے اعمال کا ظاہر پیشوا ہے جو ولی العشرۃ ہے اور تیسرا بندہ مکاتب ہے اپنے نفس سے جہاد کرنیوالا اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے والا اور عامل جو خراج کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ ایک مہینہ میں اتنا دوں گا جیسا کہ مکاتب کی اقساط اس پر رات دن میں نماز پنجگانہ ہے اور سال میں دوسو درہم پر پانچ درہم دینا اور سال میں ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور تمام عمر میں ایک بار حج کرنا پس گویا کہ اس نے خرید لیا اپنے نفس کو اپنے رب سے ان معینہ اقساط کے ذریعہ پس وہ کوشش کر رہا ہے اپنی گردن کے چھڑانے میں بندگی کی ڈوری گردن میں رہ جانے کے خوف سے اور آزادی کی وسعت کی حرص سے ایسا انسان جنت کے چمنوں میں راحت پاتا ہے اور اپنی آرزؤں کو پہنچتا ہے اور کرتا ہے جو چاہتا ہے اپنے منشاء کے موافق اور چوتھا بندہ بھاگنے والا ہے پس اکثر بھاگنے والوں میں سے ظالم قاضی بے عمل عالم اور لوگوں کو دکھانے کیلئے قراءت پڑھنے والے ہیں اور ایسا واعظ کہ لوگوں کو جو کچھ نصیحت کرتا ہے خود اس پر عمل نہیں کرتا اور اس کی باتیں بیہودہ ہوتی ہیں

اور جو شخص اس کا وعظ سننے کے بعد کچھ نہیں دیتا تو اس پر حملہ کرتا ہے چہ جائے کہ چور اور زانی پس ان کی حق میں نبیؑ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو ایسی قوم سے مدد پہنچائے گا کہ اسکے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول ہذا (بھلا کافر بہتر ہے) یا وہ شخص جو عبادت میں لگا ہوا ہے رات کی گھڑیوں میں، کی تفسیر میں ہے پس اس عبارت سے مقصود یہ ہے کہ جب علماء نے دنیا کی محبت پر اتفاق کرلیا تو انکا شمار بھگوڑے غلاموں میں ہوگیا اس لئے کہ دنیا پر پروردگار کا غضب ہے اور جو شخص دنیا کو دوست رکھتا ہے پس اس پر بھی پروردگار کا غضب ہوگا پس لامحالہ پروردگار کے غضب کے وقت بندہ بھاگے گا پس جب پروردگار سے دنیا کی محبت کی طرف بھاگیں تو پھر گئے طریقِ حق سے باطل کی طرف پس جس نے ان کو سونا چاندی عطا کیا پس اس کی موافقت سے فتنہ وفساد برپا کرنا ان پر ضرور ہوا اگر چہ کہ عطا کرنیوالا باطل پر ہو۔ اگر مہدیؑ مخالفوں کے گمان کے موافق مال عطا کرنے کے ساتھ مہدیت کرتے تو مخالفین مہدیؑ کو رشوت کی تہمت دیتے (کہ مہدیؑ رشوت دیکر اپنی تصدیق کرواتا ہے) فتویٰ دیتے کہ مہدیؑ آنیوالا ہے پس اتباع کریں گے اس کی اور اُس کو دوست رکھیں گے اس کی اطاعت اور مدد کرنے سے پس جب آ گیا مہدیؑ اس چیز کے ساتھ جو اُن کی آرزوں کی مخالفت کرتی ہے تو انہوں نے مہدیؑ سے حسد کیا اور انکار کیا مہدیؑ کی مہدیت کا مال و جاہ کی محبت سے اور عداوت کی مہدیؑ سے اور انہوں نے باوجود اپنے اس علم کے کہ مہدیؑ ولی کامل ہے مہدیؑ سے اپنی عداوت ظاہر کی پس یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہوگئے اور اقسام کی بلاؤں اور فتنوں سے ہلاک ہوئے جیسا کہ رسولؐ کے زمانہ میں علماء یہود ونصاریٰ کا حال تھا اس کی تائید کرتی ہے وہ چیز جو تفسیر بحر الحقایق میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ کے قول کی تفسیر میں۔ اور جب پہنچی اللہ کی طرف سے اُن کے پاس کتاب جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو انکے پاس ہے اور یہ لوگ پہلے سے فتح بھی طلب کرتے تھے کافروں پر سو جب آ پہنچا اُن کے پاس جس کو پہچان رکھا تو انکار کر دیا پس اللہ کی لعنت ہے کافروں[1] پر (انکار کرنے والوں پر) اللہ تعالیٰ کے قول من فضلہٖ تک اور من فضلہٖ کا اشارہ علی من یشاء من عبادہ (اتارا اپنے بندوں میں سے جس کسی پر چاہا) پر ہے تحقیق آیت کی یہ ہے کہ ہر زمانہ میں بعضے اہل علم قاری اور زاہد تلاش اور آرزو رکھتے ہیں کہ پائیں اولیاء اور علماء میں سے جو خاص کئے گئے ہیں کشف مشاہدہ اور علم لدنی سے کہ ان کے ذریعہ سے اپنی حاجتوں

---

[1] علی الکافرین کے بعد کی آیت یہ ہے کہ بئسما اشتروا به انفسهم ان یکفروا بما انزل اللّٰه بغیا ان ینزل الله من فضله علی من یشاء من عباده فباء و بغضب علی غضب و الکفرین عذاب مهین (سورۃ البقرہ۔ آیت ۹۰)۔ بُرے مول خریدا اُنہوں نے اپنی جانوں کو یہ کہ کفر کرتے ہیں اُس کا جو اتارا اللہ نے اِس حسد میں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اس کو منظور ہو نازل کردے سو کھایا انہوں نے غصہ پر غصہ اور کافروں پر ذلت کا عذاب ہے۔

اور اپنی دعا کی مصلحتوں میں اللہ کی طرف رخ پھیریں اور حق کے پاس اپنی محبت ظاہر کرتے ہیں انکے ساتھ پس جب انہوں نے اس قوم سے ایک کو پالیا تو اس کی قدر نہ جانی اور اس پر حسد کیا اور اس پر طعن کئے اور اس کی باتوں سے انکار کیا اور اس سے اپنی دشمنی ظاہر کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی ولایت کی غیرت کی طرف سے وہ مطرود و مردود ہوے اور اللہ سے دور اور لعنت کے مستحق ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بُرے مول خریدا انہوں نے اپنی جانوں کو کہ انکار کرتے ہیں از روے سرکشی اُسکا جو اتارا اللہ نے، یعنے وہ اولیاء اللہ سے انکار کرتے ہیں اور از روے حسد کفر کرتے ہیں اُس چیز سے جو اللہ نے انکے لئے علم کی حقیقتیں کھولدیں۔ ان ینزل اللّٰہ یعنی دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے یعنے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے۔ پس انہوں نے اولیاء کی ولایت کا انکار کرنے سے غضب پر غضب کمایا جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کہ جس نے کسی ولی سے دشمنی رکھی پس وہ میرے مقابلہ میں جنگ کرنے کے لئے میدان میں آیا اور میں غضب میں آتا ہوں اپنے اولیاء کی خاطر جیسا کہ غضب میں آتا ہے شیر اپنے بچہ کی خاطر۔ وللکافرین یعنی اور جان بوجھ کر انکار کرنیوالوں پر۔ عذاب مہین۔ ذلت کا عذاب ہے۔ دنیا اور آخرت میں۔ ذلت کا عذاب اُن اہل نظر کے پاس ہے جو ان کے احوال سے واقف ہیں اور الطافِ حق کے خوشگوار ہواؤں کے جھونکوں سے محرومیت کا عذاب ہے اور آخرت میں گھاٹے اور رسوائی کا عذاب ہے عارفوں سے انکار کرنا محرومیت اور گھاٹے کا باعث ہوتا ہے پھر ان کا دیدہ ودانستہ انکار پر مصر ہونا مانند قول اللہ تعالیٰ کے۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ اس پر جو نازل کیا اللہ نے تو کہتے ہیں ہم تو ایمان لائیں گے اسی پر جو اتارا گیا ہم پر اور انکار کرتے ہیں اس کے ماسوا (قرآن) کا حالانکہ وہ حق ہے تصدیق بھی کرتا ہے اسکی جو ان کے پاس ہے۔ اشارہ تحقیق الآیت میں یہ ہے کہ جب مغروروں سے کہا گیا کہ تم اعتقاد لاؤ قرآن کے اسرار اور اسکے معانی اور اسکے حقایق پر جو اللہ کی بخششیں ہیں جن کا الہام اللہ نے اپنے اولیاء پر کیا ہے اور وہ اسرار آیات واخبار کی دلیلوں سے جو مشائخین متقدمین سے منقول ہیں تو اُنکے نفوس نے ان میں سے بعض کو جو انکی خواہشوں اور عقل کے موافق تھے بے دھڑک قبول کرلیا اور کہا کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں قرآن کے ظاہری عدل پر اور وہ انکار کرتے ہیں اس چیز سے جو اُن کے حظ نفسانی کے سوائے تھی حالانکہ وہ اُن کے پروردگار کی طرف سے حق تھی اور اُن علوم ظاہر کی تحقیق کرنے والی تھی جو ان کے ساتھ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے جواب میں فرمایا کہ۔ پھر کیوں قتل کرتے رہے اللہ کے نبیوں کو پہلے سے اگر تم ایمان والے تھے یعنی تم اولیاء اللہ سے کیوں جھگڑا کرتے ہو اگر تم معتقد تھے کیونکہ اولیاء اللہ نے جو کلام کیا ہے وہ قرآن کے اسرار وحقایق ہیں پس جو شخص اولیاءؒ کا انکار کرتا ہے وہ مقام حقیقت میں قرآن کا معتقد نہیں اور اولیاء اللہ سے قتال کرنیوالا پیغمبروں سے قتال کرنیوالا ہے اور اولیاء اللہ کی باتوں سے انکار کرنا

حقیقت میں قرآن کا انکار کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان سے جب کافروں نے قرآن سے ہدایت نہ پائی تو کہہ دیا کہ یہ تو قدیمی جھوٹ ہے اگر وہ اپنی خواہشوں کو کم کرتے اور اپنے نفوس کو دینی مقاصد کی طرف کھینچ کر لیجاتے تو البتہ ان کیلئے بہتر ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ اور اُن کا کیا بگڑ جاتا اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور روز آخرت پر ذکر کیا ہے تفسیر بیضاوی میں اور اس میں تنبیہ ہے اس بات پر کہ جب کوئی شخص بلایا جائے کسی ایسے کام کی طرف جس میں کوئی ضرر نہیں ہے تو چاہیئے کہ اس کو احتیاطاً قبول کرلیں پس کیسا ہوگا (حال نہ قبول کرنے والوں کا) جبکہ قبول کرنا منفعت کو شامل ہو اور مہدیؑ کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے جو فتوحاتِ مکی میں ہے کہ نہیں ہیں مہدیؑ کیلئے دشمن مگر خاص کر فقہا بہ سبب اس کے جس کا ذکر ہم نے کر دیا ہے پس بعض علماء کا مہدیؑ کے دشمن ہونا بھی مہدیؑ کی سچائی کی نشانی ہے پس اگر کہے تو کہ یہ آیتیں علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی ہیں پس ان کو اُمتِ محمدؐ کے حق میں پھیرنے کی کیا ضرورت ہے تو میں کہتا ہوں کہ حدیث وارد ہونے کی وجہ سے چنانچہ عبداللہ ابن عمروؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول ﷺ نے کہ البتہ آئے گا میری اُمت پر جیسا کہ آیا بنی اسرائیل پر ایسی ہی موافقت ہوگی جیسی کہ نعل نعل کے ساتھ موافقت رکھتی ہے یہاں تک کہ اگر یہودیوں میں سے کوئی ماں کے پاس آشکارا آیا ہے تو البتہ ہوں گے میری اُمت میں ایسے لوگ جو وہی کام کریں گے الخ اور ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول ﷺ نے کہ البتہ پیروی کروگے تم ان لوگوں کی جو تم سے پہلے (یہود و نصاریٰ) ہو گذرے اگر وہ ایک بالشت گمراہی میں چلیں گے تو تم بھی ایک بالشت گمراہی میں چلوگے اور اگر وہ ایک ہاتھ چلیں گے تو تم بھی چلوگے یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار[1] کے سوراخ میں داخل ہوں گے تو تم بھی ان کی پیروی کروگے حاصل یہ کہ علماء یہود نے رشوت لیکر توریٰت کے کلمہ کو بدلدیا اللہ سے نہ ڈرے اور دنیا کی محبت میں باطل کی طرف گئے پس اسی طرح جب اُمت محمدؐ کے علماء نے دنیا کو دوست رکھا اور دنیا کے لئے بادشاہوں کی صحبت اختیار کی پس خالی نہیں کہ علماء اُمت اس کی بات کو قبول کریں جس نے انہیں بہت سا مال دیا اگرچیکہ مال دینے والا باطل پر ہو اور کہتے ہیں کہ۔ ہم کو آگ چھوئے گی نہیں مگر گنتی کے چندروز۔ اس لئے کہ ہم جو رشوت لیتے ہیں گناہ کبیرہ ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہونے سے مومن کافر نہیں ہوتا اور اس بات پر توجہ نہیں کرتے کہ گناہ کبیرہ دِل کو ماردیتا ہے اور دِل کے مرجانے کی نشانیوں سے یہ ہیکہ دل سخت ہوجاتا ہے چنانچہ علیؓ نے فرمایا کہ جب دِل سخت ہوجاتا ہے تو گناہ کرنے کے وقت نہیں ڈرتا اور گناہ سے نہ ڈرنا کفر کی علامتوں سے ہے اسی طرح امام زاہد نے اللہ تعالیٰ کے قول۔ پھر سخت ہوگئے تمہارے دل اسکے بعد سو وہ پتھر کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت۔ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ گناہ صغیرہ پر مصر ہونا گناہ کبیرہ کو حقیر اور حلال رکھنے اور اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنے کو واجب کرتا

---

[1] گھوڑ پھوڑ

ہے پس جس سے اللہ کا خوف دور ہوا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا اور جس نے گناہ کبیرہ کو حقیر سمجھا پس وہ کافر ہوا اور جس نے گناہ کبیرہ کو حلال جانا پس وہ کافر ہوا پس مہدی موعود علیہ السلام کو چاہیئے کہ نہ رشوت دینے والا ہو اور نہ رشوت لینے والا بلکہ ہووے فقیر اس حیثیت سے کہ نہ لازم گردانے اس کی صحبت کو مگر وہ شخص جس کا مطلوب خالص اللہ تعالیٰ کی ذات ہو اللہ تعالیٰ کے قول سے (بھلا کافر بہتر ہے یا وہ شخص جو عبادت میں لگا ہوا ہے رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتا ہوا اور نماز میں کھڑا ہوا ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے اپنے پروردگار کی رحمت کی کہدے کہیں برابر ہوتے ہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے۔ آیت شریفہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مومن پر واجب ہے کہ خوف اور امید کے درمیان رہے یعنے اپنے عمل پر اللہ کی رحمت کی امید رکھے اور اپنی قاصر العملی پر اللہ کے عذاب کا خوف رکھے پھر اُمید اس وقت جبکہ اپنی حد سے بڑھ جائے (اپنی بخشش کا یقین کرے تو) خوف کا موجب ہوگا اور تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ۔ اللہ کے جزا دینے سے بےفکر نہ ہوں گے مگر زیاں کار لوگ نیز فرماتا ہے کہ۔ بیشک نا اُمید نہیں ہوا کرتے اللہ کی رحمت سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں پس مومنوں پر واجب ہے کہ خوف و رجاء سے تجاوز نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ کہدے کہیں برابر ہوتے ہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے یعنے جانتے ہیں اور جاننے کے موافق عمل کرتے ہیں گویا کہ اللہ نے عمل نہ کرنیوالے کو جاہل قرار دیا ہے اور تفسیر مدارک میں ہے کہ گناہ عظیم اُن کے لئے ہے جو علوم سیکھتے ہیں پھر فرمانبرداری نہیں کرتے اللہ کی اور فتنے پیدا کرتے ہیں علوم میں پھر مبتلا ہوتے ہیں دنیا میں پس وہ اللہ کے نزدیک جاہل ہیں جہاں کہ گردانا اللہ تعالیٰ نے فرمانبرداری کرنیوالوں کو کہ یہ عالم ہیں (نہ وہ جو علوم پڑھ کر طالب دنیا ہوئے بلکہ یہ لصوص الدین اور قطاع الطریق ہیں) ایسا ہی ہے مدارک میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو ایسے لوگوں سے مدد دیگا جن کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ ایسا ہی ہے مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول۔ پس مکاتب بنادو اگر تم جانو ان میں شایستگی۔ کی تفسیر میں۔ پس مخالفانِ مہدیؑ کا مہدیؑ کے حال سے موافقت رکھنے والی چیز کے خلاف حدیث کا معنی کر کے حدیث سے حجت لینا باطل ہوگیا اور اگر ہم حدیث کا معنی جو علماء نے سمجھا ہے اس کو سلامت بھی رکھیں تو جواباً کہتے ہیں کہ مہدیؑ کی عطاءِ بزرگ خلق کو صراط مستقیم (راہِ طلب خدا) کی ہدایت کرنا ہے خصوصاً اس شخص کو جو صدقِ نیت سے مہدیؑ سے فیض طلب کرتا ہے اسلئے کہ حدیث حسانی احاد سے ہے متواتر کے سوائے اسکے معنی محمول نہ ہوں گے مگر اس طرح کہ امر دین کے موافق ہوں اور مہدیؑ کے حال کے مخالف نہ ہوں پس یہ معنی ایسے ہیں جیسا کہ کہا امام علم الدین سلیمان نبیرۂ بہاؤالدین زکریا نے کہ حدیث مہدیؑ کے عدل و احسان کی خبر دیتی ہے اور احسان وہ ہے جس کا ذکر حدیث میں مذکور ہوا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھ سکتا تو یہ سمجھ کہ اللہ تجھ کو دیکھتا ہے الخ اس

لئے کہ مہدیؑ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اسی کام کیلئے بھیجا گیا ہے پس اگر کہے تو کہ مہدیؑ سوال کرنیوالے کے دامن میں مال ڈالنے کے کیا معنی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ کوئی شخص کسی مشائخ اور بزرگ سے تبرکاً فاتحہ طلب کرتا ہے تو پھیلاتا ہے اپنے دامن کو اور جب وہ فاتحہ پڑھنے سے فارغ ہوتا ہے تو سمیٹ لیتا ہے اپنے دامن کو گویا کہ کوئی چیز اپنے دامن میں لے لیا ہے اور کپڑے میں لینے سے مراد فائدہ طلب کرنا ہے یہ تمثیل جو میں نے بیان کی ہے کثیر الاستعمال ہے جیسا کہ وارد ہوئی ہے مثل اُس کے حق میں جس نے اپنے فعل کی جزا پایا کہا جاتا ہے کہ جیسا کیا ویسا پایا۔ اور جو حجت لیتے ہیں مخالفانِ مہدیؑ اس حدیث سے جو ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہا رسول خدا ﷺ نے ایک بلا کا ذکر کیا جو اس اُمت کو پہنچے گی یہاں تک کہ آدمی کو کوئی ایسا ٹھکانہ نہیں ملے گا کہ اُس کے ظلم سے بچکر اُس طرف چلا جائے پس اللہ تعالیٰ میری عترت اور میری اہل بیت سے ایک آدمی کو بھیجے گا اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ زمین کو داد و عدل سے بھر دیگا جیسا کہ جور و ظلم سے بھری ہوئی تھی اُن سے آسمان اور زمین کے رہنے والے سب راضی ہو جائیں گے آسمان اپنی بارش کے قطروں میں سے بغیر برسائے کچھ نہیں چھوڑے گا اور زمین اپنی روئیدگی میں سے بغیر اگائے کچھ نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ زندہ لوگ مُردوں کی آرزو کریں گے زندگی کریگا وہ مرد سات سال یا آٹھ سال یا نو سال۔ مخالفوں نے یہ اعتقاد باندہ لیا ہے کہ مہدیؑ بھیجا جائے گا اس اُمت پر بلا پہنچنے کے وقت حتی کہ آدمی کو کوئی ایسا ٹھکانہ نہیں ملے گا کہ اُس کے ظلم سے بچ کر اُس طرف چلا جائے الخ ہم کہتے ہیں کہ حدیث میں تین مانع ہیں پس یہ حدیث ان کے لئے کیسے حجت ہوسکتی ہے ہم پر مانع اول یہ کہ حدیث حسانی ہے ہم قطعی طور پر یہ اعتقاد نہیں کر سکتے کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صادر ہوئی ہے مانع دوم یہ کہ اس حدیث میں مہدیؑ کا نام ظاہر نہیں۔ مانع سوم یہ کہ اس میں آنحضرت ﷺ نے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ اس کا نام میرا نام ہے اور اسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہے تا کہ مہدیؑ کے حق میں ہونے کا احتمال ہوتا پس چاہیئے کہ ہووے آخر زمانہ میں ایک شخص اولاد رسولؑ سے کہ کرے ایسا اور ایسا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مرد مہدی موعودؑ ہو پس یہ اقوال اس ذات کو جھٹلانے کی صلاحیت نہیں رکھتے جو دعوئے مہدیت کی صلاحیت اُن دلائل سے رکھتا ہے جن کا ذکر ہم نے کر دیا ہے حالانکہ مہدیؑ دعویٰ کرتا ہے امر مہدیت کا اور اگر ہم تسلیم کریں تو کہتے ہیں کہ ظلم سے مراد وہ ہے جس کا ذکر ہم نے اصول ستہ میں کیا ہے پس ضرور ہے کہ مہدیؑ مبعوث ہو اصول ستہ گناہ کبیرہ کے موجود ہونے اور اللہ سے رخ پھیر کر لہو و لعب اور بدعتوں میں مشغول ہونے کے وقت پس مہدیؑ ارشاد کریگا لوگوں کو اللہ کی طرف رجوع ہونے کا اقسام کی حکمت اور نصیحتوں سے اور جدال کریگا اُن سے اوامر و نواہی میں بطریق احسن اسلئے کہ مہدیؑ خلیفہ ہے اسی کام کیلئے اور مہدیؑ کو اسی چیز کا حکم کیا گیا ہے جس چیز کا حکم رسولؑ کو کیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے کہ۔ بُلا لوگوں کو اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت

اور نیک نصیحت سے اور ان کے ساتھ بحث کر جس طرح بہتر ہو۔ پس اگر کہے تو کہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہذا یہاں تک کہ آدمی کو کوئی ایسا ٹھکانہ نہیں ملے گا کہ اس کے ظلم سے بچ کر اُس طرف چلا جائے۔ دلالت کرتا ہے ظلم علیٰ الغیر پر ظلم علی النفس پر نہیں اس لئے کہ آدمی پناہ نہیں لیتا ہے کفر اور گناہ سے جو اس کی ذات سے صادر ہوتا ہے کیونکہ آدمی اپنے نفس کی رغبت سے کفر و گناہ کی طرف آتا ہے اور یہ بات دلالت کرتی ہے کہ مہدیؑ کے حق میں قہر و غلبۂ ظاہری ہو اور مہدیؑ لوگوں کو ظلم سے منع کرے اس لئے کہ ظالم علی الغیر کا صاحب قہر و غلبہ ہونا ضروری ہے اور اس کو منع کرنے والا وہی ہو سکتا ہے جو اس کی طرح صاحب قہر و غلبہ ہو میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب دو وجہ پر ہے ایک وجہ یہ کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ظلم سے منع کرنا قہر و غلبہ سے متعلق ہے بلکہ حکمت، نصیحت اور با یک دیگر نیک زندگی بسر کرنے سے منع کرنا ممکن ہے جیسا کہ اکثر پیغمبر علیہ السلام تھے اور عموماً بے شمار ایسے تھے کہ انہوں نے قتال نہیں کیا اور دوسری وجہ یہ کہ نبوت کے لئے قہر و غلبہ کی شرط نہیں لگائی گئی تو ولایت کی سچائی کے لئے کیونکر شرط لگائی جاتی ہے اور مہدیؑ اولیاء سے ہے چنانچہ اس کا ذکر ہم نے پہلے کر دیا ہے پس جس نے دعوئے مہدیت کی سچائی کے لئے قہر و غلبہ کی شرط لگائی پس تحقیق کہ اس نے خطا کرنے میں زیادتی کی حد سے زیادہ زیادتی کرنا چنانچہ اس کا ذکر ہم نے کئی بار کر دیا ہے اور اگر ہم اس کو تسلیم کریں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اس کا جواب دیدیا ہے اللہ تعالیٰ کے قول۔ ہم نے تجھ کو بھیجا ہے تمام لوگوں کے لئے۔ کی تفسیر میں اور اللہ تعالیٰ کے قول۔ ہم نے تجھ کو تمام عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ کی تفسیر میں کہ داد و عدل سے بھرنیکا حکم صرف مہدیؑ پر موقوف نہیں ہے بلکہ یہ حکم مہدیؑ اور آپ کی پیروی کرنے والے پر عیسیٰؑ کے اتر آنے تک جاری رہے گا اور تیرا یہ کہنا کہ حدیث کا لفظ ظلم علی الغیر پر دلالت کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ ہشیار ہو معنی تو وہی ہیں تو جو کہتا ہے اور یہی سزاوار ہے اور تو اس معنی پر قرآن کی آیتوں سے دلیل طلب کرتا ہے پس تجھ کو اس معنی کے برداشت کرنے کی توفیق دے ولیکن ہم تشبیہ میں جور و ظلم کی طرح داد و عدل سے بھرنے کو تسلیم نہیں کرتے پس تحقیق کہ عدل کی قلت ضرورتاً منصوص ہے اور کثرت ظلم مطلقاً ہمیشہ کیلئے منصوص ہے اُن دلائل کی جہت سے جن کا ذکر ہم نے کر دیا ہے پس تشبیہ حقیقتاً کیفیت میں ثابت ہوئی اور افراد کی کمیّت کے لحاظ سے بعض مطلق میں اور حق اس باب میں یہ معنی ہیں کہ مرد مومن متقی ظالمین کے کثرتِ ظلم سے جائے پناہ نہ پائے گا کمیّت افراد کی بناء پر یعنے کافروں کے کفر اور گنہگاروں کی نافرمانی کی بناء پر اس لئے کہ مرد مومن ان سے پرہیز کریگا اور اُن سے عزلت اختیار کرے گا پس نہیں پائے گا عزلت کیلئے مقام ظالموں گنہگاروں کی کثرت کے سبب سے اس کے یہ معنی ہیں کہ فساد کثرت سے ہوگا یہ معنی نہیں کہ حقیقتاً جائے پناہ کا وجود نہ ہوگا چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے متفقات بخاری و مسلم میں ذکر کیا گیا ہے کہ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول ﷺ نے کہ عنقریب بہت سے فتنے (فساد) ہوں گے اُس زمانہ میں بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوے

آدمی سے بہتر ہوگا اوراس میں کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور اُس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو شخص اسے جھانکے گا تو وہ فتنہ اُسے اپنی طرف کھینچ لے گا اور جو شخص اس سے بچنے کی اور پناہ کی جگہ پا سکے تو وہ ضرور ہی کہیں پناہ لیلے انتہیٰ پھر بھیجے گا اللہ مہدیؑ کو پس مہدیؑ لوگوں کو شریعت طریقت اور حقیقت کی طرف ایک ایسی موثر تبلیغ کے ساتھ بلائے گا جس کی طرف ہر نفس کا میلان صفتِ شوق ویقین سے اس کے مرغوب کلمات سننے اوراس کی شغف آمیز صحبت میں رہنے کے لئے ہوگا یہ ہیں معنی مہدیؑ سے داد وعدل ظاہر ہونے کے پس پناہ لیں گے پرہیز گار مومن مہدیؑ کے پاس مشغول ہوں گے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں حاصل کریں گے خدا کے دین کو۔ اور آنحضرت ﷺ کا قول آسمان اپنی بارش کے قطروں میں سے بغیر برسائے کچھ نہیں چھوڑے گا الخ۔ اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ مہدیؑ کا زمانہ قحط ومصیبت کا زمانہ نہ ہوگا بلکہ ارزانی اور فراخی کا زمانہ ہوگا بیشک جو ذات دعوئے مہدیت کی صلاحیت رکھتی ہے اُس سے زمین وآسمان کے رہنے والے راضی ہوجاتے ہیں لیکن شیطان اور سرکشی کرنے والے حاسد حق کو جھٹلانے والے جو اولادِ رسول ﷺ سے عداوت رکھتے ہیں کہہ دیتے ہیں مہدیؑ کی شان میں ایسی بات جو مہدیؑ کے حال کے موافق نہیں اور وہ تمام احادیث جن کو مخالفانِ مہدیؑ مہدیؑ کی شان میں بیان کرتے ہیں نہایت درجہ کی ضعیف ہیں متقدمین سے کسی نے بھی ان احادیث کو جمع نہیں کیا اور نہ ان احادیث سے دلیل لی مگر (وہ شخص ضعیف احادیث سے استدلال کیا) جس نے ظاہری ریاست کی محبت اور دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں اختیار کر کے قولِ مہدیؑ سے سرکشی کی جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے ہمارے نبیؐ سے سرکشی کی اور جو کچھ معانی مذکورہ سے قریب تھا میں نے اسکو چھوڑ دیا کلام کو تکرار سے بچانے کیلئے لیکن وہ چیز جس کو علماء سلف نے اختیار کیا اور مہدیؑ کی شان میں اتفاق کیا ہے اُس کو لیا ہے پس تحقیق کہ ذکر کیا امام قرطبی نے اخبار متواتر آئی ہیں اور پھیل گئی ہیں راویوں کی کثرت کی وجہ سے نبیؐ کی روایت سے مہدیؑ کے حق میں۔ اور فرمایا امام بیہقی نے شعب الایمان میں کہ مہدیؑ کی علامتوں کے باب میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے پس ایک جماعت نے توقف کیا اپنی کثرت دیانت کی وجہ سے اور علامات کے علم کو حوالہ کیا اس کے عالم کے (اللہ تعالیٰ کے) اور اس بات کی معتقد ہوگئی کہ مہدیؑ ایک شخص ہے فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے نکلے گا آخری زمانہ میں۔ اور امام سعد الدین تفتازانیؒ نے شرح مقاصد میں فرمایا کہ علماء اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ مہدیؑ امام عادل ہے فاطمہ بنتِ رسول ﷺ کی اولاد سے اللہ تعالیٰ جب چاہے گا مہدیؑ کو پیدا کرے گا دین کی نصرت کیلئے۔ پس امام قرطبی کا قول ہذا۔ اخبار متواتر آئی ہیں اور پھیل گئی ہیں راویوں کی کثرت سے، دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ خبر مہدیؑ متواتر المعنی ہے مجی مہدیؑ کے متعلق اور اختلاف کیا گیا ہے آپ کی علامات میں اسی لئے لوگوں نے علامات میں اختلاف کیا اور ایک جماعت نے اپنی کثرت دیانت کی وجہ سے توقف کیا اور علامات کے علم کو اس کے عالم

(خدائے تعالیٰ) کے حوالہ کیا اور اس بات کی معتقد ہوگئی کہ مہدیؑ اولادِ فاطمہؓ سے ہے نکلے گا آخری زمانہ میں بہ سبب پے درپے ہونے احادیث مجی مہدیؑ میں اور تحقیقات ان احادیث کی اسی معنی پر ہے دوسری معنی پر نہیں کیونکہ دوسرے معنی کی احادیث میں اختلاف ظاہر ہے اور جس چیز میں اختلاف کیا جاتا ہے حجت قطعی نہیں ہوتی پس اس بیان سے ظاہر ہوگیا فساد اُس کا جس کی روایت ابن سیرینؒ نے کی ہے کہ قحطانی ہی مہدیؑ ہے اور وہ جو علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں فرمایا ہے کہ علماء اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مہدیؑ امام عادل ہے، مطلق ہے یعنی تھوڑے یا بہت عدل یا تمام یا اکثر زمین کے تعین کے بغیر ہے اور علامہ تفتازانیؒ کا قول اللہ تعالیٰ جب چاہے گا مہدیؑ کو پیدا کرے گا پرہیز کرتا ہے اپنے اس قول سے شیعہ کے قول سے جو کہتے ہیں کہ مہدی محمد بن عسکری ہیں یا محمد بن علی حنفی ہیں پس شیعہ نے قید کیا ہے کہ مہدیؑ پیدا کئے گئے ہیں اور وہ غار میں چھپے ہوئے ہیں دشمنوں کے خوف سے۔ اور علاّمہ کا قول ''جب چاہے گا'' پرہیز کرتا ہے مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کے جمع ہونے کے تعین سے پس حاصل یہ کہ مہدیؑ کی مہدیت کے ثبوت کے علامات معین کئے گئے ہیں اس بات پر کہ (۱) مہدیؑ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہو (۲) مہدی علیہ السلام اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اپنے آباواجداد کے مانند امام ہو (۳) مہدیؑ صاحب تاثیر عادل ہو بھرے عدل کو یعنے پسندیدہ خصلتوں کو اس کے دل میں جو آپ کی صحبت میں رہے اور دور کرے اس سے ظلم کو یعنی بُری خصلتوں کو (۴) مہدیؑ رسولؐ کی کامل متابعت کرنے والا ہو فرمانِ رسولؐ سے کہ مہدیؑ میرے قدم بہ قدم چلے گا اور خطا نہیں کرے گا (۵) مہدیؑ داد و عدل پر بذاتِ خود بہ طبیعت جبلی ہو کس چیز کے ظلم کی طرف رخ نہ کرے جس کسی وجہ سے ہو ظلم دور کرنے کی کوشش کرے اور صلاحیت رکھتا ہو امامت کی ان خصلتوں سے جن کا ذکر ہم نے کر دیا ہے اور (ان علامات کے ساتھ) ہشیاری کی حالت میں دعویٰ کرے کہ میں مہدی موعود آخر الزماں ہوں اور اپنے اس دعوے پر وفات تک مصِر رہے (٦) مہدیؑ کی بعثت دسویں صدی ہجری میں ہو ورنہ بہت سے مشایخوں نے رسولؐ کی پیروی کی اور بہترین اوصاف سے موصوف ہوئے اور اپنی دیانت کی وجہ سے دعوئے مہدیت نہیں کیا کیونکہ جو شخص اس مقام کو پہنچتا ہے اس کے لئے دیانت دار اور راست گو ہونا ضروری ہے پس ان میں سے جس نے دعوئے مہدیت کیا اس کی بعثت دسویں صدی ہجری میں نہ ہوئی پس ان میں سے جس نے بیہوشی کی حالت میں دعویٰ کیا سو اس نے ہشیاری کی حالت میں رجوع کی یا اس نے زمانہ کے بعد مقام دعویٰ سے نیچے کے مقام میں آ کر رجوع کی یا وہ شخص اپنے دعویٰ میں جھوٹا تھا اُس میں رسول ﷺ کی کامل متابعت نہیں پائی گئی تو قتل کیا گیا اور جو شخص ان میں سے ولی ہے اور اس کا جھوٹ بولنا متصور نہ ہوا اور اس نے مہدیت کا دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ اس کے گمان میں مغالطہ ہے یہ اس لئے کہ ہر ایک نبی کے لئے ولایت ہے اور ان کا ختم ولایت اُمت محمد ﷺ میں مقدر ہے پس اُمتِ محمد ﷺ کے اولیاء

نے انبیاءؑ کی ولایت کے درجات کی ترقی کی پس یہی معنی ہیں آنحضرتﷺ کے فرمان ہذا کے۔ میری اُمت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مانند ہیں۔ پس ایک ان میں سے اللہ اور اللہ کے رسول سے معلوم کیا کہ وہ خاتم ولایت ہے تو اس نے امت محمدﷺ میں ہونے کی وجہ سے گمان کیا کہ خود خاتم ولایت محمد ہے اور چونکہ خاتم ولایتِ محمدیؐ مہدیؑ ہے لہذا اس ولی نے اپنی ذات پر گمان کیا کہ میں مہدی موعود ہوں پھر جو کوئی ولی اسی طرح دعویٰ کیا تو وہ اپنے دعویٰ پر مصر نہ رہا اور جس کی رجوع ظاہر نہ ہوئی تو اس کی پیروی کرنے والوں سے ظاہر ہوگئی وہ اس طرح کہ انہوں نے اپنے پیشوا کے دعویٰ پر برقرار رہنے پر اتفاق نہ کیا چنانچہ وہ نبی جس کی امت ہمیشہ حق پر نہ رہے تو اُس اُمت کے لئے اپنے نبی کے سوائے انبیاء میں سے دوسرے نبی کی اطاعت واجب ہوئی جو ولی مہدیؑ سے پہلے دعوی مہدیت کیا اُس کا دعویٰ برحق نہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ دسویں صدی ہجری میں پیدا نہ ہوا اور اصحاب تواریخ وغیرہ کا اتفاق اس بات پر ہے کہ مہدیؑ کی بعثت دسویں صدی ہجری میں ہوگی پس وہ مقدس ذات کہ جس پر محمدؐ کی ولایت ختم ہوئی اس کے لئے اور اس کے اصحاب کیلئے علامتیں ہیں جن کا ذکر ہم نے کردیا ہے اور نہیں ہیں وہ علامتیں مگر کسب سے حاصل کرنے کے بغیر من جانب اللہ اُن کی سچائی کا ظہور ہے اور وہ علامات کا ظہور رسولؐ کے امر اور اصحابِ رسولؐ کے ابتداء اسلام کے منقلب احوال کی موافقت کا وقوع ہے تحقیق کہ اصحابِ مہدیؑ مہدیؑ کے برحق ہونے کے دعویٰ پر مستقیم اور مُصر رہے اور ہر روز صحابۂ مہدیؑ کا اضافہ ہوتا رہا اگرچیکہ اُن پر وہی محنت ومشقت پہنچتی تھی جو کچھ محنت ومشقت ہمارے نبی محمدﷺ اور آپ کے اصحاب اور آپ کی اولاد پر پہنچی اس لئے کہ اصحاب مہدیؑ اور اولادِ مہدیؑ کلمہ توحید کو بلند کرنے کیلئے خدا کی راہ میں جنگ کرتے تھے پس قتل کئے اور قتل کئے گئے اور (منکرانِ مہدیؑ کے ذریعہ) گھروں اور شہروں سے نکالے گئے باوجود اس کے جہاد کرتے تھے خدا کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اور ہجرت کرتے تھے خدا کی راہ میں اور صبر کرتے تھے آفتوں اور بلاؤں پر اور نہیں چھوڑ تے تھے دین حق (خدا طلبی) اور رسول ومہدی علیہما السلام کی پیروی کو اپنے تمام احوال میں اور فقر وفاقہ کو لازم کرلئے تھے تو انگروں اور ان کے مال کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے کسی کا ان کو خوار سمجھنا اور اُن کی مخالفت کرنا ان کو ضرر نہیں پہنچاتا تھا تمسک کرتے تھے کتاب اللہ سے اور توکل کرتے تھے اللہ پر اور سونپتے تھے اپنے کاموں کو اللہ کی طرف اور مشغول نہیں ہوتے تھے دنیا کے کاموں اور دنیا کی زندگی کی طلب میں اور اپنے اصحاب اور بھائیوں کی صحبت کو نہیں چھوڑتے تھے اور ان میں مرد عورت بچے اور بڑے ہزاروں کی تعداد میں تھے ایک ہی (اللہ کی طلب ومحبت کی) راہ پر تھے ایمان اور فقر و فاقہ پر مطمئن تھے لاگ لپٹ کر لوگوں سے سوال نہیں کرتے تھے اور لوگوں کو راہِ حق وراہِ راست کا ارشاد فرماتے تھے ایسی حالت میں کہ شرع پر ثابت قدم تھے اپنے تمام اقوال افعال اور احوال میں ایک ذرہ ایک لمحہ اور پلک مارنے کے برابر حق

سے تجاوز نہیں کرتے تھے اگر ان سے کوئی چیز شرع کے خلاف صادر ہوجاتی اور اس کو کسی نے بھی نہیں دیکھا تو خود مصدق علماء (تارکانِ دنیا طالبانِ مولیٰ علماء) سے پوچھتے اور اسی وقت خلاف شرع چیز سے رجوع کر لیتے اس لئے کہ اکثر ان میں امی تھے اور جبر و اکراہ کے بغیر اپنی خوشی سے تعزیر و حد پر (دُرّے کھانے پر) راضی ہوجاتے اس طریق سے انکے حق میں کہا گیا ہے کہ تم بہتر ہو اُن امتوں میں جو پیدا ہوئیں لوگوں کے لئے تم حکم کرتے ہو نیک کام کا اور منع کرتے ہو برے کام سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور صلاحیت رکھتی ہے ان کے حق میں یہ آیت (بہتیری نشانیاں ہیں عقلمندوں کیلئے) جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوے اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں اے ہمارے پرورد گار تو نے اس کو بے فائدہ نہیں بنایا تیری ذات پاک ہے پس ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے مصدقانِ مہدیؑ کے جو کچھ اوصاف اوپر مذکور ہوئے یہ سب مہدیؑ جوان کا مرشد ہے اُس کے فیض کا ثمرہ ہے راضی ہوا اللہ مہدیؑ سے جیسا کہ راضی ہوا ہمارے نبیؐ سے پس اگر کہے تو کہ تو نے مہدیؑ کی معرفت کو صحابہؓ کی عدالت پر موقوف کیا ہے دعویٰ مہدیؑ اور غیر مہدیؑ کے دعوئے مہدیت کا فرق بتانے کیلئے اور اس سے لازم آتی ہے متبوع کی معرفت تابع کی معرفت سے تو میں کہتا ہوں کہ میں نے محض صحابہؓ کی عدالت سے مہدیؑ کی معرفت کا فرق نہیں بتایا بلکہ مہدیؑ کی معرفت دوسرے وجوہ سے بھی ہے جو غیر مہدیؑ میں نہیں پائے جاتے بعض اُن وجوہ سے یہ ہے کہ مہدیؑ کی بعثت کا زمانہ دسویں صدی ہجری ہے اکثر کے اقوال سے اور بعض اُن وجوہ سے مہدیؑ کے بیان اور آپ کی صحبت کی تاثیر ہے یہاں تک کہ اگر آیا مہدیؑ کے پاس چوری کرنیوالا یا راہزن یا ہمیشہ شراب پینے والا یا زانی زنا پر مصر رہنے والا یا خونی یا صاحب لہو ولعب اقسام کی بدکاریاں کرنے والا ایسا کہ اس کی تمام عمر میں اُس سے نیکی اور احسان نہیں دیکھے گئے پھر ایسے اشخاص نے ایک یا دو روز مہدیؑ کی صحبت اختیار کی تو انہوں نے اپنے تمام افعال مذمومہ سے رجوع کر لی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سمندر میں ڈوب گئے اور پسندیدہ خصلتوں کے حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی سکر میں مست رہے اور اگرچہ ہوتا صاحب دنیا ہزار گھوڑوں کا سردار تو اپنا سب مال و متاع اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیدیتا اور فقر و فاقہ اختیار کرتا اور فقیروں[1] کا لباس پہن لیتا یہ ہیں معنی جو حدیث میں ذکر کئے گئے ہیں کہ بھریگا مہدیؑ زمین کو داد و عدل سے ۔ پس یہ کرامت تمام انبیاءؑ کے معجزوں کے مقابلہ میں بزرگترین کرامت ہے پس کتنے انبیاءؑ نے اپنی امت کو اللہ کی طرف کئی سال بلایا رجوع نہ ہوے ان کی طرف مگر تھوڑے جن کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض اُن وجوہ سے تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کی نگہبانی سے مہدیؑ کی استواری اور ہولناک مقامات میں آپ کی اپنی اصلی حالت پر ثابت قدمی ہے پس کتنے ایسے حملہ کرنیوالے منکروں نے آپؑ پر قید کرنے اور قتل

---

[1] فقیری لباس کے منکرین کے لئے مقام عبرت ہے۔

کرنے کیلئے ظالمانہ حملہ کیا پس متغیر نہ ہوا آپؑ کا حال اک ذرہ اک لمحہ پلک مارنے کے برابر مگر جیسا تھا ویسا ہی وعظ کرنے نصیحت دینے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں اللہ کے شوق ومحبت میں مست رہا اور کتنے پہلوانوں نے آپؑ کے قتل کیلئے از روئے حسد حملہ کیا جب آپؑ کے چہرۂ انور کو دیکھا تو گر پڑے آپؑ کے سامنے سجدے میں روتے رہے اور بعض اُن وجوہ سے آپؑ کا شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہنا ہے اور کتنے حاسد آپؑ کے ظاہری اور باطنی احوال پر طعن کرنے کی تلاش میں رہے پس باوجود شدت عداوت کے انہوں نے آپؑ پر طعن کی گنجائش اور آپؑ کی چوک پکڑنے کی راہ نہ پائی اور بعض اُن وجوہ سے مہدیؑ کا علوم[1] ظاہری و باطنی سے بغیر علم کسی کے پُر ہونا ہے کتنے ایک عالم جو عرصۂ دراز تک علوم وفنون میں غور کرتے رہے لیکن اُن کو آپؑ پر کامیابی نصیب نہ ہوئی اور مہدیؑ کی تصدیق کی طرف رجوع ہوئے پھر ان میں کا جو شخص مہدیؑ کی صحبت میں بالکل نہ رہا سو وہ باقی رہا اپنی جہالت اپنی دشمنی اور اپنی سرکشی پر آپؑ کی مہدیت پر شک کرنیوالا یا مہدیت کی نفی کرنیوالا ہوا اور بعض اُن وجوہ سے کتاب اللہ پر مہدیؑ کی استواری ہے اور آپؑ کا بیان ایسا کہ اس میں شرائع اور معارف جمع ہوتے ہیں آپؑ کا ایک کلام تمام کلمات کا جامع ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ اس میں تمام متابعت پائی جاتی ہے ایسی متابعت کہ تمام مقاصد پر حاوی ہوتی ہے ان وجوہ کے سوائے آپؑ کے اخلاق سے وہ اخلاق ہیں کہ میں اور صحابہؓ میں سے کوئی صحابی آپؑ کے اخلاق کی حد کو نہ پاسکے پس نہیں تھی آپ کی حرکت اور نہیں تھا آپؑ کا سکون مگر از قسم محامد ایسے محامد کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام اخلاق کے مساوی ہیں پھر میں نے آپؑ کے صحابہؓ کی استواری کو ثبوت مہدیت اور ان کی عدالت اور مہدیؑ کے وصال کے بعد آپؑ کے آثار زندہ رہنے کے معنی میں جو ذکر کیا ہے وہ بھی اُن معقول وجوہ میں سے ایک وجہ معقول ہے جو ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کے ثبوت کیلئے معتبر ہوئے ہیں پس کیوں ثابت نہ ہوگی اسی دلیل سے مہدیؑ کی ولایت اور مہدیت بعضے اُن دلائل سے جن سے ہمارے نبیؐ کی نبوت ثابت ہوئی اس کا ذکر شرح عقاید میں کیا گیا ہے کہ ارباب بصیرت نے نبوت پر دو طریقوں سے دلیل لائی ہے ایک زمانۂ نبوت اور اس کے ماقبل اور تکمیل دعوت کے بعد کے حالات متواترہ اور آپ کے اخلاق عظیمہ اور حکیمانہ احکام اور آپؑ کا اقدام ایسی جگہ پر جہاں بڑے بڑے پہلوان مقابلہ پر تُلے ہوئے ہوں اور ہر حال میں آپؑ کا اللہ پر بھروسہ کرنا اور ہولناک مقامات میں آپ کی ثابت قدمی اس طرح کہ باوجود شدت عداوت اُن کا آپؑ پر طعن کی گنجایش اور آپ کی چوک پکڑنے کی راہ نہ پانا ہے ان تمام امور کے لحاظ سے عقل اس امر کی رہبری کرتی ہے کہ یہ سب باتیں سوائے نبیؐ کے دوسرے شخص میں جمع نہیں ہوسکتیں اور نہ خدائے تعالیٰ ایسے شخص میں جمع کرتا ہے جس کے متعلق یہ جانتا ہے کہ وہ اُس پر افترا کررہا ہے اور پھر اس کو تئیس سال

---

[1] مہدیؑ کو جو علوم ظاہری و باطنی حاصل تھے عطاء باری تعالیٰ سے تھے۔

دعوئ نبوت کرنے کی مہلت دیتا ہے اور پھر اس کے دین کو تمام ادیان پر غالب کر دیتا ہے اور اس کے اعدا پر اس کو نصرت عطا فرماتا ہے اور اُس کی وفات کے بعد اس کے آثار کو قیامت تک زندہ رکھتا ہے پس اُس کا قول ’’زندہ رکھتا ہے اس کے آثار کو اس کی وفات کے بعد‘‘ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آثار کا زندہ رکھنا اس کی سچائی کی علامت ہے پس جو کچھ کہ ہم نے ذکر کیا ہے وہ سب موجود تھا اُس ذات میں جس کی تصدیق ہم نے کی ہے کہ وہ مہدی موعودؑ ہے اور یہ نبیؐ کے فیض سے ہے وہ فیض جس سے اللہ تعالیٰ نے مہدیؑ کو کامل متابعت کی وجہ لبریز کیا پس صحیح ہوئی یہ بات کہ صحابہؓ اور تابعینؒ کی ثابت قدمی اُن کے متبوع (محمد و مہدی علیہما السلام) کے دعویٰ کی سچائی کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان سے۔ اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کو سچ مان لیا وہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ پس اگر کہے تو کہ ان کے قول کی وجہ کیا ہے کہ عقل غیر انبیاءؑ میں ان امور کے جمع ہونے کو منع کرتی ہے پس مہدیؑ نبی نہیں ہے پس کیونکر جمع ہوں گے یہ امور مہدیؑ میں۔ میں کہتا ہوں کہ عقل ان امور کو تبعیت کی حیثیت سے جمع ہونے کو منع نہیں کرتی اصالت کی حیثیت سے جمع ہونے کو منع کرتی ہے کیا تو نے نبیؐ کے قول کو نہیں دیکھا جو فرمایا ہے کہ مہدیؑ میرے قدم بقدم چلے گا یعنے میری کامل پیروی کرے گا پس ان امور کا جمع ہونا متابعت کے اثر سے ہے بدلیل فرمان رسولؐ کہ نہیں ہے کوئی نبیؐ مگر اس کیلئے نظیر ہے اسکی اُمت میں اور نیز بدلیل فرمان رسولؐ کہ میری اُمت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مانند ہیں۔ اور وہ جمع کرنا تمام امور کا مہدیؑ کی ذات میں آنحضرت ﷺ کے اُس قول کے مانند ہے جو ابوبکرؓ کے حق میں فرمایا کہ نہیں ڈالی گئی میرے دل میں کوئی چیز مگر ڈالی گئی ابوبکر بن قحافہؓ کے دل میں اور فرمایا آنحضرت ﷺ نے علیؓ کے حق میں کہ آیا نہیں راضی ہوتا ہے تو اے علی کہ تیری نسبت میرے ساتھ ایسی ہو جیسی کہ ہارونؑ کی نسبت موسیٰؑ کے ساتھ تھی مگر یہ کہ نہیں ہے نبی میرے بعد تائید دیتا ہے اس بیان کی وہ جو وارد ہوا ہے صحیح بخاری میں ہرقل کی حدیث سے خبر دی ہم کو ابوالیمان ابن نافع نے اس نے کہا خبر دی ہم کو شعیب نے اور وہ زہری سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا خبر دی مجھ کو عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود نے عبداللہ ابن عباس کی روایت سے خبری ان کو ابوسفیان ابن حرب نے کہ ہرقل (شاہ روم) نے انکے پاس ایک آدمی بھیجا تھا جبکہ وہ قریش کے چند سواروں میں بیٹھے) تھے اور وہ لوگ شام میں تاجر بنکر گئے تھے (اور یہ واقعہ) اُس زمانہ میں ہوا جبکہ رسول خدا ﷺ نے ابوسفیان اور (نیز دیگر) کفار قریش سے ایک محدود عہد کیا تھا غرض سب قریش ہرقل کے پاس آئے اور یہ لوگ اس وقت ایلیا میں تھے ہرقل نے اُن کو اپنے دربار میں طلب کیا اور اسکے اطراف اکابران روم تھے پس بلایا ان کو اپنے پاس اور ترجمان کو طلب کیا پس ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھ کہ تم میں سب سے زیادہ اس شخص کا قریب النسب کون ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا ان سب سے زیادہ میں ان کا قریب النسب ہوں یہ سنکر ہرقل نے کہا ابوسفیان کو میرے

قریب کر دو اور اسکے ساتھیوں کو بھی قریب رکھو یعنے انکو ابوسفیان کے پسِ پشت کھڑا کرو پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص کا حال پوچھتا ہوں جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے پس اگر یہ مجھ سے جھوٹ بیان کرے تو تم فوراً اس کی تکذیب کر دیں (ابوسفیان کہتے ہیں کہ) اللہ کی قسم اگر (مجھے) اس بات کی غیرت نہ ہوتی کہ لوگ میرے اوپر جھوٹ بولنے کا الزام لگائیں گے تو یقیناً میں آپ کی نسبت غلط باتیں بیان کر دیتا غرض سب سے پہلے ہرقل نے مجھ سے جو پوچھا یہ تھا کہ ان کا نسب تم لوگوں میں کیسا ہے میں نے کہا وہ ہم میں (بڑے) نسب والے ہیں پھر ہرقل نے کہا کہ کیا تم میں سے کسی نے ان سے پہلے بھی یہ بات کہی ہے (دعوئے نبوت کیا ہے) میں نے کہا نہیں پھر ہرقل نے کہا کیا اُن کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے۔ میں نے کہا نہیں پھر ہرقل نے کہا کہ امیر لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے میں نے کہا صرف کمزور لوگوں نے۔ پھر اُس نے پوچھا ان کے پیرو بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں میں نے کہا زیادہ ہوتے جاتے ہیں پھر اُس نے کہا کوئی اُن میں سے ان کے دین سے ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے بعد اس کے کہ اس میں داخل ہو جائے میں نے کہا نہیں اس نے کہا کہ آیا اس سے پہلے کہ انہوں نے یہ بات کہی کہیں تم انھیں جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے میں نے کہا نہیں پھر اس نے کہا کیا کبھی وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ اور اب ہم ان کی مہلت میں ہیں ہم نہیں جانتے کہ وہ اس (مہلت کے زمانہ) میں کیا کریں گے (وعدہ خلافی یا وعدہ وفائی) ابوسفیان کہتے ہیں کہ سوا اس کلمہ کے اور مجھے قابو نہیں ملا کہ میں کوئی بات آپ کے حالات میں داخل کر دیتا پھر اس نے کہا کہ آیا تم نے کبھی اُن سے جنگ بھی کی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ تو اس نے کہا پھر تمہاری جنگ اُن سے کیسی رہی میں نے کہا کہ ہمارے اور اُن کے درمیان لڑائی ڈول کی مثل رہی کہ کبھی وہ ہم سے لے لیتے ہیں اور کبھی ہم اُن سے لیتے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں۔ میں نے کہا وہ کہتے ہیں صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جو تمہارے باپ دادا کیا کرتے تھے اُس کو چھوڑ دو (اسکے ساتھ) نماز پڑھنے زکوۃ دینے سچ بولنے پر ہیزگاری اور صلۂ رحم کا حکم دیتے ہیں اس کے بعد ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہدے کہ میں نے تم سے اُن کا نسب پوچھا تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہارے درمیان نسب والے ہیں اور تمام پیغمبرؑ اپنی قوم کے نسب میں اسی طرح (عالی نسب) مبعوث ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا یہ بات (اپنی نبوت کی خبر) تم میں کسی اور نے بھی کہی تھی تو تم نے بیان کیا کہ نہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ اگر یہ بات اُن سے پہلے کوئی کہہ چکا ہوتا تو میں کہدوں گا کہ وہ ایک ایسے شخص ہیں جو اس قول کی تقلید کرتے ہیں جو ان سے پہلے کہا جا چکا ہے پھر میں نے تم سے پوچھا کہ اُن کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا تو تم نے بیان کیا کہ نہیں پس میں نے کہا تھا کہ اگر اُن کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہوگا تو میں کہدوں گا کہ وہ

ایک ایسے شخص ہیں جو اپنے باپ دادا کا ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں پھر میں نے تم سے پوچھا کہ آیا اس سے پہلے کہ انہوں نے یہ بات کہی کہیں تم انھیں جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تو تم نے کہا نہیں پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسا شخص جو لوگوں پر جھوٹ بولنا نہ چاہے خاص اللہ پر کیونکہ جھوٹ بولے گا پھر میں نے تم سے پوچھا کہ آیا بڑے لوگوں نے انکی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے تو تم نے کہا کہ کمزور لوگوں نے اور واقعی تمام پیغمبروں کے پیرو یہی لوگ ہوا کرتے تھے جب میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے پیروزیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم۔ تو تم نے بیان کیا کہ وہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور درحقیقت ایمان کا یہی حال ہوتا ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جاوے پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص بعد اس کے کہ ان کے دین میں داخل ہوا ان کے دین سے ناخوش ہوکر پھر بھی جاتا ہے تو تم نے بیان کیا کہ نہیں اور ایمان ایسا ہی ہے جبکہ اس کی بشاشت دلوں میں مل جائے پھر میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ وعدہ خلافی بھی کرتے ہیں تو تم نے بیان کیا کہ نہیں۔ اور تمام پیغمبر اسی طرح وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ جب میں نے تم سے پوچھا کہ وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور تمہیں بتوں کی پرستش سے منع کرتے ہیں نماز پڑھنے سچ بولنے اور پرہیز گاری کا حکم دیتے ہیں۔ پس اگر جو تم کہتے ہو سچ ہے تو عنقریب وہ میرے ان دو قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائیں گے اور بیشک میں جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر میں یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے اگر میں جانتا کہ اُن تک پہنچ سکوں گا تو میں ان سے ملنے کا بڑا اہتمام کرتا اگر میں ان کے پاس ہوتا تو یقیناً ان کے قدموں کو دھوتا پھر رسولؐ کا مکتوب منگوایا جو بھیجا گیا تھا دحیۃ الکلبیؓ کے ذریعہ شاہ روم ہرقل کو پس لے گیا اس نے خط ہرقل کی طرف پس ہرقل نے اُس خط کو پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد کی طرف سے جو خدا کا بندا اور رسول ہے یہ خط ہرقل کے نام ہے جو روم کا رئیس اعظم ہے سلام ہے اُس شخص پر جو ہُدیٰ یعنی ہدایت کا پیرو ہو اس کے بعد میں تجھ کو اسلام کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں اسلام قبول کر تو سلامت رکھا جائے گا خدا تجھ کو دگنا ثواب دیگا اور اگر تو نے نہ مانا تو تیری پیروی کرنیوالوں کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا اور اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے وہ یہ کہ ہم خدا کے سوائے کسی کو نہ پوجیں اور نہ کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک کریں الخ ابوسفیان نے کہا کہ ہرقل جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اور خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے پاس بہت لوگ جمع ہوگئے اور بلند ہوئیں انکی آوازیں اور ہم کو باہر نکالدیا جب انہوں نے ہم کو نکالدیا تو میں نے اپنے یاروں سے کہا ابن کبشہ[1] کا کام تو بہت بڑا ہوا کہ اس سے بادشاہ روم بھی ڈرتا ہے

---

[1] کفار آنحضرتؐ کو حقارت اور طعن سے ابن کبشہ کہا کرتے تھے اور ابوسفیان نے بھی جو یہ کہا ہے سو اسلام لانے سے پہلے کہا ہے۔ (از شرح فارسی)

اور مجھے یقین ہونے لگا کہ عنقریب محمد ﷺ لوگوں پر غالب ہو جائیں گے یہاں تک کہ داخل کیا اللہ مجھ کو اسلام میں پس جان اے عاقل کہ وہ ذات جس کی مہدیت کی تصدیق ہم نے کی ہے اس کی شان اور اسکے صحابہؓ کی شان وہی تھی جو حدیث ہرقل میں ذکر کی گئی ہے یعنے مہدیؑ کا صاحب نسب ہونا اور آپ کے آباو اجداد کا دعویٰ مہدیت نہ کرنا اور آپ کے آباو اجداد میں بادشاہ نہ ہونا اور آپ کی پیروی ضعیف قوم کرنا اور ہر روز ان کی زیادتی ہونا اور دعوئے مہدیت سے پہلے آپ کی زبان پر جھوٹ بات کا نہ آنا اور کبھی آپ کا ظلم نہ کرنا اور آپ لوگوں کو فرماتے [1] ہیں کہ بندگی کرو اللہ کی کہ وہ ایک ہے اور شریک مت کرو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ ظاہر میں اور نہ باطن میں اور مہدیؑ تم سب کو عدل احسان اور ماسوی اللہ سے پرہیز کرنے محبت حق کی سچائی خالص دوستی اور ایمان کامل کا حکم کرتے ہیں پس یہ علامات ازروئے عقل نبوت کی سچائی کے ہیں تو پھر کیوں کر انکار کیا جاسکتا ہے اُس ذات کی مہدیت کا جو انبیاءؑ کی صفات سے موصوف ہے پس تیرے لئے ذاتِ مہدیؑ کے مشخص کرنے میں اسی طرح فکر کرنی ضروری ہے جس طرح سے کہ عقلاء نے ہمارے نبیؑ کے مشخص کرنے میں غور کیا ہے اور اخلاقِ حمیدہ کے سوائے جو کچھ ہے سو وہ خیالات اور وساوس ہیں عاقل کے پاس اس کا کوئی شمار نہیں اس لئے کہ معجزہ خاص انبیاءؑ سے ظاہر کیا گیا ہے معجزہ سے مہدیؑ کو پہچانے گا تو علاماتِ مہدیؑ کی سچائی باقی نہیں رہے گی مگر اُس چیز سے مہدیؑ کو پہچان سکتا ہے جس سے عقلاء نے انبیاءؑ کو پہچانا وہ اخلاق حمیدہ ہیں ان کا ذکر ہم نے کر دیا ہے حدیث ہرقل اور شرح عقاید کی نقل سے پس تو بھی انہی سے حجت لے اور اس پر استوار رہ اور مخلص بن اور مہدیؑ کے قول کو قبول کر اور خلوص دل سے برحق جان ورنہ تو وساوس کی موجوں اور عقلوں کے فساد میں پڑ جائے گا اس طرح کہ تجھ کو حق کی طرف لیجانے والی راہ کی خوشبو نہ پہنچے گی اور فیض مطلق سے محروم رہ جائے گا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو راستے کی توفیق عطا کرے اور غافلوں کی نیند سے ہشیار کرے اور طالبان حق کے راستوں میں تجھے چلائے حتّی کہ تو سید امین (مہدیؑ) کے ارشاد سے رب العالمین کے دیدار کو حاصل کرے پس میں نے تیرے لئے اولاً مہدیؑ اور اصحاب مہدیؑ کے احوال کو بیان کیا ہے پس تو ان احوال کو دیکھ کہ حدیث اور نقل مذکور کے موافق ہیں یا نہیں پس اگر موافق ہیں ان احوال کے سوائے اختلافات واردہ کی طرف رخ کرنا تیرے لئے جائز نہیں اور مہدیؑ نہیں بھیجا گیا مگر علماء کے مقرر کردہ دسویں صدی ہجری میں اصحاب تواریخ کے اتفاق پر اور انہوں نے حجت لی ہے فرمان رسولؐ سے جو ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہا رسول اللہ ﷺ سے منجملہ اُن باتوں کے جن کو میں جانتا ہوں ایک یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ مبعوث کریگا اس امت میں ہر صدی کے راس پر ایک ایسے شخص کو

---

[1] امامؑ کا فرمانِ مبارک تو یہ ہے کہ "شریک مت کرو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ ظاہر میں اور نہ باطن میں" پس جو لوگ عبد کا معنی باطن میں رب کرتے ہیں امامؑ کے فرمان کے خلاف ہے۔

جو اِس اُمت کیلئے اُس کے دین کی تجدید کرے گا اور فرمایا کہ مجدد دسویں صدی میں وہی مہدیؑ ہے اور اصحاب تواریخ نے اتفاق کیا ہے کہ وہ ہوگا ایسا بلکہ اُن سے بھی درجہ میں بڑا ہوا بہ نسبت ہمارے رسولؐ کے تمام انبیاءؑ پر اور وہ مہدیؑ ہے اس لئے کہ مہدیؑ ہمارے نبیؐ کی ولایت کا خاتم ہے نووی وغیرہ نے ۹۰۰ھ ہجری معین کیا ہے اور طبری نے ۹۰۵ھ ہجری مقرر کیا ہے اور مہدیؑ کا ظہور ۹۰۵ھ ہجری میں ہوا اور یہ اجتہا دورائے سے بحث کرنے والوں کے مباحثہ کا تتمہ ہے۔ اب میں اس میں (مخزن الدلائل میں) مہدیؑ کے ثبوت کی بحث میں ایک ایسا مختصر قول جو مخزن الدلائل کی ساری بحثوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بیان کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ لوگ (مخالفانِ مہدیؑ) جو احادیث سے تمسک کرتے ہیں (دلیل لاتے ہیں) یا تو مخالفین ائمہ مجتہدینؒ کی تقلید کرنے والے ہوں گے یا خود مجتہد ہوں گے پس اگر مخالفین ائمہ مجتہدینؒ کی تقلید کرنے والے ہیں تو ان کیلئے احادیث سے تمسک کرنا جائز نہیں بلکہ ان کا فریضہ ہے کہ ائمہ مجتہدینؒ یعنے اصحاب مذاہبِ اربعہ کی اقوال کو پیش کریں اور یہ ظاہر ہے کہ ائمہ مجتہدینؒ نے مہدیؑ کے باب میں کوئی ذکر نہیں کیا اس لئے کہ ائمہؒ کے اقوال فتاوی فقہیہ میں نہیں پائے جاتے مگر علماء سلفؒ نے ائمہ مجتہدینؒ سے ذکر کیا ہے کہ مجتہدوں نے باب مہدیؑ میں توقف کیا ہے اور احادیث کے معنی میں اختلاف کی کثرت کے سبب سے مجی مہدیؑ کے علم کو خدا کے حوالہ کیا ہے دراصل مجی مہدیؑ خبر غیب ہے اور خبر غیب میں اجتہاد ظن وگمان کا فائدہ دیتا ہے اور یہ خبر غیب ایسی نہیں ہے جو اہل جنت اول اور اہل نار کی طرح قیامت تک نہ سمجھ میں آئے بلکہ دریافت کی گئی ہے دنیا میں اس دریافت سے طریق صواب کی مخالفت کرنے والوں کا فساد ظاہر ہوجاتا ہے اگر کسی نے کہا کہ دراصل ان معانی کا ذکر کسی نے نہیں کیا اور مجی مہدیؑ کے علم کو خدا کے حوالہ کیا ہے تو قائل کا ایسا کہنا نبیؐ کے اکثر احوال سے صلاحیت رکھنے کے ساتھ مہدیؑ کے دعوئے مہدیت کو منع نہیں کرتا ہے پھر اگر ائمہ مجتہدینؒ نے وصفِ مہدیؑ کے تعین میں کچھ بیان کیا ہے تو ہم مخالفانِ مہدیؑ سے پوچھتے ہیں کہ تم یہ بات کہاں سے کہتے ہو اسلئے کہ امام اعظم وغیرہ ائمہ نے بیان کیا ہے کہ مفتی کو ہمارے اقوال سے فتوی دینا جائز نہیں جب تک کہ وہ اس بات کو نہ جان لے کہ ہم نے کہاں سے کہا ہے اور یہ بات کتب فقہ میں مشہور ہے ایسا ہی ہے فصول عمادی میں اور ثابت ہوا کہ مخالفین کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہی اُن احادیث کہ متعلق جن کا ذکر ہم نے کیا ہے اور مخالفین مہدیؑ کے باب میں قرآن سے تو حجت لیتے ہی نہیں اس لئے کہ قرآن مہدیؑ کیلئے حجت ہے قرآن کی پیروی کرنے کی وجہ سے اور مخالفین علماء اور اجماع کے اقوال سے حجت لیتے ہیں حالانکہ تعین اوصاف میں اجماع نہیں ہے مگر مثل اس چیز کے جس کا ذکر ہم نے کیا ہے شعب الایمان کی نقل اور شرح مقاصد سے پس نہیں ہے مخالفوں کیلئے مگر یہ کہ کہے جائیں شکی اور گمانی باتیں اور شکی اور گمانی باتیں حق سے بے پرواہ نہیں کرتیں اور اگر مخالفین مجتہدین ہیں تو ہم ان سے احادیث کے اصول کے متعلق پوچھتے ہیں کہ کل

احادیث ائمہؒ کے پاس متفقہ ہیں یا مختلف اگر وہ کہیں کہ کل احادیث متفقہ ہیں تو ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے بسبب ظاہر ہونے اختلاف احادیث کے مانند آفتاب کے دوپہر کے وقت اور وہ (احادیث کا مختلف فیہ ہونا) علماء سلف سے منقول ہے اور اگر احادیث ائمہؒ کے پاس مختلف ہیں تو جن احادیث میں اختلاف کیا گیا ہے وہ حجت قطعی نہیں ہوتیں تو پھر مخالفوں پر احوال احادیث یعنی حدیث کے مقدم وموخر صحیح وسقیم ناسخ ومنسوخ کی تحقیق کی طرف جو شرایط اجتہاد سے ہے در پے ہونا واجب ہوگا اور اقرار کریں متفق المعنی حدیث پر پھر حدیثوں کا مقابلہ کتاب اللہ سے کرنا چاہیئے پس اگر حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو اُس حدیث کا مقابلہ مدعی مہدی سے کرنا چاہیئے پس اگر حدیث مدعی مہدیت کے احوال کے موافق ہو تو مدعی مہدیت کو اور اُس حدیث کو قبول کرنا چاہیئے اور اگر حدیث مخالف ہو کتاب اور مدعی مہدیت کے تو اس کو رد کرنا چاہیئے اور جو ایسا نہیں کرتے ہیں تو ان کیلئے مہدیؑ کو جھٹلانا جائز نہیں اور اگر جھٹلائیں تو تحقیق کہ انہوں نے اپنے گمان کی بنا پر شرع کی مخالفت کی۔ اور متکلمین سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ امام اعظمؒ نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ اور مہدی علیہما السلام ایک زمانہ میں جمع ہوں گے۔ میں نے کہا کہ تم یہ بات کہاں سے کہتے ہو کیونکہ کسی نے بھی یہ روایت امام اعظمؒ سے نہیں کی اور اگر اس کو تسلیم بھی کرلیں تو میں کہتا ہوں کہ کیا کہتا ہے تو امام اعظمؒ کی شان میں کہ امام اعظمؒ نے یقین سے کہا یا اجتہاد واحتمال سے تو کہا احتمال سے میں نے کہا جس چیز میں احتمال اور گمان کیا جائے کیا وہ حجت قطعی ہوگی تو کہا نہیں میں نے کہا ظنی دلیل سے اُس ذات کی تکذیب کیسے ہوسکتی ہے جس میں بہت سی علامتیں مہدیت کی پائی گئیں اور مہدیؑ دعوئے مہدیت کی صلاحیت رکھتا ہے اور دعوئے مہدیت کرتا ہے اور بہت سے علماء نے مہدیؑ کی تصدیق اور اطاعت کی ہے پس خاموش ہوگیا متکلم اور کلام کی گنجایش نہ پائی ہاں اگر مجتہدین شرایط کے ساتھ مجتہد ہیں تو مہدیؑ ان سے زیادہ سزاوار اور زیادہ لایق ہے از روئے اجتہاد کے اسلیئے کہ مہدیؑ عالم ربانی ہے اللہ کی کتاب کے اسرار کو جانتا ہے اور دیکھتا ہے رسول ﷺ کو روحِ رسولؐ کے مشاہدہ سے اور شرائع اور رویت کے تمام امور کو دریافت کرتا ہے پس کیا ہوا ہے مخالفوں کو جو مہدیؑ کی مخالفت کرتے ہیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے ان کے ایمان کو پس مقصود اس بیان کا یہ ہے کہ ائمہ سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین نے علامات مہدیت مہدیؑ کی تحقیق وتنقیح میں کوئی کوتاہی نہیں کی اس کے باوجود ان کیلئے شرط ثبوت مہدیت کے معین کرنے کی حجت باقی نہ رہی مگر انہوں نے کہا کہ مہدیؑ اولادِ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ سے ہے آئے گا آخر زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کے دین کی نصرت کے لئے اور دین کی نصرت کرنا وابستہ ہے دعوت الی اللہ سے چنانچہ آنخضرت ﷺ نے اُن علماء کے حق میں جو جانتے ہیں احکامِ دین وشرائع اور ان پر عمل نہیں کرتے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اس دین کی ایسی قوم سے کہ نہیں ہے اُس قوم کے لئے آخرت میں حصہ ایسا ہی ہے تفسیر مدارک میں پس تحقیق کہ آنخضرت ﷺ نے شمار کیا دین کی نصرت

کے لئے اُس عالم کے قول کو جس کا عمل اُس کے علم کے موافق نہ ہو تو کیسی کچھ نصرت ہوگی صاحب علم وعمل اور صاحب تاثیر کے قول میں پس تحقیق کہ یہ بزرگ ترین حجتوں سے ہے کہ جس نے مہدیؑ کی صحبت اختیار کی درآنحالیکہ وہ آپ کی مہدیت کا معتقد ہے تو اس نے دنیا کو دنیا کی منفعتوں اور آرایشوں کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو گیا پس یہ کرامت تمام انبیاء علیہم السلام کے بزرگ ترین معجزات کے مساوی ہے اس کرامت میں کوئی فرد اُمت کا مہدیؑ کا شریک نہیں اور یہی معنی ہیں احادیث کے کہ مہدیؑ بھریگا زمین کو داد وعدل سے یعنی مہدیؑ اہل ارض کے دلوں میں بھرے گا اور قایم کرے گا ان میں داد وعدل کو اور وہ شرائع کی ادائی اور معرفت کی تحصیل اور توحید حقیقی کی طرف برانگیختہ کرنا ہے جیسا کہ بھری گئی زمین جور وظلم سے یعنے جیسا کہ اُن کہ دلوں میں بدعت اور گناہ قرار پائے پس مہدیؑ کی دعوت اس کو دور کرتی ہے اور اکھیڑ دیتی ہے اُن کے دلوں سے اور قایم کرتی ہے ان میں داد وعدل کو شرائع کی ادائی دیدار خدا کے شوق ذکر مراقبہ توکل تفویض اوران کے سوائے ان چیزوں سے جو اس باب میں لازم ہیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے بہتری کا اور اسی کی طرف سب کو واپس ہونا اور رجوع ہونا ہے تمام تعریف اللہ کے لئے سزاوار ہے کہ اپنی عطا سے توبہ کا دروازہ کھولا اور میں خدائے بزرگ سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر کوئی بات اہل سنت و جماعت کے معتقدات کے خلاف میری زبان پر جاری ہوئی ہے تو اس کو معاف کرے اور میں نے اپنے اس رسالہ میں کوئی چیز مخالفتِ حق کے قصد سے نہیں ذکر کیا ہے مگر میں نے نقل کیا ہے مشائخین وصالحین محققین کی کتابوں سے اور وہ علماء راسخ فی العلم ہیں جنہوں نے مرتبۂ ولایت وہدایت میں انبیاء بنی اسرائیل کے درجوں کی ترقی کی ہے راضی ہو اللہ اُن سب سے پس جب اہل ظواہر نے اُس پر (درجۂ ولایت پر) فتح نہ پائی اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ چیزوں اور اسرار عجائب کے حاصل کرنے میں تو ان کو بدعت اور خواہشات نفس سے منسوب کیا نہیں ہیں وہ مگر لاہوت کے اسرار جو ناسوت میں پوشیدہ کئے گئے ہیں ایسے شخص پر ظاہر ہوتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور دیدار خدا کا شوق ہو اور تمام تعریف سزاوار ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہاں کا پروردگار ہے۔

راقم الحروف

خاک پائے گروہ حضرت سید محمد جونپوری امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

احقر دلاور عرف گورے میاں مہدوی

ساکن حیدرآباد دکن۔ سدّی عنبر بازار۔ محلّہ پٹھان واڑی